



بڑی لمبیاں سی جدائیاں

انرا قراء شفیق

<https://primeurdunovels.com/>

بڑی لمبیاں سی جدائیاں



یہ منظر ہے ایک قبرستان کا جہاں شہزادوں سی آن بان لیے ایک شخص قبر کے پاس بیٹھا شہر خاموشاں کی شہزادی کو پکار رہا تھا،

لیکن وہ شہزادی اس ظالم دنیا سے روٹھی کب کی ابدی نیند سوچکی تھی،

"میں چاہتی ہوں کہ جب میں آپ سے کوسوں دور کہی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہوں تب آپ کو مجھ سے جان لیوا عشق ہو جائے اور یہ عشق اتنا جان لیوا ہوں کہ آپ کو میری ذات کے علاوہ کہی سکون نہ ملے آپ مجھے دیوانوں سے ڈھونڈے، لیکن تب میں آپ کو کہی میسر نہ ہو،

کہی دور سے اس ہر جائی کو شہزادی کی آواز سنائی دی گئی، جسکو سن کے اس ہر جائی کے دل میں ایک درد اٹھا، لیکن یہ درد اس زخم سے کم تھا جو اس معصوم کو دیا گیا تھا، لیکن اب اس پچھتاوے اور آنسوؤں کا کوئی فائدہ نہ تھا، کیونکہ وقت بیت چکا تھا، معاف کرنے والی کب کی دل میں بے وفائی کا درد، محبت نہ ملنے کا غم ساتھ لیے قبر میں جا سوئی تھی،

جبکہ پیچھے اس ہر جائی کیلئے پچھتاوے کی ایک آگ چھوڑ گئی تھی جسمیں اس ہر جائی کو تا عمر جلنا تھا، سنو یہ چند لمحے ہیں...

محبت سے بسر کر لوں...

عین ممکن ہے جاناں...

ہوا کے دوش پہ ایک دن...

تمہیں پیغام یہ آئیں...

وہ جن کی جان تھے ناتم...

وہ جان سے ہار بیٹھے ہیں...

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

یہ ہے آفریدی خاندان کی حویلی، جہاں صبح صبح افراتفری مچی ہوئی ہے آفریدی خاندان کی بہویں ملازماؤں کے ساتھ ناشتے کی تیاریاں کر رہی تھی،

جبکہ مرد خضرات ٹیبل پہ ناشتہ کر رہے تھے اتنے میں آغا جان کی آمد ہوئی۔

گل مینے اوگل مینے کہاں ہوں تم،

حویلی میں چاروں اوڑاغا جان کی پاٹ دار آواز گھونجی،

آغا جان کی آواز سن کر گل مینے دوڑی چلی آئیں، جی آغا جان آپ نے بلایا۔

مینے بچے دبیر کہاں ہے، آغا جان نے پر شفقت لہجے میں مینے سے پوچھا،

دبیر لالا تو سو رہے ہیں، مینے نے کہا

ابہ اس گدھے کے بچے کو کب عقل آئی گئی، آغا جان نے پر تاسف لہجے میں کہا،

آغا جان کی بات سن کے ناشتے کی ٹیبل پہ دبے دبے ہنسی گونجی،

جبکہ ایک آفریدی افسوس سے باپ کو دیکھ کے ناشتے کی طرف متوجہ ہوں گئے،

اے اللہ اس نالائق کو عقل دے میں تو ٹھہرا بوڑھی جاں،

آغا جان نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

دبیر خان آفریدی خاندان کا چشم و چراغ جسکے بگھڑنے میں سب سے بڑا ہاتھ حشمت آفریدی (آغا جان) کا ہی تھا،

آغا جان کے لاڈ پیار نے اسے حد سے زیادہ خود سر بنادیا تھا،

جاؤ اپنے لالے کو اٹھانے کہو ناشتے کیلئے آئیں، آغا جان نے مینے کو کہا

جو حکم آغا جان، یہ کہہ کے گل میں نے جا چکی۔

دروازے کو کھول کر دھکیلا گیا،

تو چرر کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا چلا گیا، اندر کا منظر دیکھ کر کوئی بھی منہ میں انگلیاں دیے بغیر نہ رہ سکتا،

کمرہ رہنے والے کی زوق کا من بولتا ثبوت تھا، کشادہ کمرہ بلیک اور گرے کمرے کا مینیشن سے مزین تھا، کھڑکیوں پہ بھاری پردے تھے، کمرے کے وسط میں جہازی سائز بیڈ تھا، ساتھ ہی باتھ روم اور ڈریسنگ روم تھا، سامنے ایک بڑی سی گلاس وال تھی،

جس کا دور سے پتہ نہیں چلتا تھا جس سے باہر گارڈن کا خوبصورت منظر دیکھا جاسکتا تھا، گلاس وال کے پار سبز گھاس بچھی ہوئی تھی، اندر کا نظارہ دیکھ کر کسی شہزادے کے کمرے کا گمان ہوتا ہے جو کہ دیکھنے والوں کو کچھ وقت کے لئے مبہوت کر کے رکھ دیتا ہے،

کمرے کے بیجوں بیچ ایک جہازی سائز بیڈ تھا،

جس پہ ایک وجود پڑا خواب خرگوش کے مزہ لے رہا تھا،

کھڑکیوں کے پردے ہٹھا دیا گیا جس سے اندر پڑے وجود کی نیند میں خلل پڑا، جس سے سوئے وجود کی ماتھے پہ شکن آئیں،

لالے جاگ جائے، آغا جان ناشتے پہ آپکا انتظار کر رہے ہیں،

آواز سن کر بھی سوئے پڑے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی،

لالا جاگ جائے اس سے پہلے بابا کی چپل آپکی خاطر تو اضع کرے، مینے نے کہا

اب کی بار سوئے وجود میں جنبش ہوئی،

کیا ہے مینے، بندہ سکون سے سو بھی نہیں سکتا، دیر نے آنکھیں کھول کے جمائی روکتے ہوئے کہا،

سیاہ آنکھیں، روشن پیشانی، پنک ہونٹ جو شاید سگریٹ نوشی کی وجہ سے کناروں سے ہلکے براؤن ہوئے تھے،

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

سنہری بال جو کہ اس وقت اس کی پیشانی پر بکھرے پڑے تھے،
اس کی وجاہت میں اضافہ کر رہے تھے،

یونانی دیوتاؤں کا سا حسن لیے وہ شخص کسی کا بھی دل دھڑکا سکتا تھا،
لالے اور کتنا سونا ہے آپ نے، مینے نے عاجز آتے ہوئے کہا،

کیونکہ روز ہی مینے بچاری کو دبیر آفریدی کو اٹھانے کا معرکہ سر کرنا ہوتا تھا۔

یار رات کو بھی دیر سے سویا، جانتی تو ہوں ساری ساری رات پڑھائی کوئی آسان کام نہیں، دبیر نے آنکھوں کو مسلتے
ہوئے کہا،

ہا ہا ہا لالے جیسے ہم تو جانتے ہی نہیں ناکہ آپ کتنا پڑھتے ہوں ہر سال آپ ہی تو ٹوپ کرتے ہیں،
مینے نے آنکھوں میں شرارت لیے کہا،

اگر آپ کی اس پڑھائی کا ارمان لالا کو پتہ چل گیا تو آگے آپ خود بھی سمجھدار ہوں، گل مینے نے دبیر کے زخموں
پہ نمک چھڑکا،

ہاے شب شب بولا کرو لڑکی جاؤ جا کے کوئی کام کرو ہر وقت فارغ ادھر ادھر خرگوش کی طرح چھلانگیں لگاتی
پھیرتی ہو، ساتھ میں مجھے بھی باتوں میں لگا کر دیر کروادی،

جب کہ دبیر کی یہ گل افشانی سن کر مینے کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا،

آفریدی حویلی میں حشمت آفریدی (آغا جان) اور انکی زوجہ میمونہ (بی جان) اپنے تین بیٹوں ایک آفریدی، ظہیر آفریدی، ابراہیم آفریدی، اور ایک بیٹی زینب آفریدی کے ساتھ رہتے تھے، سب کی شادیاں ہو چکی تھیں اور سب ہی آفریدی حویلی کے مکین تھے،

سب سے بڑے بیٹے ایک آفریدی اور انکی زوجہ نجمہ بیگم کے دو بیٹے دبیر آفریدی، ارمان آفریدی کے اور ایک بیٹی گل مینے ہیں۔

دوسرے بیٹے ظہیر آفریدی اور انکی زوجہ بلقیس بیگم کی دو بیٹیاں ذیل آفریدی، ذنجابیل آفریدی اور ایک بیٹا معاویہ آفریدی (معاویہ کی پرزور فرمائش پر کچھ ماہ پہلے ہی گل مینے سے نکاح ہو چکا تھا) ہے، تیسرے بیٹے ابراہیم آفریدی (ابراہیم کی بیوی یمان کی پیدائش پر کسی پیچیدگی کی وجہ سے فوت ہو چکی تھی) اپنے دو بیٹوں زمان آفریدی اور یمان آفریدی کے ساتھ رہتے ہیں،

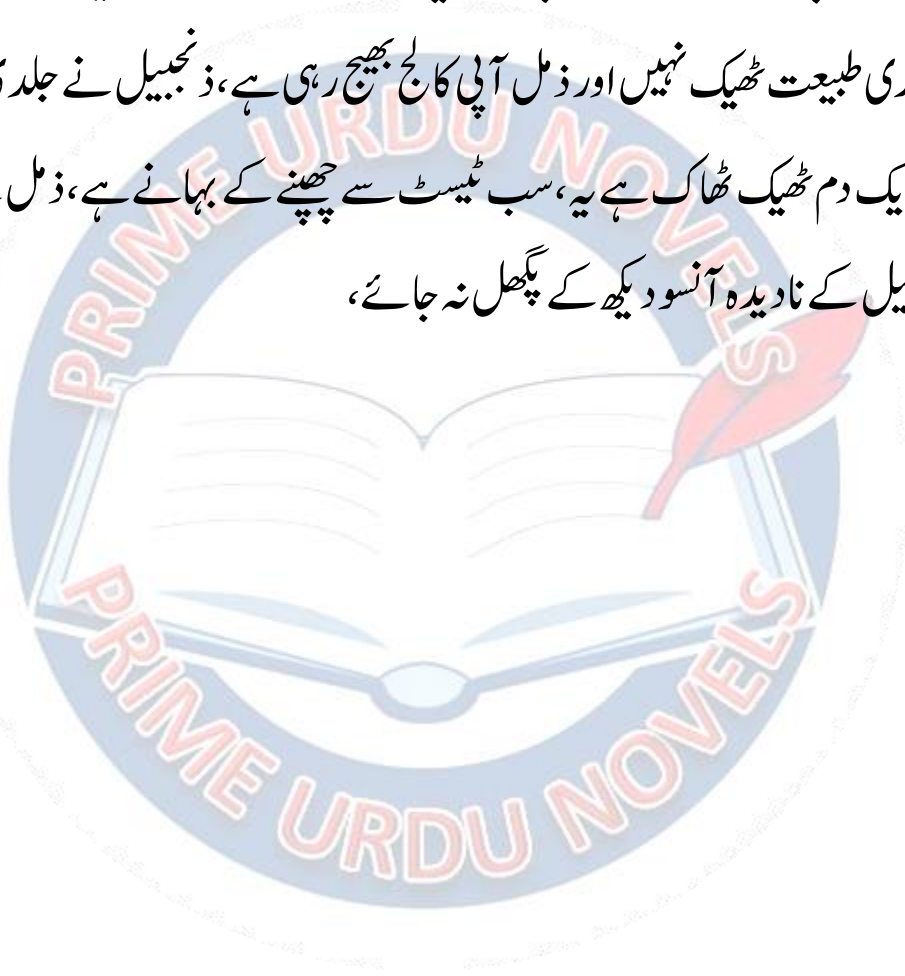
سب سے چھوٹی اور گھر بھر کی لاڈلی زینب بیگم (جو شادی کے چھ ماہ بعد ہی بیوہ ہو کر ماں باپ کی دہلیز پہ آ بیٹھی تھی) کی ایک بیٹی ماہر رخ ہے۔

سب لوگ ناشتے سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ اتنے میں اوپر سیڑیوں سے سفید یونیفارم میں ملبوس زنجبیل اترتی دیکھائی دی،

سنہری لمبے بالوں کی چٹیا بنی ہوئی تھی جس سے کچھ آوارہ لٹیں نکلی ہوئی چہرے کی اطراف میں پھیلی ہوئی تھی، جو کہ اسکی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہی تھی،

نبی جھیل سی آنکھیں، لمبی گنی پلکیں، گال پہ پڑتا گڑھا، پتلی سی ناک، گلابی ہونٹ، اس پہ چہرے کی معصومیت، جو کسی کا بھی ایمان دھگما سکتی تھی،

کاندھے پہ لٹکے بیگ کو بے پرواہی سے صوفے پہ پٹخا اور پھر خود کو گھسٹتے ہوئے ناشتے کی ٹیبل پہ پہنچی،
کیا ہوا میرے بچے کو، آغا جان نے ذنجیل کے غبارے جیسے پھولے ہوئے منہ کو دیکھ کے محبت سے پوچھا کیا،
آغا جان دیکھے نہ ہماری طبیعت ٹھیک نہیں اور ذل آپ کی کالج بھیج رہی ہے، ذنجیل نے جلدی سے آغا جان کو بتایا
کوئی نہیں آغا جان ایک دم ٹھیک ٹھاک ہے یہ، سب ٹیسٹ سے چھپنے کے بہانے ہے، ذل نے جلدی سے آغا جان
کو بتایا کہ کہی وہ زنجیل کے نادیدہ آنسو دیکھ کے پگھل نہ جائے،



اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسیپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

اسی اثنا میں نک سک سے تیار دبیر آفریدی سیڑھیاں اترتا ہوا آیا،

ہابھائی پھر کون سے نیا محاذ کھولا ہوا ہے اس میڈم نے، دبیر نے زنجبیل کے بال بگاڑتے ہوئے کہا،

ہونا کیا وہی روز روز کے بہانے، میڈم نے کالج نہیں جانا، گل مینے نے کہا،

نکمی کہی کی کبھی کالج کا رخ بھی کر لیا کروں، کل کو ہم تمہارے شوہر کو کیا منہ دیکھائے کہ ہم اسکی بیوی کو انٹر بھی

نہ کروا سکے، دبیر نے انتہائی افسوس سے زنجبیل کو دیکھتے ہوئے کہا

باقی سب کا تو پتا نہیں لیکن خدا کے لیے آپ انہیں اپنا یہ کوزے جیسا منہ نہ دکھائیے گا، بے چارہ بھری جوانی میں ہی

اللہ کو پیارا ہو جائے گا،

آگئے بھی زنجبیل آفریدی تھی جو اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتی تھی،

جبکہ زنجبیل کی اس گوہر افشانی پہ دبیر کا منہ حیرت سے کھول گیا،

جبکہ زنجبیل کی بات سن کے سب نے ایک زبردست قہقہہ لگایا جو کہ جلتی پہ کام کر گیا،

تم جیسے کوزہ کہہ رہی ہوں اس پہ ایک دنیا مرتی ہے، دبیر نے جلد ہی اپنی حیرت پہ قابو پاتے ہوئے کہا،

مرہی نہ جائے، زنجبیل نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا

جبکہ اسکی اس ادا پہ بے ساختہ زمان آفریدی کا دل دھڑکا، بڑی مشکل سے زمان نے زنجبیل کے چہرے سے نگاہ

ہٹھائی

بس اب خاموش ہو کے ناشتہ کرو، دبیر کو دوبارہ زبانی کاروائی کے لیے تیار دیکھ کے آغا جان نے ٹھوکا،

آپ ہر بار اس چھپکلی کی سائیڈ لیتے ہوں اٹس ناٹ فیئر آغا جان، دبیر نے کہا

چھپکلی ہوں گئی وہ آپکی محترمہ، چھپکے ہوں گئے آپ خود، ذنجبیل نے دبیر کو زبان نکال کے چھیڑاتے ہوئے کہا، اس سے پہلے کے دبیر اسے پکڑتا وہ بیگ کو لیتے ہوئے بھاگ چکی تھی، جبکہ پیچھے دبیر ہاتھ مسل کے رہ گیا

میرے خوابوں کی پری کہاں چلی، ایمان نے پیچھے سے ذمل کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے کہا، جبکہ اس اچھانک افتادہ ذمل گبھرا گئی،

کیا ہوا ڈر گئی، ایمان نے ذمل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

ایسے کون کرتا ہے ایمان، جان ہی نکال دی میری، ذمل نے لہجے میں ناراضگی لیے کہا،

میں اور کون، ایمان نے پوری بتیسی نکالتے ہوئے کہا

نمونے ہوں پورے، ہاتھ چھوڑو میرا کوئی دیکھ لے گا، ذمل نے ہاتھ چھوڑواتے ہوئے کہا

کوئی دیکھتا ہے تو دیکھ لے میں کوئی ڈرتا توڑی ہوں، ایمان نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا

سچی، ذمل نے پوچھا

ہاں جی، ایمان نے کہا،

ایک دم ذمل کی آنکھوں میں شرارت اتری،

آ۔ آغا جان آ۔ آپ یہاں، ذمل نے باہر کی اوڑ دیکھتے ہوئے کہا،

ذمل کی بات سن کے ایمان نے ایک دم پیچھے دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا،

ابھی کوئی کہہ رہا تھا کہ میں تو بالکل بھی نہیں ڈرتا، ذمل نے ایمان کے کان میں شرارت سے کہتے ہوئے دوڑ لگائی،

ذمل کی پنگی اب تو تمہاری خیر نہیں، یمان نے پیچے مڑتے ہوئے کہا،
لیکن اس سے پہلے ہی ذمل وہاں سے رفوچکر ہو چکی تھی،
پاگل، یمان نے ہنستے ہوئے دل میں کہا،

تم کہاں تھے دبیر کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں اور تم یہاں بیٹھے ہوں، ذویانے دبیر کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا،
کیوں تم مجھے کیوں ڈھونڈ رہی ہوں، کوئی کام تھا کیا، دبیر نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا،
جہاں کچھ سٹوڈنٹس گروپس کی صورت میں بیٹھے ہوئے امتحانات کی تیاری کر رہے تھے،
کیا میں صرف کام کیلئے ہی تمہارے پاس آسکتی ہوں، ذویانے دبیر کو طرف دیکھتے ہوئے کہا
تمہیں شوپنگ کے علاوہ کچھ اور سوچتا ہی نہیں اسلیے، دبیر نے کہا
اب ایسا بھی نہیں، ذویانے جھینبتے ہوئے کہا،
کیا آج ہم باہر لنچ کرے،
دیکھو موسم بھی کتنا اچھا ہے، ذویانے ایک ادا سے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا،
موسم تو روز جیسا ہی ہے کچھ خاص تو نہیں، دبیر نے ذویا کا نوٹس لئے بغیر کہا
پلیز دبیر چلو نہ میرا آج موڈ ہو رہا ہے تمہارے ساتھ لنچ کا،
ذویانے منت کرنے والے انداز میں کہا

زویا میراموڈ نہیں اس وقت کہی بھی جانے کا، دبیر نے اتنے وقت میں اب زویا کی طرف دیکھتے ہوئے بے زار لہجے میں کہا،

زویا میرماں باپ کی بگڑی ہوئی اولاد تھی،

زویا کا باپ ایک مشہور بزنس مین ہے اور چونکہ زویا ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہیں اس لیے کسی کو منہ تک نہیں لگاتی تھی، (لیکن دبیر کے وجاہت سے متاثر ہوتے ہوئے اس سے دوستی کر لی)، سو اس وجہ سے بھی کچھ زیادہ ہی غرور کرتی تھی،

وہ جس چیز کو چاہتی اسکو حاصل کر کے رہتی، ساتھ ہی اللہ نے غیر معمولی حسن بھی دیا تھا اس لیے وہ کچھ زیادہ ہی مغرور تھی، سبز آنکھیں، براؤن بال، سفید کلی ہوئی رنگت جو کسی کا بھی دل دھڑکا سکتی تھی، دبیر تم بدل گئے ہوں، زویا نے دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

زویا کی بات سن کر دبیر نے بے زار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا، چلو آؤ کہ چلے،

نہیں اب میں نے نہیں جانا، زویا نے دبیر کو ناراضگی دیکھاتے ہوئے کہا،

لیکن آگئے بھے دبیر آفریدی تھا جو اگلے کو دو کوڑھی کا کر کے رکھ دیتا تھا،

اگر آنا ہے تو آؤ نہیں تو میں جا رہا ہوں، دبیر نے اٹھتے ہوئے کہا اور چل دیا،

جبکہ پیچھے زویا تمللا کے دل میں دبیر سے مخاطب تھی،

بس ایک بار ایک بار دبیر آفریدی میں تمہیں حاصل کر لوں پھر میں تمہیں بتاؤں گی کہ زویا آفندی کیا چیز ہے،

چہرے پہ مسکراہٹ لائے دبیر کے پیچھے چل پڑی

ایک آفریدی آفس میں بیٹھے کسی اہم معاملہ پہ سوچہ بچھا کر رہے تھے، کہ اتنے میں ان کا موبائل بجا
موبائل کی سکرین پہ نعیم ملک (دبیر کے ٹیچر) کا نمبر جھگمارہا تھا
ایک صاحب کو حیرت ہوئی کہ انکی کال کیسے، کیونکہ دبیر جتنا بھی بے پروا سہی پر اسکی یونیورسٹی سے ایسے کبھی کال
نہیں آئی تھی،

ایک صاحب نے کال اٹھائی اور سلام دعا کے بعد نعیم ملک سے پوچھا،
خیریت ہے آپ نے کال کی،
جی جی خیریت ہی ہے بس مجھے آپ سے دبیر کے حوالے سے ایک اہم مسئلے پہ بات کرنی تھی، نعیم صاحب نے کہا
جی بولے میں سن رہا ہوں، ایک صاحب نے کہا
دیکھے ایک آفریدی آپ ایک سمجھدار انسان ہے، مجھے امید ہے آپ میری بات کو سمجھے گئے، نعیم صاحب نے
تمہید باندھ کے کہا،
آپ کھول کے بات کرے جو بھی بات کرنی ہے، ایک صاحب نے کہا
دیکھے ایک صاحب آپکے جو بھی مشغلے ہیں، ان سب سے دبیر کو دور رکھے، اگر آپ بچے کو ادھر ادھر کے
مشغلوں میں مشغول کرے گئے، تو اسکا دھیان پڑھائی سے ہٹے گا، جو کہ اسکے کریئر کے لیے اچھا نہیں،
میں تو حیران ہوں آپ جیسا ایک قابل بزنس مین ایسے کیسے کر سکتا ہے،
کیا مطلب کیسے مشغلے، ایک صاحب نے حیران ہو کہ کہا

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کیسے آپ اپنی ناکام محبت کی کہانیاں بچے کو سناتے رہتے ہیں، اس سے بچے کے دماغ پہ کیا اثر پڑے گا، کبھی آپ نے سوچا ہے،

نعیم صاحب نے کہا

میں آپ کی بات سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں کون سے مشغلے، کون سی ناکام محبت، کس کی بات کر رہے ہیں، ایک آفریدی نے حیرت سے استفسار کیا

دیکھو یہ دبیر کے روز کا معمول بن چکا ہے کہ وہ کلاس میں کافی لیٹ آتا ہے،

اسلئے آج صبح جب میں نے لیٹ آنے کی وجہ پوچھی، تو جو وجہ اس نے بتائی، میں سن کے کافی حیران ہوا، نعیم صاحب نے کہا

کون سی وجہ، ایک آفریدی نے پوچھا

یہ آج صبح کی بات ہے جب دبیر کلاس میں آیا،

سر میں آئی کم ان، دبیر نے سر سے کلاس میں آنے کی اجازت مانگی

آپ الریڈی اندر آچکے ہے تو پوچھنے کی زحمت نہ کریں، سر کی بات سن کے گلاس میں دبی دبی ہنسی گونجی، سب خاموش ہو جائیں، سر نے رعب سے کہا، جس کے باعث سب سٹوڈنٹس خاموش ہو گئے

ہاں جی، تو دبیر آفریدی یہ کلاس میں آنے کا کون سا وقت ہے، سر نے پوچھا

ایکجلی سر ٹریفک زیادہ تھی تو بس اس وجہ، دبیر نے کہا

آپکی معلومات کے لیے عرض کردوں کہ ہم بھی انہی سڑکوں پہ سے آتے ہیں اور اتنی ٹریفک تو نہیں ہوتی کہ آپ پورا آدھا پیرڈ ہی مس کر دے، سر نے کہا
سراصل میں وہ، دبیر نے آدھی بات چھوڑ دی
کیا وہ، سر نے پوچھا

سراکیچلی میں اپنے بابا کی وجہ سے رات کو سو نہیں پاتا، بس اس وجہ سے، دبیر نے کہا
اور آپکے والد آپ کو رات بھر سونے کیوں نہیں دیتے، سر نے حیرت سے پوچھا
سر وہ اکیچلی میرے بابا کو جوانی میں کسی سے محبت ہو گئی تھی جو کہ ان سے بے وفائی کر کے چلی گئی،
بس تب سے میرے بابا ساری رات اپنی پچھڑی محبت کے غم میں کبھی غالب تو کبھی جون ایلیا کے شعر سنتے ہیں اور
ساری ساری رات ایک ہی سمت میں بیٹھ کے یہ شعر دہراتے رہتے ہے

جھوٹ کہتے ہیں کہ آواز لگا سکتا ہے

ڈوبنے والا فقط ہاتھ ہلا سکتا ہے

اور پھر چھوڑ گئی وہ جو کہا کرتی تھی

کون بد بخت تجھے چھوڑ کے جاسکتا ہے

دبیر نے دنیا جہان کی معصومیت چہرے پہ سجائے کہا

لیکن ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انکو تو عشق لاحق ہے تبی جاگتے ہیں، لیکن آپ کو کس خوشی میں جاگائے

رکھتے ہیں، سر نے دبیر سے کہا

سر مجھے اس عشق جیسے لاعلاج مرض سے بچھانے کے لیے پاس بیٹھا کے ساری رات نصیحت کرتے ہیں اور کہتے ہیں،
یہ عشق تم نہ کرنا، یہ روگ ہی لگائیں،
دفن خود کرے ہیں، پھر سوگ بھی منائیں،
سر مجھ سے انکی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی، دبیر نے چہرے پہ اداسی سجائے، آنکھوں سے نہ دیدہ آنسوؤں کو صاف
کرتے ہوئے کہا

او کے دبیر آپ بیٹھ جائیں اور جلدی آنے کی کوشش کیا کرے
دبیر کی یہ رام گتھاسن کے سر کا دل پیسج گیا اور دبیر کو بیٹھنے کا کہا
سر کے منہ سے ساری بات سن کے موبائل کے اس پار ایک آفریدی کا دماغ بھک سے اڑ گیا،
اسلئے میری آپ سے گزارش ہے کہ بچوں کو اس سب سے دور رکھے،
اس سے انکی زندگی پہ منفی اثرات پڑے گئے، سر نے ایک صاحب کو کہا
میں معزرت چاہتا ہوں آئندہ خیال رکھو گا، ایک صاحب نے معزرت کرتے ہوئے کہا
او کے ٹھیک چلے پھر بات ہوں گئی خدا حافظ، سر نے کہا
اللہ حافظ، ایک صاحب نے کہا

اس وقت ایک صاحب کا چہرہ غصے کی تمازت سے سرخ تھا،
انکا بس نہیں چل رہا تھا کہ کبھی سے دبیر آفریدی کو سامنے لا کر اسکی گردن مڑوڑا لے

اس وقت نوجوان پارٹی لاؤنچ میں بیٹھی گرما گرم چائے اور پکوڑوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے،
کہ اسی اثنا میں ایک آفریدی کی آمد ہوئی،
دبیر آفریدی کہاں ہو تم،

آفریدی حویلی میں ایک آفریدی کی بھاری مردانہ آواز چاروں اوڑ گونجی
کیا ہوا ایک چلا کیوں رہے ہوں، آغا جان نے پوچھا

کہاں ہے آپ کا وہ نالائق پوتا، ایک صاحب نے آغا جان سے پوچھا
ہوا کیا ہے آخر بتاؤ تو سہی، اس بار ظہیر آفریدی نے پوچھا

اسی وقت اپنے اس نالائق بیٹے کو بلاؤ، اس سے پہلے کہ میں اسکی چٹائی ادھیڑ دوں، ایک صاحب نے کہا
باہر سے شور کی آواز سن کے اپنے کمرے میں سویا دبیر باہر آیا

کیا ہوا ہے اتنا شور کیوں ہے، دبیر نے پوچھا

شور کے بچے تمہیں تو میں ابھی بتاتا ہوں، ایک صاحب دبیر کو مارنے کے لئے لپکے

ہائے آغا جان اپنے جلا دیٹے سے بچائے، دبیر نے آغا جان کے پیچھے چھپتے ہوئے دہائی دی

ادھر آؤں آج میں تمہیں جلا دے گا مطلب سمجھاتا ہوں، ایک صاحب ایک بار پھر دبیر کی اوڑ بڑھے،

لیکن آغا جان نے انہیں بچ میں ہی روک لیا

آخر ایسا کیا ہو گیا جو بچے کی جان کے دشمن ہی بن بیٹھے ہوں،

آغا جان نے پوچھا

یہ جو آپکا بچہ ہے، پوچھے اسے اپنے ٹیچر کے سامنے کیا بکواس کی ہے، ایک نے غراتے ہوئے کہا

بھائی صاحب بتائیں تو سہی، ظہیر آفریدی نے پوچھا

تب ایک آفریدی نے ساری بات بتائی، جسے سن کے لاؤنچ میں قہقہے گونج اٹھے

جس پہ ایک آفریدی نے سب پہ ناراض نگاہ ڈالی

آہ میرے جانو، میرے گردے، میرے پھپھڑے ایسے ناراض تو نہ ہوں، دبیر نے پیچھے سے ایک آفریدی کے

گلے میں بانہیں ڈال کر کہا

دور ہٹو مجھ سے، ایک صاحب نے ناراضگی سے کہا

آپ سے دور جا کہ آپکا یہ دیوانہ مر جائے گا، یہ ظلم نہ کریں، دبیر نے انداز دلبرانہ سے کہا

ہٹو پھرے پتا نہیں کس پہ چلے گئے ہوں، ایک نمبر کے بد معاش ہوں،

ایک صاحب نے کہا

اور کس پہ جانا، اس گھر میں دو ہی تو بد معاش ہیں ایک دبیر آفریدی اور ایک اسکی محبوبہ ایک آفریدی، دبیر نے

ایک آفریدی کے گال پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

میرے ساتھ یہ بے شرمانہ حرکتیں نہ کیا کروں، ایک صاحب نے کہا

تو پھر مجھے بیوی لا کے دے، کہ اسکے ساتھ کیا کروں،

دبیر نے ایک آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا،

دبیر کی اس بے باکی پہ سب کا منہ کھولا رہ گیا،

اس سے پہلے کہ ایک آفریدی کا ہاتھ چپل کی طرف جاتا،
دبیر ایک فلائنگ کس انکی طرف اچھالتے ہوئے بھاگ گیا

رات کا کھانا کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے جبکہ زنجبیل، ماہروخ اور مینے ذمل کے کمرے میں
بیٹھی گاہیں ہانک رہی تھی،

بس کرو اور کتنی چائے پیو گئی، ذمل نے پریشے کو ڈانٹتے ہوئے کہا،
کیونکہ زنجبیل میڈم چائے کی بڑی شوقین ہے، اور رات کو سونے سے پہلے ضرور پیتی تھی،
ہائے آپ ابھی تو میری پہلی والی بھی ختم نہیں ہوئی، زنجبیل نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید بڑا کرتے ہوئے کہا،
ہر بار تم یہی کہتی ہوں جبکہ یہ تمہاری دوسری پیالی ہے، ماہروخ نے زنجبیل کو چھیڑتے ہوئے کہا
توبہ ماہ آپ نے آپ نے بھی ہماری چائے پہ بری نظر رکھی ہوئی ہے، زنجبیل نے ناراض نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا
ویسے میں نے سنا ہے، چائے پینے سے بندہ کالا ہوتا ہے اسلیے اتنی چائے نہ پیا کرو، کل کو بچے کالے ہوئے،
تو لوگ کہے گئے کہ، باپ پہ گئے ہیں، گل مینے نے ماہ کو آنکھ مارتے ہوئے زنجبیل کو چھیڑا
ہائے اللہ نہ کرے تمہارے منہ میں خاک، زنجبیل نے ایک دم مینے کی گوہر افشانی کو سنتے ہوئے اچھل کے کہا
میرے بچوں کا ابا تو سالار سکندر سے بھی زیادہ ہنڈ سم ہو گا،

زنجبیل نے کہا

ویسے زنجبیل تمہیں کیسا بندہ چاہیے، یہ سوال پوچھنے والی ماہ تھی

مجھے ایسا بندہ چاہیے جو کہ مجھ پہ جان دے، میری ایک جھلک دیکھنے کیلئے وہ ہر حد پار کرے، وہ مجھے اتنا چاہے گا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ میری قسمت کو رشک سے دیکھے، جسے دیکھ کے لڑکیاں کہے کہ کاش، یہ بندہ میرا ہوتا، ذنجبیل نے آنکھیں بندھ کر کے ایک خواب کی سی کیفیت میں کہا

مستقبل سے بے خبر یہ معصوم سوہانے سپنے بن رہی تھی،

جبکہ دور کھڑی قسمت نے اس معصوم کی سرگوشیوں کو سن کر آرام سے آنکھیں موند لی، کیونکہ یہ تو اب قسمت جانے کہ وہ اس معصوم کے ساتھ کیا کھیل رچانے والی تھی۔

زمان زمان بات سنو، زمان باہر جا رہا تھا کہ اسکو اپنے پیچھے سے ماہ کی آواز سنائی دی

کیا ہے، کیوں روکا ہے مجھے، زمان نے بے زار لہجے میں کہا،

جس سے ماہ کے دل میں درد اٹھا لیکن اس نے درد پہ قابو پاتے ہوئے کہا

یہ دیکھو میں نے نئی چوڑیاں لی ہے، تمہیں پسند ہے نہ یہ رنگ، بتاؤ کیسی لگ رہی ہے، ماہ نے زمان کے آگے اپنی

سفید کلائی لہراتے ہوئے کہا، سفید کلائی پہ رنگ برنگی چوڑیاں کافی اچھی لگ رہی تھی

مجھ سے یہ خالصتاً زنانہ سوال مت کیا کرو، زمان نے ماتھے پہ شکن لائے کہا

جس کے لیے پہنی ہوئی ہے اب اس سے نہیں پوچھو گئی تو اور کس سے پوچھو گئی، ماہ نے آنکھوں میں محبت لیے کہا

مجھ سے یہ بکو اس کرنے کی ضرورت نہیں، جب تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا،

پھر کیوں خود کو بے عزت کروانے ہر بار میرے سامنے چلی آتی ہوں،

دبیر نے شعلوں سی تپش لیے لہجے میں کہا

جب تم جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں تو پھر کیوں ہر بار مجھے دھتکارتے ہوں، پلیز زمان میرے ہو جاؤ، ماہ نے آنکھوں میں آنسو لیے درد بھرے انداز میں منت کرتے ہوئے کہا

محبت کوئی بھیک نہیں جو میں تمہاری جھولی میں ڈال دوں، یہ تو ایک پاک جذبہ ہے جو کب جانے دل کی زمین پہ اپنی کلی کلاڈالے،

اور میں کیا تمہارا بنوں گا، میں تو خود کا بھی نہیں، کب کا دل کسی اور کے قدموں میں رکھ چکا ہوں،

اسی لیے خود کو تھکانے سے اچھا ہے، ذندگی میں آگئے بڑھو، زمان نے ماہ کی جانب دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا

میں تمہارے بغیر مر جاؤ گئی زمان، ماہ نے آنکھوں میں آنسو لیے کہا

کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا، اس لیے سراب کے پیچھے بھاگنے سے اچھا ہے کہ میری خواہش کرنا چھوڑ دوں کیونکہ

میرے پاس تمہیں دینے کیلئے کچھ نہیں، کیونکہ میں تو

بہت پہلے کسی اور کا ہو چکا ہوں، زمان یہ کہتے ہوئے جا چکا،

جبکہ ماہ پیچھے آنسوؤں سے تر آنکھیں لیے اس دشمن جاں کی پشت تکی رہ گئی

اس وقت ساری نوجوان پارٹی زنجبیل کے کمرے میں جمع تھی، وجہ زنجبیل کے زلٹ کا آؤٹ ہونا تھا

اپنا رول نمبر سلپ دوں تاکہ میں زلٹ چیک کروں تمہارا، معاویہ نے زنجبیل کو کہا

ہاں ہاں، دوں رول نمبر تاکہ ہمیں بھی تمہارے کارنامے معلوم ہو سکے، دبیر نے ذنجبیل کو کہا
آپ تو چھپ رہے، ذنجبیل نے دبیر کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا،

لالا، پلیز نہ دیکھے میرا رزلٹ، اللہ نہ کریں میرے منہ میں خاک، کبھی میرا ایک آدھ پیپر آیا ہوں، تو میں کیا کروں
گی، ذنجبیل نے رونی شکل بناتے ہوئے کہا

سبلی کا اوپشن سپیشل تم جیسے نالائقوں کے لیے ہی رکھا گیا، اس لیے اب سیدھی طرح سے رول نمبر بتاؤ، دبیر کی زبان
میں پھر سے کجلی ہوئی

یار، کچھ نہیں ہوتا، دوں رول نمبر رزلٹ اچھا ہی آئیں گا، اس بار میں نے ذنجبیل کو دلا سہ دیتے ہوئے کہا
اگر اچھا نہ بھی آیا تو ہم جانتے ہیں یہ سراسر کالج والوں کی غلطی ہو گئی، تم تو پڑھتی ہو دل و جان سے، دبیر نے ایک
بار پھر گل افشانی کی،

جس پہ اسے سب نے گوریوں سے نوازا

اب دوں رول نمبر، میں نے کہا

یار اگر میں فیل ہو گئی تو، ذنجبیل نے کہا

دیکھو اگر تم فیل ہو گی تو میں اس کالج کو آگ لگا دوں گا، آخر آپنی چڑیل کیلئے اتنا تو کر ہی سکتا ہوں میں، چلو اب دوں

رول نمبر شاہاش، دبیر نے ذنجبیل کو پچھارتے ہوئے کہا

سب کے اصرار پر ذنجبیل کو رول نمبر دینا ہی پڑا،

جب رول نمبر کو انٹر کیا گیا تو سامنے سکرین پہ ذنجبیل کا رزلٹ نظر آیا،

جہاں گریڈ اے شور ہاتھا، رزلٹ دیکھ کے سب وہ چیخے کہ الامان،

جبکہ ذنجبیل تو یقین اور بے یقینی کے درمیان جھول رہی تھی

اسے دیکھو کہی صدمے سے مر مر اتو نہیں گئی، دبیر نے سب کا دھیان ذنجبیل کی طرف کروایا

مبارک ہوں تم پاس ہو گئی، مینے نے ذنجبیل کو گلے لگاتے ہوئے خوشی سے کہا

کیا واقعی میں پاس ہو گئی، ذنجبیل نے بے یقینی سے پوچھا

ہاں میری دعاؤں سے اللہ نے تمہارا بھرم رکھ لیا اور تم مرتے مرتے میرا مطلب کہ فیل ہوتے ہوتے بچ گئی، دبیر

نے آنکھوں میں شرارت لیے کہا

جس پہ ذنجبیل نے اسے گھوری سے نوازا

سب کے یقین دلانے پہ ذنجبیل کو یقین آیا کہ وہ پاس ہو گئی ہے،

یقین آنے پہ ذنجبیل ایسی چیخی کہ سب کو اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسی پڑی

کیا سوچا جا رہا ہے جان ارمان، ارمان نے عروش کو بانہوں کے حصار میں لیتے ہوا کہا

آپ کب آئیں، عروش نے ارمان کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوا کہا

ابھی جب میری پیاری سی بیوی اپنے ہنڈسم سے شوہر کو فراموش کیے سوچوں کی دنیا کا سفر کر رہی تھی، ارمان نے

عروش کے بالوں پہ لب رکھتے ہوئے کہا

عروش ارمان آفریدی اپنی ذات کو تو فراموش کر سکتی ہے لیکن اپنے ارمان کو نہیں، میری ہر سوچ آپ سے شروع ہو کے آپ پہ ہی ختم ہوتی ہے، عروش نے محبت سے لبریز لہجے میں کہا

اچھا جی ہمیں تو پتا ہی نہیں تھا کہ کوئی ہم سے اتنی محبت کرتا ہے، ارمان نے عروش کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا

عروش کے رخ موڑتے ہی ارمان کی نظر آسکے سرخ چہرے پہ پڑی

تمہارا چہرہ اتنا سرخ کیوں ہو رہا ہے، ارمان نے پوچھا

نہیں تو وہ بس کچن میں کام کرتے ہوئے شاید، عروش نے ٹالتے ہوئے کہا

اچھا مجھے لگتا ہے شاید کام کرتے ہوئے آنکھوں میں مرچی بھی چلی گئی جو اتنی سرخ ہو رہی ہے، ارمان نے کہا

جس پہ بے ساختہ عروش کا سر جھکا

تم خود کو کیوں تھکا رہی ہوں، اگر ہمارے نصیب میں اولاد کا سکھ لکھا ہو گا تو اللہ ہمیں ضرور نوازے گا، اس طرح سے خود کے ساتھ مجھے بھی تکلیف دیتی ہوں، ارمان نے عروش کا چہرہ ہاتھوں میں لیے کہا

آپ کو مجھ سے نفرت نہیں ہوتی کہ میں آپ کو شادی کے اتنے سالوں بعد بھی اولاد کی خوشی نہ دے سکی، عروش نے آنکھوں میں آنسو لیے کہا

یار میں تم سے کیوں نفرت کروں گا، بھلا کوئی اپنی زندگی سے نفرت کر سکتا ہے، پھر تم تو میری روح کی مکین ہوں، ارمان نے کہا

آپ میری ایک بات مانیں گے، عروش نے آنکھوں میں مان لیے کہا

ایک کیا ہم ہزاروں باتیں مانیں گے اپنی جان کی، حکم تو کریں، اپنی جان تک تمہارے قدموں میں روک دوں گا، ارمان نے محبت سے کہا

آپ دو۔ دوسری شادی کر لے، عروش نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا

کیا تم مجھے دوسری عورت کے ساتھ برداشت کر لو گی، ارمان کی بات سن کے عروش نے تکلیف سے آنکھیں میچ لی دیکھو عروش میں ان مردوں میں سے نہیں، جو اولاد نہ ہونے کے وجہ سے دوسری شادی کر لے، کیونکہ اولاد مرد کے نصیب سے ہوتی ہے، اگر اللہ نے مجھے اولاد کی نعمت سے نوازا ہوا تو تم سے ہی دیں دے گا،

اور اگر اولاد کا سکھ نہ ہوا تو میں دس شادیاں تو کر لوں تب بھی نہیں ہو گی، ارمان نے کہا

مجھے اپنا آپ کبھی کبھی مجرم لگتا ہے آپ کا، عروش نے سر جھکائے کہا

تمہیں کیوں اپنا آپ مجرم لگتا ہے، یہ تمہارے ہاتھ میں تو نہیں، اللہ جب جسے جہاں چاہیں نواز دیتا ہے، اس دنیا میں کتنے ہی لوگ ہے جو اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں، اور ابھی تو ہماری شادی کو اتنا عرصہ نہیں ہوا اور تم ابھی سے مایوس ہو گئی، ارمان نے عروش کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا

زندگی آزمائشوں کا نام ہے جہاں کسی سے لیکر آزمایا جاتا ہے تو کسی کو بے تحاشہ دے کر، بس انسان کو کبھی صبر تو کبھی شکر کرنا چاہیے،

تم بھی صبر کرو صحیح وقت کا، جب اللہ تمہیں نوازے گا کیونکہ اللہ نے تمہیں تکلیف سے سسکتے دیکھا ہے، تمہاری چھلنی روح، ٹوٹے دل کو دیکھا ہے،

بس صبر کرو وہ ستر ماؤں سے زیادہ اپنے بندے سے پیار کرتا ہے تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری نہ سنے، ارمان نے عروش کے بہتے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا

شکریہ اتنے پیار اور مان کے لئے، شاید میری کوئی نیکی کام آئی ہوگی، جو اللہ نے مجھے آپ جیسے ہم سفر سے نوازا، عروش نے کہا،

مجھے ایسے شکریہ نہیں چاہیے، یہ جو میری آنکھوں کو اتنی تکلیف دی ہے، اس کا بدلہ سود سمیت لوں گا، تاکہ انگلی بار ایسے کرنے سے پہلے سوچو، ارمان نے عروش کو اپنی اوڑھن چھتے ہوئے کہا

ارمان، اس سے پہلے کہ عروش کچھ کہتے ارمان اس کے لبوں پہ لب رکھتے ہوئے اس کے الفاظ کو قید کر چکا تھا، ارمان تھا کہ سیراب ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، عروش نے اس کو کالر سے پکڑ کے جھنجھوڑا، تب جا کے ارمان نے اس کی جان خلاصی کی،

عروش لمبے لمبے سانس لے رہی تھی جبکہ ارمان اسے محبت سے دیکھ رہا تھا، ارمان کی قربت کے رنگ اس کے چہرے پہ قوس قزح کی طرح معلوم ہو رہے تھے،

دن بدن میٹھی ہوتی جا رہی ہوں، ارمان نے عروش کے کان میں محبت بھری سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور آپ بے شرم، عروش نے شرارت سے کہتے ہوئے اپنا سر ارمان کے سینے میں چھپا لیا اور ارمان عروش پہ جھکتا چلا گیا،

اس وقت ظہیر آفریدی اور بلقیس بیگم آغا جان کے کمرے میں موجود تھے،

آغا جان آپ نے بلایا تھا، ظہیر صاحب نے پوچھا

ہاں، مجھے آپ دونوں سے ایک ضروری بات کرنی ہے، آغا جان نے ظہیر صاحب کی اوڑ دیکھتے ہوئے کہا
کیسی ضروری بات، بلقیس بیگم نے پوچھا
مجھے امید ہے کہ آپ دونوں میرے اس فیصلے کا احترام کرے گئے۔۔۔

آغا جان آپ کا ہر فیصلہ سر آنکھوں پہ، ظہیر صاحب نے احترام سے کہا
میرے دوست رانا صاحب کے پوتے مدثر کو تو آپ جانتے ہوں گے، آغا جان نے ظہیر صاحب کی جانب دیکھتے
ہوئے پوچھا

جی جی۔۔ کئی بار میٹنگز کے سلسلے میں ملاقات ہو چکی ہے، کافی سلجھا ہوا بچہ ہے، ظہیر صاحب نے کہا
رانا صاحب نے اپنے پوتے مدثر کے لیے ہمارے ذمل کا رشتہ مانگا ہے، شام کو وہ لوگ ذمل بیٹی کو دیکھنے آرہے ہیں،
اب تم دونوں بتاؤ کہ تم دونوں نے کیا سوچا ہے ذمل بیٹیا کے بارے میں، آغا جان نے بلقیس بیگم اور ظہیر صاحب کی
اوڑ دیکھتے ہوئے کہا

آغا جان آپ کی کیا رائے ہے، ظہیر صاحب نے ادب سے پوچھا

مجھے تو لوگ دیکھے بھالے لگتے ہیں، بیٹیاں پر رائی ہوتی ہے، ایک نہ ایک دن انکو اپنے گھر جانا ہی ہوتا ہے، اور آج
نہیں تو کل ہم نے ذمل بیٹیا کی شادی تو کرنی ہے، میری نظر میں اس سے اچھا رشتہ تو کوئی نہیں، باقی تم لوگوں کا جو
فیصلہ، آغا جان نے کہا

آپ کو اچھا لگا تو اچھا ہی ہو گا، آپ ان لوگوں کو بلوالیجئے، باقی جو خدا کو منظور ہوا، ظہیر صاحب نے کہا
بہو تم کیا کہتی ہوں اس بارے میں، آغا جان نے بلقیس بیگم سے پوچھا
جو آپ دونوں کو بہتر لگے مجھے وہ منظور ہے، بلقیس بیگم نے کہا
ٹھیک ہے پھر، شام کو وہ لوگ آرہے ہیں، چائے پانی کا انتظام اچھے سے کرنا بہو، کوئی کمی پیشی نہیں ہونی چاہیے، اور
ہاں ذل بٹیا سے بھی اسکی مرضی معلوم کر لینا، آغا جان نے بلقیس بیگم سے کہا
جو حکم آغا جان، بلقیس بیگم نے کہا

آپی میں رات کیلئے کون سے ڈریس پہنو، مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی، اس وقت ساری لڑکیاں ذل کے کمرے میں
جمع باہر جانے کی تیاریاں کر رہی تھی ذنجبیل میڈم کے پاس ہونے کی خوشی میں
کوئی بھی پہن لوں، میری پیاری سی بہن یہ سب اچھا ہی لگے گا، ذل نے پیار سے کہا
او کے تو پھر میں یہ بلیک والا پہن رہی ہوں، ذنجبیل نے ایک بلیک ڈریس کو اٹھاتے ہوئے
اسی اثنا میں بلقیس بیگم اندر داخل ہوئی
کمرے کا حشر دیکھ کے انکا سر چکر اگیا، جہاں جگہ جگہ کپڑے بکھرے پڑے ہوئے تھے،
یہ کیا حال بنایا ہوا ہے کمرہ کا، بلقیس بیگم نے کمرے میں بکھرے کپڑوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
چچی ہم باہر جارہے ہیں اسلئے سمجھ نہیں آرہی کہ کیا پہنے، مینے نے کہا
کوئی باہر نہیں جا رہا چلو سب کمرہ سمیٹو، بلقیس بیگم نے سب لڑکیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

لیکن کیوں مورے، ہمیں باہر جانا ہے، ذنجیل نے کہا

کوئی ضد نہیں، چلو کمرہ سمیٹو اور ذل تم اچھی سی تیار ہو کہ نیچے آ جانا، کچھ لوگ شام کو تمہیں دیکھنے آرہے ہیں اور
مینے تم نیچے کچن میں آ کہ ذرا میری ہیلپ کرو شام کی تیاری میں، بلقیس بیگم لڑکیوں کو ہدایات جاری کرتے ہوئے
نیچے جا چکی،

جبکہ پیچھے رشتے کی بات سن کے سانس رکھ گئی

ذل تم ٹھیک ہوں نہ، مینے نے صدمہ میں کھڑی ذل سے پوچھا

مینے کے پوچھتے ہی ذل پوٹ پوٹ کے رودی،

مینے تم جانتی ہوں نہ کہ میں یمان کے بغیر نہیں رہ سکتی، ذل نے روتے ہوئے کہا

ہاں میری جان میں جانتی ہوں یمان لالا بھی تم سے بہت محبت کرتے ہیں، مینے نے ذل کے آنسو صاف کرتے
ہوئے کہا

پھر یہ سب کیوں ہو رہا ہے، پلیز مورے سے کہو مجھے یمان کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کرنی، ذل نے بہتے
آنسوؤں کے بیچ کہا

ابھی رشتہ آیا ہے، بات توڑی پکی ہوئی ہے، یمان لالا کو آ لینے دوں، وہ سب سنبھال لے گئے، مینے نے ذل کو تسلی
دیتے ہوئے کہا

اور اگر رشتہ ہو گیا تو پھر، ذل نے کہا

یمان لالا تم سے بہت محبت کرتے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، اسلیے خود کو ہلکان مت کرو، ماہ روخ نے ذمل کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا

پلیز آپ اپنی آپ نہ روئیں ورنہ میں بھی رو دوں گئی، ذنجبیل نے آنکھوں میں آنسو لیے معصومیت سے کہا میں نہیں رو رہی، تم پریشان نہ ہوں، ذمل نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے، آفریدی حویلی میں ہر طرف مہمانوں کی آمد کی تیاریاں شروع تھی بہو سب تیار ہے، آغا جان نے بلقیس بیگم سے پوچھا جی آغا جان سب تیار ہے، بلقیس بیگم نے کہا لگتا ہے مہمان آگئے ہیں، میں جا کے دیکھتا ہوں، باہر سے گاڑیوں کی آوازیں سن کے آغا جان نے کہا مہمانوں کی آمد ہو چکی تھی اور انکی خاطر تواضع چائے سے کی جا رہی تھی آپ ذمل بیٹی کو بلا دیں، لڑکے کی والدہ نے بلقیس بیگم سے کہا جاؤ نسیمہ ذمل کو اوپر سے بلا کے لاؤ، بلقیس بیگم نے ملازمہ سے کہا ملازمہ نے آکہ مہمانوں کی آمد کی خبر دی۔

نیچے جانے کا سن کے ذمل کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسوؤں اٹھائیں، خوب سارا رو لینے کے بعد چہرے پہ پانی کے چھپا کے مار کر، کھلے بالوں کو کیچڑ میں چکڑ لیا تمہاری دوری با خدا میری جان لے لی گئی، اسلیے کبھی مجھ سے دور جانے کا سوچنا بھی نہیں

کبھی دور سے یمان کے کہے الفاظ اسکے کانوں میں گونچے جنہیں سن کے اس نے آنکھیں میچلی دوپٹے کو سر پہ سلیقے سے جما کے ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئی اسکا رویا رویا اور ہر قسم کی آرائش سے صاف چہرہ دیکھ کے بلقیس بیگم کے ساتھ ساتھ نجمہ بیگم اور زینب بیگم بھی ٹھٹکی،

اسلام علیکم، ذمل آہستہ سے سلام کر کے سائیڈ میں کھڑی ہوگی وعلیکم السلام، ماشاء اللہ نظر نہ لگے، آپکی بیٹی تو کافی پیاری ہے، مسز احسن (مدثر کی والدہ) نے کہا ادھر آؤں میرے پاس بیٹھو، مسز احسن نے پیار سے کہا بھی مجھے تو آپ لوگوں کی یہ پیاری سی شہزادی بہت پسند آئی، بس اب آپ لوگ اسے جلدی سے میرے مدثر کے نام کر دے، تاکہ یہ میرے گھر کے سونے آنگن کو بہار میں بدل دے، مسز احسن ذمل پہ صدقے واری ہوتے ہوئے کہنے لگی ذمل کو مسلسل یمان کی محبت بھری سرگوشیاں سنائی دے رہی تھی، دل کی حالت سے گھبراتے ہوئے وہ پانی کا بہانہ کر کے وہاں سے چلی آئی

ذمل اپنے کمرے میں آ کے پوٹ پوٹ کے رودی کیا ہوا ہے آپی، ذنجبیل نے پوچھا بتاؤ کیا ہوا ہے کچھ تو بولو، اب کی بار ماہ نے پوچھا

میرا دم گھٹ رہا ہے اس حویلی میں، میں کیسے یمان کے ساتھ ایسے کر سکتی ہوں، پلیز یہ سب روک دوں ماہ، ذمل نے ماہ کے گلے لگ کے روتے ہوئے کہا

بس صبر کرو میری جان، ماہ نے ذمل کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا

میں کیسے صبر کروں ماہ، میرے ارمانوں، میری محبت سب کا قتل ہونے جا رہا ہے، صبر کرنے کو تو میں کر لوں لیکن

اس دل کا کیا کروں، ان سانسوں کا کیا کروں، جو اس کے نام کی مالا جھبتی ہے، ذمل نے روتے ہوئے کہا

اب یہ سب یمان لالا ہی روک سکتے ہیں، ذمل کی حالت دیکھتے ہوئے مینے نے کہا

لیکن وہ کیسے، وہ تو یہاں نہیں ہے، ماہ نے کہا

یمان لالا کا نمبر ڈائل کرو جلدی سے، مینے نے ذنجبیل کو کہا

اوکے میں کرتی ہوں، ذنجبیل نے کہا

آپ کا معلوبہ نمبر اس وقت بند ہے، اف لالا کال اٹھائیں، ذنجبیل نے جھنجھلا کے کہا

کیا ہوا، ماہ نے پوچھا

نمبر بند آرہا ہے، ذنجبیل نے کہا

پھر سے ٹرائی کرو، مینے نے کہا

نمبر مسلسل بند آرہا ہے، ذنجبیل نے مایوس لہجے میں کہا،

ذنجبیل کی بات سن کے ایک بار پھر ذمل کے آنسو نکل آئیں،

"بھی میں تو آج ہی ذل بچی کو اپنے مدثر کے نام کر کے ہی جانا چاہتی ہوں،
اگر آپ سب کی اجازت ہو تو، مسز احسن نے سب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا
وہ تو جیسے تمام تیاری آج ہی کر آئیں تھیں۔۔

بلکل لیکن ہمیں ذل بیٹی سی بھی پوچھنا ہے، بلقیس بیگم نے کہا
بلکل آپ پوچھ لیں،

لیکن مجھے جواب ہاں میں ہی چاہیے، مسز احسن نے کہا
یہ تو نصیبوں کی بات ہے، ذینب بیگم نے کہا
بلکل، مسز احسن نے کہا

ذل بیڈ پہ پڑی رو رہی تھی کہ اسکے کمرے کا دروازہ بجا
کون، آنسوؤں کو جلدی سے صاف کرتے ہوئے کہا
ذل بیٹا میں ہوں، باہر سے ظہیر صاحب کی آواز سنائی دی
آجائیں بابا، ذل نے کہا
کیا کر رہا ہے میرا بچہ، ظہیر صاحب نے ذل کے پاس بیٹھتے ہوئے محبت سے پوچھا
کچھ نہیں بابا، ذل نے کہا

مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میری چھوٹی سی جان اتنی بڑی ہو گئی ہے، کہ اسکو جن ہاتھوں سے پالا پوسا، بڑا کیا، لاڈ اٹھائیں اب انہیں ہاتھوں سے رخصت بھی کروں گا، ظہیر صاحب نے کہا بیٹا مجھے یقین ہے کہ میری بیٹی کبھی میرا مان نہیں ٹوٹنے دے گی،

میں آج ایک باپ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے پوچھ رہا ہوں اگر آپ رشتے سے راضی ہے تو ہی میں ہاں کروں گا، اسلیے آپ کھول کر اپنا فیصلہ سنائیں، ظہیر صاحب نے مان اور محبت بھرے لہجے میں ذمل سے پوچھا

بابا میں کبھی آپ کو شرمندہ نہیں کروں گی، آپ کا ہر فیصلہ مجھے منظور ہے، ذمل نے آنسوؤں سے تر لہجے میں کہا خوش رہو میری پیاری بیٹی، مدثر ایک اچھا لڑکا ہے، مجھے یقین ہے وہ آپ کو بہت خوش رکھے گا، ظہیر صاحب ذمل کے سر پہ ہاتھ رکھتے دعائیں دے کے چلے گئے،

جبکہ پیچھے ذمل پوٹ پوٹ کر رودی

ظہیر صاحب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے، سب انکی جانب دیکھ رہے تھے کہ آیا ذمل نے کیا فیصلہ کیا "بسمہ اللہ کریں، اللہ بچوں کے حق میں اس رشتے کو مبارک کرے، آج سے میرے جگر کا ٹکڑا آپ کی امانت ہے، ظہیر صاحب نے اپنی رضامندی دی، جسے سن کے سب کے چہرے پہ خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی

مسز احسن نے ذمل کو بلوا کے اسکی انگلی میں اپنے بیٹے کے نام کی انگوٹھی پہنادی اسکے بعد وہ اسے چٹا چٹ چومنے لگی تھی،

اسکے لب ساکن تھے، آنکھیں چیخ چیخ کر اندر کا کرب بیاں کر رہی تھیں،

دل میں کسی اور کو بسائے وہ کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہن چکی تھی،

"آپ نے اچھا نہیں کیا ایمان میرے ساتھ، محبت کی اس راہ میں لا کے بیچ چوراہے پہ تنہا چھوڑ دیا مجھے، میں کبھی معاف نہیں کروں گئی آپ کو"

ذم نے دل میں ایمان سے شکوہ کرتے ہوئے کہا اور کتنے ہی آنسو اسکی گود میں گر پڑے،

مہمانوں کے جانے کے بعد وہ مردہ قدموں سے وہاں اٹھتی اپنے کمرے میں آگئی، اور اس ہر جائی کی بے وفائی کو یاد کر کے رو دی

"پہن آئی کسی اور کے نام کی انگوٹھی، تم کیسے ایسا کر سکتی ہو ایمان لالا کے ساتھ، مینے نے ذم کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا

تو کیا کرتی، ساری عمر تمہارے اس بے وفالا لاکا سوگ مناتی، جو محبت کے سپنے دکھا کے پیٹھ دیکھا کر بھاگ گیا، ذم نے چیخ کر کہا

میرے لالا بے وفا نہیں ہے، یہ تم بھی جانتی ہوں، مینے نے کہا

جانتی تھی، اب سے تمہارے لالے سے میرا کوئی واسطہ نہیں، ائیندہ اپنے دوغلے لالا کا نام نہ لینا میرے سامنے، ذم نے مینے سے کہا

بے وفا تو تم ہوں، لالا بیچارے کو تو پتہ بھی نہیں کہ یہاں ہو کیا رہا ہے، مینے نے ایمان کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا
میرے سامنے اسکی طرف داری کرنے کی ضرورت نہیں، اب تم جاسکتی ہوں، ذم نے دوسری اوڑمنہ کرتے ہوئے مینے کو باہر جانے کا کہا

تم پچھتاؤ گئی بہت جلد اپنے فیصلے پہ، مینے یہ کہتے ہوئے جا چکی تھی

ایمان یار رک جا۔۔ ایک رات کی تو بات ہے، فیصل (ایمان کا دوست اور ساتھ ہی بزنس پارٹنر بھی ہے) نے کہا فیصل پتہ نہیں کیوں میرا دل ذل کی طرف سے پریشان ہے، اسلیے میں نہیں رک سکتا، ایمان نے کپڑوں کو بیگ میں رکھتے ہوئے کہا

یار بھا بھی ٹھیک ہو گئی، تو فضول میں اتنا سوچ رہا ہے، فیصل نے کہا
یار میرا دل ایسے ہی نہیں پریشان، میں آنا بھی نہیں چاہ رہا تھا لیکن آغا جان نے کہا کہ امپوٹنٹ میٹنگ ہے اسلیے آگیا اور اب تو ویسے بھی میٹنگ ہو گئی تو رہنے کا بھی کوئی جواز نہیں بنتا، ایمان نے لہجے میں پریشانی لیے کہا
میں تو اسلیے کہہ رہا ہوں کہ موسم خراب ہے، صبح ہوتے ہی چلے جاتے لیکن چل جیسے تجھے ٹھیک لگے، فصل نے کہا
چل پھر میں نکلتا ہوں، ایمان نے فیصل کے گلے ملتے ہوئے کہا
چلو اللہ حافظ، فیصل نے کہا

ہائے چو ہی رات کے اس پہر یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہوں، دبیر نے ذنجبیل کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا
کچھ نہیں، ذنجبیل نے آرام سے کہا
اے۔۔ تم مجھے چٹکی کاٹو، دبیر نے اپنا ہاتھ ذنجبیل کے آگے کرتے ہوئے کہا
کیوں، ذنجبیل نے حیرت سے پوچھا

کیونکہ پہلی بار میرے چوہی کہنے پہ تم نے کچھ کہا نہیں، کہی میں خواب تو نہیں دیکھ رہا، دبیر نے کہا
ذنجبیل نے آگے سے کچھ نہیں کہا

پریشان ہوں کسی بات سے، اس بار دبیر نے سنجیدگی سے پوچھا
نہیں، ذنجبیل نے یک لفظی جواب دیا

دیکھو پرو بلم شئیر کرنے سے ایک تو پرو بلم کم ہوتی ہے اور دوسرا اسکا حل نکل آتا ہے، دبیر نے چاند کی روشنی میں
نظر آتے ذنجبیل کے شفاف چہرے کی طرف دیکھتے ہوا کہا
میں آپ کی وجہ سے پریشان ہوں، ذنجبیل نے کہا
ذمل کی وجہ سے کیوں، دبیر نے حیرت سے کہا
کیونکہ انکارشتہ ہو گیا ہے، اور۔۔

صبر۔۔ صبر تم کہی اس وجہ سے تو پریشان نہیں کہ ذمل کارشتہ ہو گیا اور تم رہ گئی، میں نے صحیح کہا نہ، دبیر نے
ذنجبیل کی بات کرے کاٹتے ہوئے جلدی سے کہا،
دبیر کی گل افشانی سن کے ذنجبیل کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا
جب بھی بات کرنا، فضول ہی بولنا، ذنجبیل نے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا
اپنی ان چڑیلوں جیسی آنکھوں کو اندر رکھو، ابل کے باہر آرہی ہے۔۔ ایمان نے کہا
اٹھو اور چلتے بنو یہاں سے، عزت راس ہی نہیں تمہیں، ذنجبیل نے دبیر سے کہا
بھی اب میں نے کیا کیا، میں نے صحیح بات کی،

بھلائی کا تو زمانہ نہیں، دبیر نے افسوس سے کہا

کیسی بھلائی، ذنجبیل نے کہا

دیکھو میرے دوست کے ماموں کی بیوی فوت ہو گئی،

تو اسکو ایک عدد بیوی کی ضرورت ہے اور یہاں تم رشتہ نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوں، تو میں نے سوچا میں تم

دونوں کا بند بیڑا پار کروادوں گا

میرا مطلب کہ نکاح کروادوں گا، میں نے تو اچھا ہی چاہا تمہارا لیکن تم نے تو،

دبیر نے افسوس کرتے ہوئے بات اُدھوری چھوڑ دی

اس سے پہلے کہ میں تمہارا خون پی جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ،

غصے کی زیادتی سے سرخ چہرے کے ساتھ چیختے ہوئے ذنجبیل نے کہا

پہلے مجھے شک تھا اب تو تم نے اسکو یقین میں بدل دیا کہ تم ایک چڑیل ہوں، دبیر نے شرارت سے کہا

اس سے پہلے کہ ذنجبیل واقعی اسکا خون پیتی،

دبیر وہاں سے رنچر ہو چکا تھا۔۔۔

اسی اثنا میں ایک کار حویلی کے دروازے کو پار کرتے ہوئے نظر آئیں

رات کے اس پہر حویلی میں کسی گاڑی کو دیکھ کے ذنجبیل کو تجسس ہوا کیونکہ گھر کے سب مرد حضرات تو حویلی میں

موجود تھے

گاڑی میں سے یمان اتر تادیکھائی دیا، جسے دیکھ کے ذنجبیل نے ناراضگی سے اپنا رخ موڑتے ہوئے اندر کے جانب موڑ گئی

ذنجبیل، یمان نے پیچھے سے پکارا

مجبوراً ذنجبیل کو رکنا پڑا

جی لالا، ذنجبیل نے کہا

اس وقت یہاں کیا کر رہی ہوں، یمان نے پوچھا

کھلی ہوا میں کچھ وقت سانس لینے آئی تھی، ذنجبیل نے روکھے لہجے میں جواب دیا

اچھا چلو اندر، پھر رات کے اس پہر اکیلی باہر نہیں نکلتا، اب چلو مجھے زوروں کی بھوک لگی ہے مجھے کھانا گرم کر کے دوں،

یمان نے ذنجبیل کو نرم لہجے میں کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا

یمان فریش ہو کے آیا تو ذنجبیل نے کھانا گرم کر کے ٹیبل پہ رکھا ہوا تھا

ٹیبل پہ پانی رکھتے ہوئے ذنجبیل جانے لگی

روکو اور یہاں بیٹھو، یمان نے ذنجبیل کو روکتے ہوئے کہا

لالا مجھے صبح کالج جانا ہے اسلیے میں سونے جا رہی ہوں، ذنجبیل نے کہا

بیٹھو، اس بار یمان نے روعب سے کہا تو ذنجبیل بیٹھ گئی

اب بتاؤ کس بات پہ ناراض ہوں، یمان نے نرم لہجے میں پوچھا

میں ناراض نہیں ہوں، ذنجبیل نے کہا

تو پھر ہر بار کی طرح سفر سے واپس آتے ہوئے تم نے نہ تو مجھ سے حال احوال پوچھا اور نہ لہجہ بھی اتنا روکھا، یمان نے کہا

کیا میرا اور آپ کا کوئی ایسا تعلق ہے لالا کہ میں آپ سے ناراض ہو سکوں، ناراض ان سے ہوا جاتا جو اپنے ہوا اور آپ کو تو میں جانتی تک نہیں، آخر کار ذنجبیل پھٹ پڑی

ایسا کیا ہو گیا مجھ سے جو تمہارے لہجے میں میری لیے اتنی تلخی آگئی، یمان نے حیرت سے پوچھا کیا واقعی آپ کچھ نہیں جانتے یا نہ جاننے کا ڈرامہ کر رہے ہیں، ذنجبیل نے استہزائیہ لہجے میں ہنستے ہوئے کہا مجھے واقعی نہیں پتہ کہ مجھ سے کیوں اتنی ناراض ہوں تم، میں تو تمہارا فیورٹ لالا ہوں، اب بتاؤ کیوں ناراض ہوں، یمان نے ذنجبیل کو پیار سے پچکا رتے ہوئے کہا

لالا تھے اب نہیں رہے اب صرف میری نظر میں آپ کسی معصوم کے جذبات کے قاتل ہے، ذنجبیل نے کہا کس کے جذبات کا قتل کیا ہے میں نے زرا بتانا پسند کروں گئی، یمان نے سنجیدگی سے پوچھا تب ذنجبیل نے ذمل کے رشتے کی ساری کہانی یمان کو سنا ڈالی، جسے سن نے یمان کی آنکھیں لہو جھلکانے لگی آپ نے ایسا کیوں کیا آپ کے ساتھ، ذنجبیل نے آنکھوں میں آنسو لیے کہا ذمل کہاں ہے، یمان نے غصہ سے غراتے ہوئے کہا

اپنے روم میں، یمان کو اتنے غصے میں دیکھ کے ذنجبیل نے جلدی سے جواب دیا جبکہ یمان انتہائی غصے کے ساتھ ذمل کے کمرے کی اوڑ بڑھ گیا

ایک دھاڑ کے ساتھ دروازہ کھولا گیا، دروازے کی دھاڑ کے ساتھ ذل ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ بیٹھی رات کے اس پہر اپنے سامنے یمان کو کھڑے دیکھ کے ذل نے نفرت سے رخ موڑ لیا کس سے پوچھ کے تم نے یہ قدم اٹھایا، ایک ہی چست میں ذل تک پہنچتے ہوئے بازو سے پکڑ کے جھنجھوڑتے ہوئے یمان نے پوچھا

چھوڑے میرا بازو یہ کیا بد تمیزی ہے، ذل نے بازو کو چھڑاتے ہوئے کہا جو پوچھ رہا ہوں اسکا جواب دوں، یمان نے غراتے ہوئے کہا میں آپ کو جوابدہ نہیں ہوں، ذل نے کہا تم ہوں جوابدہ سمجھی، کس سے پوچھ کے ہاں کی تم نے، پیار مجھ سے کرتی تھی اور سچ کسی اور کی سجانے چلی ہوں، حد سے زیادہ سرخ ہوتی نگاہیں اسکے چہرے پر گاڑے وہ غصے سے دھاڑا محبت کی باتیں آپکے منہ سے اچھی نہیں لگتی یمان آفریدی، ذل نے اس سے زیادہ زور سے دھارتے ہوئے کہا ذل میرے صبر کا امتحان نہ لوں، کیوں کیا تم نے ایسا، یمان نے انتہائی ضبط سے پوچھا تو اور کیا کرتی، بیٹھ کے آپ جیسے دھوکے باز کا انتظار کرتی، ذل نے بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ کہا میں نے کوئی دھوکہ نہیں دیا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے پیچھے ایسا ہونے والا ہے تو کبھی بھی نہیں جاتا، یمان نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا

اگر آپ کو مجھ سے تھوڑی بھی محبت ہوتی تو آپ میری کسی ایک کال کا ہی جواب دے دیتے، یہاں میں تڑپتی رہی اور وہاں آپ مزے کر رہے تھے، ذل نے کہا

مجھے آغا جان نے میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر بھیجا تھا، وہاں نیٹ پر و بلم تھا اس لیے نہیں اٹھاسکا اور میرے پیچھے میری ایک کال نہ اٹھانے پہ بدگمان ہو کے یہ سب کیا، کیا یہ تھی تمہاری محبت، دیوانگی سے اسکی جانب تکتے وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔

کیا تم میرا اتنا انتظار تک نہیں کر سکتی تھی، ایمان نے تکلیف سے پوچھا میں کیسے انکار کرتی، اگر آپ مکر جاتے تو، پھر کیا جو اذیتیں میں بابا کو، کہ میں کس بناء پہ انکار کر رہی ہوں، ذل نے کہا

کیا اپنی طرح سمجھا ہے مجھے کہ چھوڑ دیتا،

ایمان کی بات سن کے بے ساختہ ذل نظریں جھکا گئی

"یہ یہ انگوٹھی۔۔ تمہاری انگلی میں دیکھ کر میری سانسیں بند ہو رہی ہیں، یہاں ہمیشہ میں اپنے نام کی انگوٹھی دیکھنے کا حواہشمند تھا، سوچا نہیں تھا کہ ایک دن اسی انگلی میں کسی اور کی انگوٹھی کو سجے دیکھو گا، تم کیسے میرا حق کسی اور کو دے سکتی ہوں، کیا تمہیں ذرا بھی میری تکلیف کا احساس نہیں، آہستگی سے اسکا ہاتھ تھام کر اسکی انگلی آگے کرتا وہ بو جھل لہجے میں بول رہا تھا،

پلیز ایمان جاؤ کوئی دیکھ لے گا، اب میں کسی اور کی ہو چکی ہوں، ذل نے اپنا ہاتھ چھوڑواتے ہوئے کہا

شش ایسا نہ کہوں یقین کروں، میرا دل تکلیف سے پھٹ رہا ہے۔۔ مم مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے ذمل، یہ سوچتے ہوئے کہ میری محبت کو کوئی اور اپنے نام کر گیا، وہ کرب سے کہتا اسکے نازک ہاتھ پہ اپنے لب رکھ گیا تمہاری دوری باخدا میری جان لے لی گئی اسلیے کبھی مجھ سے دور جانے کا سوچنا بھی نہیں، اور دیکھو آج واقعی مجھے سانسیں نہیں آرہی،

اس نے اپنے کہے ہوئے الفاظ کو دہرایا، وہ نا بھی بولتا تو اسکی نگاہیں چیخ چیخ کہ اپنے نقصان کا اعلان کر رہی تھیں۔۔ میں صبح ہوتے ہی آغا جان سے تمہارا ہاتھ مانگو گا، انگوٹھی پر لب رکھتے ہوئے بولا۔۔ تم ایسا نہیں کروں گے یمان، اس نے سسکتے ہوئے کہا

میں ایسا کروں گا اور ضرور کروں گا، تمہاری ایک بے وقوفی کی وجہ سے میں اپنی محبت کو نہیں چھوڑ سکتا، اسلیے اب آرام کرو بے فکر ہو کہ،

شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ کے وہ اٹھ گیا

یمان اب میں کسی اور کی ہو چکی ہوں، ذمل نے کرب سے آنکھیں میچتے ہوئے کہا

اب تو یہ بکواس کر لی، آئیندہ کی توجان لے لوں گا تمہاری، یمان نے ذمل کا منہ دبوتے ہوئے کہا

جو سچ ہے وہی کہہ رہی ہوں، ذمل نے تکلیف سے بولتے ہوئے کہا

ذمل کے بات سن کے یمان نے شیشے میں ہاتھ دے مارا،

یمان، ذمل نے یمان کے ہاتھ سے بہتے خون کو دیکھ کے تکلیف سے پکارا

کس کی ہوں تم بولو، یمان نے شیشے کا ایک ٹکڑا اٹھا کے نبض پہ رکھتے ہوئے کہا
یمان یہ کیا پاگل پن ہے، چھوڑو تمہیں لگ جائیں گی، ذل نے روتے ہوئے کہا
بولو کس کی ہوں تم، یمان نے دھاڑتے ہوئے کہا

آ-- آپ کی ہوں، پلیز اب چھوڑ دوں، ذل نے سسکتے ہوئے کہا
ذل کی بات سن کے یمان نے شیشے کو پھینک دیا
پلیز ادھر بیٹھو، میں پٹی کر دوں، ذل نے روتے ہوئے کہا

تمہارے دیے ہوئے زخم سے نہیں مرا، یہ تو پھر بھی ایک معمولی چوٹ ہیں، یمان تکلیف سے کہتے ہوئے باہر کی
اوڑ بڑھ گیا

اس وقت سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پہ بیٹھے خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے
اسلام علیکم، یمان نے سب کو مشترکہ سلام کیا اور اپنی کرسی کھینچ کے بیٹھ گیا
ہاں بھی اور بتاؤ تمہاری میٹنگ کیسی رہی، ارمان نے اخبار پڑھتے ہوئے یمان سے پوچھا
کافی اچھی رہی، جلد ہی یہ بروجیکٹ بھی ہمیں مل جائے گا، بس صرف کچھ ضروری کاغذات کو آغا جان سے سائن
کروانا باقی ہے، یمان نے سلائس پہ جیم لگاتے ہوئے کہا
زبردست یہ تو بہت اچھی بات ہے، ارمان نے کہا

سکینہ (ملازمہ) یہ ناشتہ ذمل کیلئے اوپر لے جاؤ اور ناشتے کے بعد دوائیاں بھی یاد سے دیں دینا، بلقیس بیگم نے ناشتے کی ٹرے سکینہ کو پکڑاتے ہوئے کہا

حیریت بلقیس کیا آج ذمل ہمارے ساتھ ناشتہ نہیں کریں گئی، نجمہ بیگم نے پوچھا
ذمل کی طبیعت ٹھیک نہیں اسیلے میں نے کہا کہ اوپر ہی بھیجو ادیتی ہوں، بلقیس بیگم نے کہا
اس دشمن جاں کی طبیعت کا سن کے ایمان نے ناشتہ ادھورا چھوڑ دیا۔۔۔

آپ سب سے مجھے شام کو ایک ضروری بات کرنی ہے، اسیلے آپ سب شام کو گھر پہ موجود رہیے گا، ایمان نے سب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

حیریت بیٹا، ظہیر صاحب نے پوچھا

جی چاچو حیریت ہی ہیں، ایمان نے اٹھتے ہوئے کہا

ایمان بیٹا ناشتہ تو کر لوں، نجمہ بیگم نے ایمان کو پیچھے سے آواز لگاتے ہوئے کہا

ماما میں کر چکا ہوں، ایمان نے سیڑھیاں پلانگتے ہوئے کہا (ایمان اور زمان دونوں کوماں کی موت کے بعد نجمہ بیگم نے ماں بن کے پالا تھا، اسیلے وہ دونوں بھائی انہیں ماما ہی کہتے تھے)

ہر وقت یہ لڑکا ہوا کے گھوڑے پہ سوار رہتا ہے، نجمہ بیگم نے ایمان کے ناشتہ آدھا ادھورا چھوڑ جانے پہ کہا

آپی پلیز تھوڑا سا کھالے، اپ نے کل سے کچھ نہیں کھایا، ذنجبیل نے ذمل کو اصرار کرتے ہوئے کہا

میرا دل نہیں کر رہا، رکھ دوں، ذمل نے کہا

ابھی آپ نے دوا بھی لینی ہے، پلیرز آپي کچھ تو کھالیں، ذنجبیل نے کہا
کیا ہو رہا ہے ناشتہ کیوں نہیں کر رہی، یمان نے اندر آتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا
دیکھے نہ زمان بھائی کب سے آپي کی منتیں کر رہی ہوں، یہ کچھ کھا ہی نہیں رہی،
ذنجبیل نے ذمل کی طرف دیکھتے ہوئے یمان سے کہا
تم باہر جاؤ، یمان نے ذمل کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے ذنجبیل سے کہا
ذنجبیل کے جانے کے بعد یمان نے گردن جھکائی ذمل کی طرف دیکھا
کون مر گیا ہے جو اس کے سوگ میں تم کھانا نہیں کھا رہی، یمان نے غراتے ہوئے کہا
یمان کے سنجیدہ تاثرات دیکھ کے ذمل نے تھوک نگلا
ذمل کی کلائی کو دبوچتے ہوئے یمان آ کے صوفے پہ بیٹھا
ٹرے کو اپنی جانب کھسکا کے اس میں سے بریڈ پہ جیم لگانے لگا
میری تو کوئی بکواس تمہاری اس کھوپڑی میں بیٹھتی نہیں، میں تو بس بکواس کرتا رہتا ہوں، کیا کہا تھارات کو میں نے
کہ آرام کرو پھر ساری رات ایسا کون سا سوگ منایا تم نے کہ طبیعت ہی خراب کر بیٹھی، ذمل کے منہ میں نوالہ
ڈالتے ہوئے غرا کر کہا
یمان کے تاثرات دیکھ کے ذمل کے پسینے چھوٹ گئے
آج تو یہ لا پرواہی ہو گئی اگر آئندہ ہوئی تو مجھ سے کسی اچھے کی امید نہیں رکھنا،
اس نے دوسرا نوالہ ذمل کے منہ میں ٹھونسے ہوئے غصے سے کہا

یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے، اگر آپ میری کال اٹھا لیتے تو آج یہ سب نہ ہوتا، ایک تو آپ کی وجہ سے میں اتنی تکلیف میں ہوں، اوپر سے ڈانٹ بھی رہے ہیں، ذمل نے شکوہ کناں نظروں سے یمان کو دیکھتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ کے یمان کچھ نرم پڑا،

چلو اب یہ دودھ پیو اور یہ ٹیبلٹس بھی لو، اس نے دودھ کا گلاس ذمل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا،

دودھ کو دیکھ کے ذمل نے چہرے کے برے برے ڈیزائن بنائیں

لیکن یمان نے اسکی ایک چلنے نہیں دی اور دودھ کے ساتھ ٹیبلٹس بھی دی،

یمان نے ٹرے کو اٹھا کے سائیڈ میں رکھا

اس انگلی میں صرف یمان آفریدی کی دی ہوئی انگوٹھی سجے گئی، اسلیے شام کو پورے حق کے ساتھ تمہیں اپنے نام

کی انگوٹھی پہناؤ گا، یمان نے ذمل کی انگلی سے انگوٹھی نکالتے ہوئے کہا

یمان میری انگوٹھی واپس کروں، ذمل نے آنسوؤں بھری آنکھوں سے یمان کو دیکھتے ہوئے کہا

چلو اب تم آرام کرو اور دوائی وقت پہ لیتی رہنا،

یمان نے ذمل کی بات پہ دھیان دیئے بغیر اس پہ بلنٹ ٹھیک کر کے باہر کی اوڑ بڑھ گیا

جبکہ پیچھے ذمل آوازیں دیتی رہ گئی،

زمان اس وقت جلدی میں آفس کیلئے نکل رہا تھا کیونکہ آج اسکی ایک امپورٹنٹ میٹنگ تھی، جس کیلئے وہ کافی لیٹ

ہو چکا تھا۔۔۔

زمان روکو، ماہ نے زمان کو پیچھے سے آواز لگائی

کیا ہے، کیوں روکا ہے مجھے، زمان نے ماہ کو دیکھتے ہوئے بے زار لہجے میں پوچھا
مجھے یونیورسٹی چھوڑ دوں اور،

کیا نوکر لگا ہوا ہو میں تمہارا، تم میں توڑی سی بھی شرم نہیں، کیوں ہر بار میرے سامنے آ کے میرے صبر کا امتحان
لیتی رہتی ہوں، ساتھ میں خود کو بھی بے عزت کر داتی ہوں،
زمان نے ماہ کی بات کو بیچ میں ہی کاٹتے ہوئے سرد لہجے میں کہا

خود کیلئے زمان کے لہجے میں اس قدر بے زاری اور نفرت دیکھ کے ماہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

کیا ہوا ماہ آپ، کیا زمان لالا ہمیں نہیں لے جا رہے، اسی اثنا میں ذنجبیل نے آتے ہوئے ماہ سے پوچھا

ذنجبیل کو سامنے دیکھ کے زمان کی آنکھوں میں محبت کے کئی دیے روشن ہوئے (زمان کو یہ چھوٹی سی لڑکی دل
وجان سے عزیز تھی، جو زمان آفریدی کی سینے میں دل بن کے دھڑکتی تھی)،

جبکہ زمان کی آنکھوں میں ذنجبیل کیلئے محبت دیکھ کے ماہ کو اپنی سانسیں روکتی ہوئی دکھائی دی

کیا ہوا تم آج دبیر کے ساتھ نہیں جا رہی، زمان نے ذنجبیل کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا

نہیں دبیر نے آج لیٹ جانا ہے، اسلیے آغا جان نے کہا کہ میں اور ماہ آپ کے ساتھ چلے جائیں، ماہ نے کہا

جبکہ ذنجبیل کی بات سن کے بے ساختہ زمان نے ماہ کی جانب دیکھا، جس کی آنکھوں کے کنارے انتہائی ضبط سے
سرخ تھے،

زمان کو شرمندگی ہوئی کہ اس نے فضول میں ماہ کو اتنی سنادی

آو۔ بیٹھو گاڑی میں، تم دونوں کو آفس جاتے ہوئے چھوڑ دوں گا، یمان نے ذنجبیل کو دیکھتے ہوئے کہا

آئیں آپ بیٹھے، پہلے ہی کافی لیٹ ہو گئے ہیں،

ذنجبیل نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا

نہیں ذنجبیل تم جاؤ، میرا موڈ نہیں ہو رہا جانے کا، ماہ نے ذنجبیل سے کہا

ارے آپ ابھی تک تو آپ نے ہی ہنگامہ برپا کیا تھا کہ یونیورسٹی جانا ہے، امپورٹینٹ لیکچر ہے میرا، اور ابھی موڈ نہیں آپ کا،

ذنجبیل نے حیرت کی زیادتی سے ماہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

لیکن اب میں نے نہیں جانا، تم جاؤ، اس نے ذنجبیل سے کہا

فضول میں نخرے کرنے کی ضرورت نہیں، پہلے ہی کافی لیٹ ہے اس لیے وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، گاڑی

میں بیٹھو، زمان نے ماتھے پہ شکن لائے ماہ سے کہا

تو آپ کو کس نے کہا ہے وقت ضائع کرنے کو، یا میں نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر روکا ہوا ہے مسٹر زمان آفریدی، ماہ

نے دبے دبے لہجے میں غراتے ہوئے کہا

ماہ کی باتیں سن کے زمان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا

زمان نے آگے بڑھتے ہوئے ماہ کو بازو سے گھسیٹتے ہوئے گاڑی میں پٹخا اور خود آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھتے گاڑی کو

آگے بڑھا گیا

جبکہ ذنجبیل ان دونوں کو پریشانی سے دیکھتے ہوئے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی، جو اس وقت ایک دوسرے کے دو دشمن بنے ہوئے تھے

ماہ آپ اپنی آپ کو لگی تو نہیں، ذنجبیل نے پریشانی سے پوچھا

نہیں میں ٹھیک ہوں، ماہ نے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے کہا

اچھا نک ہی زمان نے شیشے کی طرف دیکھا، جہاں آج وہ سرمئی آنکھیں اسے نظر نہ آئیں جو ہر وقت اسے تکتی رہتی تھی، زمان نے گردن موڑ کے پیچھے دیکھا تو ماہ اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے باہر دیکھ رہی تھی، ماہ کو اس حالت میں دیکھ کے زمان کے دل میں درد اٹھا، دل کی حالت کو دیکھتے ہوئے یمان نے توجہ ڈرائیونگ کی طرف کی اتنے میں ذنجبیل کا کالج آگیا اور وہ اتر کے کالج کی عمارت کی طرف بڑھ گئی

اتر اور آگے بیٹھو، زمان نے گردن موڑ کے ماہ کو آگے بیٹھنے کا کہا

لیکن ماہ نے کچھ نہیں کہا، خود کو انور کرتے دیکھ کے زمان کا چہرہ اہانت سے سرخ پڑھ گیا

ڈرائیور نہیں ہوں تمہارا، آگے آگے بیٹھو، ماہ نے پھر بھی کچھ نہ کہا

اگر تمہیں سنائی دیے رہا ہے تو کچھ بول رہا ہوں میں، زمان نے ماہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ماہ گاڑی کا دروازہ کھول کے باہر نکل گئی اور سڑک کے کنارے کھڑے ہو کہ رکشے کیلئے ہاتھ ہلانے لگی

یہاں تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں، گاڑی میں چل کے بیٹھو، زمان نے ماہ کے پیچھے گاڑی سے اترتے ہوئے غصہ

ضبط کر کے کہا

تماشہ آپ نے لگایا ہے میری ذات کا، میرے جذبات کا، میرے احساسات کا، ماہ نے ایک دم چیخ کے کہا

میں نے نہیں کہا تھا کہ مجھ سے محبت کروں، بتاؤ کوئی ایسا لمحہ جب میں نے تمہیں امید کا کوئی چراغ پکڑا یا ہوں، زمان نے ماہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

محبت اگلے کے چراغ تمہا دینے سے نہیں ہوتی، محبت تو ایک لاشعوری جذبہ ہے کب ہو جائے پتہ ہی نہیں چلتا، جان بوجھ کے نہیں کی میں نے، اگر میری بس میں ہوتا تو کب کا اپنا دل نوچ کے پھینک چکی ہوتی، آپ جیسے بے حس انسان سے کبھی دل نہ لگاتی اور یک طرفہ محبت کا دکھ آپ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کسی کو خود سے بڑھ کے چاہے، لیکن بدلے میں آپ کو اگلا اپنے پاؤں کی دھول سمجھے، کاش میں مر جاتی تو مجھے اتنا دکھ نہیں سہنا پڑتا، مرنے کا دکھ سہہ لیا جاتا ہے لیکن محبوب کی بے اعتنائی انسان کے حواس سلب کر دیتی ہے، اور آپ کی بے اعتنائی سہہ سہہ کے تھک چکی ہوں میں، خدا رارحم کرے میرے حال پہ، آج وہ معصوم لڑکی اس سنگمر کے سامنے ریزہ ریزہ ہو کہ بھکر گئی تھی

جبکہ ماہ کا اس قدر جنون دیکھ کے زمان ساکت رہ گیا
دیکھو ماہ محبت زبردستی نہیں کروائی جاسکتی، اس نے ماہ کو سمجھاتے ہوئے کہا
تو میں نے کب کہا ہے کہ مجھ سے محبت کرے، بے شک مجھ سے محبت نہ کریں لیکن مجھے یوں دھتکارتے تو نہیں، بس میرے ہو جائیں، اس نے زمان کی جانب دیوانہ وار دیکھتے ہوئے کہا
میں کبھی تم سے محبت نہیں کر سکتا، میں تو خود مریض محبت ہو، زمان نے کہا
اسکی بات سن نے ماہ کی ہچکیاں بندھ گئی،

آپ نے میری روح تک کو اپنے لفظوں سے چھلنی کیا ہے زمان، محبت کی عدالت میں آپکی سزا سزائے موت ہے،
ماہ نے روتے ہوئے درد بھرے لہجے میں کہا
جائیں آج سے آپکو ماہِ روخ ہاشم خان نے اپنی محبت سے آزاد کیا، لیکن یاد رکھیے گا ایک دن آئیں گا جب تم مجھے
پاگلوں کی طرح ڈھونڈو گئے، ترسو گئے لیکن تمہیں میری پرچائی تک نہیں نصیب نہ ہو گئی،
ماہ نے بیچ سڑک میں روتے ہوئے آج زمانِ آفریدی کو اپنی محبت سے آزاد کر دیا تھا،
ماہ کو اس حال میں دیکھ کے زمان کے دل میں درد اٹھا
دیکھو ماہ گھر چل کے بات کرے گئے اب چلو، زمان نے ماہ کو سمجھاتے ہوئے کہا
بات کرنے کو کچھ رہا نہیں زمانِ آفریدی،
آج ہی مجھے میری محبت پہ قل پڑھ لینے دوں، تاکہ دوبارہ تم جیسے بے حس انسان کے ہاتھوں میرا دل نہ ٹوٹے،
ماہ نے آنکھوں میں آنسو لیے اذیت سے چور لہجے میں کہا
ماہ چلو بس بہت ہوا، زمان نے ماہ کو ہاتھ سے کھینچے ہوئے کہا
چھوڑو مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ، ماہ نے ہاتھ چھوڑواتے ہوئے روتے لہجے میں کہا
ماہ کی مسلسل ضد کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ زمان کا ہاتھ اٹھا اور ماہ کے چہرے پہ اپنا نشان چھاپ گیا،
ماہ نے بے یقینی سے زمان کی طرف دیکھا، آنسو لڑیوں کی مانند اسکی آنکھوں سے گر رہے تھے، ماہ کو ابھی تک یقین
نہیں آ رہا تھا کہ زمان نے اس پہ ہاتھ اٹھایا
تم--تم نہ--نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا،

تم -- تم ایسے کیسے کر سکتے ہوں، ماہ نے زمان کے سینے پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا
بس کرو کیوں تکلیف دے رہی ہوں خود کو، زمان نے ماہ کے ہاتھوں کو پکڑ کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا
جبکہ اس ستمگر کے انداز مسیحائی پہ اسکے آنسوؤں مزید تیزی سے بہنے لگے
چھوڑو مجھ -- مجھے، اس نے سسکتے ہوئے کہا
آنسو صاف کرو، وہ چپ رہی
!! ماہ

اب کی بار زمان نے سنجیدگی سے کہا،
کپکپاتے ہونٹ، آنسوؤں سے بھری سرمئی آنکھیں، اس پہ قیامت ڈھاتے سرخ چہرہ (جو کسی کو بھی ایک نظر میں اپنا
اثیر کر سکتا تھا) دیکھ کے زمان کا دل بے ساختہ دھڑکا
دل کی اس حالت پہ جلد ہی قابو پاتے وہ رخ موڑ گیا،
ماہ نے کانپتے ہاتھوں سے آنسو صاف کیے، لمبی لمبی سانس لے کے خود کو کمپوز کیا
اور آگے بڑھ کے گاڑی میں بیٹھ گئی، باقی کا سارا راستہ خاموشی میں کٹا۔

موسم سرما کی آمد تھی، رات کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی، حویلی کے تمام افراد رات کا کھانا کھا کے اپنے اپنے
کمروں میں گھسے ہوئے تھے،

اسی حویلی کے ایک کمرے میں بتی جل رہی تھی، جہاں مینے بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی،

کہ ایک دم کوئی دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا،

ڈر کے مارے مینے کے ہاتھ سے کتاب چھوٹ کے زمین پہ گرمی ---

آآ۔۔ آپ اس وقت یہاں، معاویہ کورات کے اس پہر اپنے کمرے میں دیکھ کے گل مینے کے ہوش اڑ گئے، اوپر سے کمرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا،

کیوں بیگم میرا یہاں آنا منع ہے، معاویہ نے پوچھا،

آپ پلیز جائیں کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا، مینے نے روہانسی ہو کے کہا

کوئی کچھ نہیں سوچتا زما زگیہ (میرے دل)، معاویہ نے ایکسرے کرتی نظروں سے مینے کو دیکھتے ہوئے کہا

معاویہ کی بے باک نظروں کو اپنے آر پار ہوتے دیکھ کر مینے کا چہرہ شرم و حیا کی تمازت سے سرخ پڑھ گیا

معاویہ آہستہ آہستہ آگے پڑھتا گیا جبکہ مینے ڈر کے مارے پیچھے قدم لینے لگی

ایک دم معاویہ نے مینے کو کمرے سے کھینچتے ہوئے قریب کیا، جس سے مینے کسی ٹوٹی ہوئی شاخ کی مانند معاویہ کے سینے

سے لگ گئی، معاویہ کی سانسوں کی تپش مینے کے چہرے پہ پڑھ رہی تھی جس سے مینے سوکھے ہوئے پتھے کے

مانند لرز نے لگی اور آنکھیں میچ گئی،

زما زگیہ (میرے دل)، معاویہ نے جذبات سے بو جھل لہجے میں کہا

تمہیں پتہ ہے تم روز بروز میرے جینے کی وجہ بنتی جا رہی ہوں، نئے دن کے نئے سورج کے ساتھ مجھے تم سے ایک

نئے انداز میں محبت ہوتی ہے،

تمہیں دیکھے بنا میرا ایک لمحہ بھی نہیں کٹتا، یہ دیوانہ تم پہ دل و جان سے مرتا ہے، مینے کی بالوں میں منہ چھپاتے ہوئے معاویہ نے مدہوشی کے سے انداز میں کہا،

جبکہ مینے کا دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینے سے باہر ہوں گا،

کتنے ہی پل ایسے گزر گئے معاویہ کو ہوش ہی نہیں رہا،

معاویہ، مینے نے لرزتی ہوئی آواز میں پکارا

بولو جان معاویہ، معاویہ نے ایسے ہی مینے کی گردن میں منہ دیے کہا

کوئی آجائے گا، مینے نے معاویہ کو ہوش دلاتے ہوئے کہا

کوئی نہیں آتا ان لمحوں میں صرف مجھے اور میری محبت کو محسوس کروں، معاویہ نے جزبات سے چور لہجے میں کہا

کتنے ہی پل ان دونوں کو ایسے گزر گئے

معاویہ نے مینے کی گردن سے سر نکالتے ہوئے دیکھا،

مینے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے لرز رہی تھی

زما زگیا (میرے دل) آنکھیں کھولو، معاویہ نے مینے کو محبت سے پکارتے ہوئے کہا

مینے نے آنکھیں کھولیں، گہری سبز آنکھیں جب معاویہ کی سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں، تو وہاں مینے کو جزبات کا ایک

ٹھاٹھیں مارتا سمندر نظر آیا، جس سے مینے نے نظریں چھرائیں،

معاویہ نے نہ محسوس انداز میں مینے کے دونوں ہاتھوں میں گجرے پہنائیں، اور باری باری دونوں ہاتھوں کو چھوما،

مینے نے شرما کر معاویہ کے سینے میں سر جادیا،

معاویہ نے مینے کی گردن سے بال ہٹھائیں جس سے مینے کی گردن کا تل نظر آیا، صراحی دار گردن پہ شان سے سجا وہ تل بری طرح سے معاویہ کو اپنی طرف مائل کر گیا،

تو کسی روز مجھے حالت وجدان میں مل

لب کی ہے فریاد کہ چھوٹا ہے تیری گردن کا تل

ایک جذب کی حالت میں معاویہ نے شعر کہا،

وہ بے ساختہ جھکا اور دیوانہ وار تل کو چھو مٹا گیا، جبکہ اس کی اس شدت سے مینے کا سانس سینے میں اٹک گیا،

معاویہ، مینے نے معاویہ کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر پیچھا کرنا چاہا، لیکن معاویہ تھا کہ سیراب ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا،

آخر معاویہ نے مینے کی حالت پہ ترس کھاتے ہوئے گردن سے منہ نکالتے ہوئے مینے کی جان خلاصی کی، لیکن

بانہوں کا گھیراجوں کا توں تھا، پورے کمرے میں معاویہ اور مینے کی دھڑکنوں کا شور رقص کر رہا تھا،

لگتا ہے اب آغا جان سے شادی کی بات کر لینی چاہیے، معاویہ نے مینے کے سر سے سر جوڑتے ہوئے کہا،

معاویہ کی بات سن کر مینے کے چہرے پہ ایک دلفریب مسکراہٹ آئی،

معاویہ کی سنگت میں ہر چیز سے بے گانہ مینے کو پتا ہی نہیں چلا کہ کب معاویہ کمرے سے گیا،

موبائل کی آواز سے مینے ہوش کی دنیا میں آئی، موبائل کو اٹھا کے دیکھا تو معاویہ کا میسج سکرین پہ جھگمارہا تھا، جسکو

پڑھ کے مینے کان کی لو تک سرخ پڑھ گئی، حیا کی تمازت سے مینے نے بے ساختہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا،

اس وقت یمان احسن ہاؤس کے باہر کھڑا تھا، وسیع و عریض رقبے پہ پھیلا ہوا احسن ہاؤس اپنی پوری شان و شوکت کیساتھ کھڑا تھا،

صاحب جی آفریدی حویلی سے یمان آفریدی آیا ہوا ہے، ملازمہ نے اندر جا کے احسن صاحب سے کہا احسن صاحب نے ملازمہ کو چائے پانی کے انتظام کا کہا اور خود لاؤنچ کی جانب بڑھ گئے سلام دعا کے بعد یمان مدعے پہ آیا

دیکھے میں نے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے اور امید ہے آپ میری بات کو سمجھے گے، یمان نے کہا اتنے میں مدثر بھی اگیا

میں جو بات کرنے جا رہا ہوں اسکے لیے تمہارا یہاں ہونا بھی ضروری ہے، یمان نے مدثر سے کہا کون سی بات، مدثر نے الجھن بھرے لہجے میں پوچھا کہو بر خور دار ہم سن رہے ہیں، احسن صاحب نے کہا دیکھے انکل میں ذمل کو بچپن سے پسند کرتا ہوں اور پھر یمان نے انکو سارا واقعہ سنایا۔۔۔

اب آپ ہماری طرف اس رشتے کو ختم سمجھے، اسلیے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس بات کو آنا کا مسئلہ بنانے کے بجائے میری بات کو سمجھے گے،، یمان نے جیب سے مخملی ڈبہ نکال کے ان کے سامنے ٹیبل پہ رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

تم کون ہوتے ہو یہ رشتہ ختم کرنے والے، یہ بھلا کون سا طریقہ ہوا، اور تم کون ہوتے ہو اس رشتے کے بچ آنے والے،

مدثر نے جل کے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے اس خوب روڑ کے سے کہا

دیکھو مدثر ابھی رشتہ ہی پکا ہوا ہے آجکل تو لوگ شادیاں تک توڑ دیتے ہیں، رہی بات بیچ میں آنے کی تو وہ میں نہیں
تم آئے ہوں،

وہ غبط سے بولا

احسن صاحب امید ہے آپ کے ساتھ ہمارے فیملی تعلقات ویسے ہی خوشگوار رہے گئے، یمان نے احسن صاحب
سے کہا

اور تم یہ اپنی انگوٹھی اپنے پاس رکھو، امید ہے تم ساری بات جاننے کے بعد میرے اور ذمل کے بیچ نہیں آؤ
گے، یمان یہ کہتے ہوئے گلاس آنکھوں پہ لگا باہر کی جانب بڑھ گیا

اس وقت آغا جان غصے سے لاؤنچ کے چکر لگا رہے تھے، انہیں احسن صاحب نے فون پہ ساری بات بتادی تھی
، سب اس وقت آغا جان کے غصے سے دبکے بیٹھے تھے

بلاؤ اس ناہنجار کو، کس کی مرضی سے اس نے اتنا بڑا فیصلہ کیا، آغا جان غصے کی شدت سے گرے
اسی اثنا میں یمان لاؤنچ میں داخل ہوا

آغا جان حیریت آپ نے بلوایا، یمان نے آغا جان کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا
تم جیسی اولاد کے ہوتے ہوئے بھلا حیریت ہو سکتی ہے، آغا جان غصے سے گرے
اب مجھ معصوم نے کیا کر دیا،

کس سے پوچھ کے تم نے اتنا بڑا فیصلہ کیا، اغاجان نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا

جب ساری بات بتادی آپکے دوست نے، تو مجھ سے پوچھ کے کیا کرنا، بس اپنی لڑکی کو میری جھولی میں ڈال دے

، یمان نے ڈھٹائی کے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا

شرم ہے یا نہیں تم میں یمان آفریدی، ابھی میں مرا نہیں کہ تم لوگوں نے اپنی من مرضیاں شروع کر دی، اغاجان نے کہا

اللہ نہ کرے آپکو کچھ ہو، یمان نے تڑپ کے آگے بڑھتے ہوئے اغاجان کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے کہا

ہٹھو دور ہو جاؤ میری نظروں سے، اغاجان نے کہا

آپ ہی تو کہتے ہو کہ پیٹھ دیکھنا بزدلوں کا کام ہے اور پھر یہاں تو میری محبت کی بات ہے، اس لڑکی میں آپکے پوتے کی سانسیں بستی ہے، اگر یہ آپ نے مجھ سے چھین لی تو سمجھے آپ کا پوتا مر جائیں گا، یمان نے اغاجان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

یمان کی آنکھوں میں ذل کیلئے محبت کی تڑپ دیکھ کے اغاجان نرم پڑے

اور آپ تو میرا ساتھ ضرور دے گئے آخر آپ نے بھی تو اپنی محبوبہ سے پسند کی شادی کی تھی، آخر میں یمان نے شرارت سے کہا

چل ہٹھو پیچھے اب مکھن نہ لگاؤ، اغاجان نے یمان کے سر پہ چھپت لگاتے ہوئے کہا

تو کیا میں ہاں سمجھو، یمان نے بتیسی نکالتے ہوئے پوچھا

ذل بیٹا ادھر آؤ، اغاجان نے یمان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ذل کو پاس بلایا

میں اپنی جان سے پیاری پوتی آج تمہارے حوالے کر رہا ہو، اگر اسے کوئی تکلیف ہوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا،

آغا جان نے ذل کا ہاتھ یمان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا

انکی بات سن کے اسے حیرت ہوئی

ایسے کیوں دیکھ رہے ہو میرے لیے تم لوگوں کی خوشی سے بڑھ کے کچھ نہیں، آغا جان نے یمان کو محبت سے دیکھتے ہوئے کہا

آغا جان آپ جانتے نہیں آپ نے مجھے زندگی کی سب سے بڑی خوشی دی ہے، اس نے شدت جذبات سے انہیں بھینچ لیا

یمان اور ذل کی منگنی کے ساتھ ہی میں نے ایک اور فیصلہ کیا ہے، آغا جان نے کہا سب آغا جان کے اوڑ دیکھ رہے تھے

میں چاہتا ہوں کہ یمان اور ذل کی منگنی کے ساتھ معاویہ اور مینے کی رخصتی بھی کر دی جائیں، انہوں نے کہا ہاے میرے پیارے آغا جان دل خوش کر دیا،

معاویہ نے آغا جان کو خوشی کے مارے بازوؤں کے حلقے میں لے کے گھماتے ہوئے کہا اوے شوئے انسان کیوں بھری جوانی میں مجھے مارنا چاہتے ہوں، آغا جان نے کہا

کون سی جوانی خدا کا خوف کریں آغا جان، کہی دوبارہ سے خود کو جوان کہہ کے معاویہ کے ساتھ گھوڑی چڑھنے کا ارادہ تو نہیں بنالیا،

دبیر نے آغا جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کھوتے کے پتر کیا ہوا اگر بال سفید ہو گئے، دل تو جوان ہے نہ، اور رہی گھوڑی چڑھنے کی بات تو تیری دادی نے مجھے کسی اور کی طرف دیکھنے لائق چھوڑا ہی نہیں،

آخر میں آغا جان نے ٹھندی آہ بھرتے ہوئے کہا

اگر آپ کو ٹھندی آہوں سے فرصت مل گئی ہو تو میری طرف دھیان دے دیں، یمان نے جلتے بجھتے کہا

بیٹا تو دھیان دینے کی چیز نہیں لیکن پھر بھی بول، دبیر نے یمان کو چھیڑاتے ہوئے کہا

مجھے بھی معاویہ کے ساتھ اپنی رخصتی چاہیے، یمان نے شوشہ چھوڑا

آپ کو میں نے کہا بھی تھا کہ اس دوغلے انسان کو میں نے اپنی بیٹی نہیں دینی، کچھ وقت پہلے تو رورو کے میری بیٹی کا

ہاتھ مانگ رہا تھا اور اب معاویہ کے ساتھ رخصتی چاہتا ہے واہ بھئی، ظہیر صاحب نے یمان کی ٹانگ کھنچتے ہوئے کہا

یار چاچو آپ بات کو گھمائے نہیں، یمان نے ظہیر صاحب کی جانب خفگی بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا

چلو بھئی سب اللہ کا نام لیکر معاویہ اور مینے کے ساتھ ساتھ ذمل اور یمان کی شادی کی بھی تیاریاں شروع کر دیں

، بچوں کی رخصتیاں اس مہینے کی ستائیس کو ہے، آغا جان نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

آغا جان کی بات سن کے یمان خوشی سے جھوم اٹھا

تھینکس میرے شو نا۔۔۔ بابو۔۔۔ جان، یمان نے آغا جان کے گال پہ پیار کرتے ہوئے کہا

چھپو رے انسان چھوڑ آغا جان کو، یہ ذمل نہیں ہے جو تو ان پہ اپنے پیار کی بارش کر رہا ہے، دبیر نے یمان کو آغا جان

سے دور کرتے ہوئے کہا

دبیر کی بات سن کے ذمل شرم کے مارے اندر بھاگ گئی،

لڑکیاں اتنے کم وقت کا سن کے

اپنی اپنی شوپنگ کارونارونے بیٹھ گئی، جبکہ باقی گھر کے بڑے بیٹھ کے شادی کے معاملات ڈسکس کر رہے تھے اس وقت آفریدی حویلی میں خوشی کی فضا تھی لیکن کون جانے کب یہ فضا ماتم میں بدلنے والی تھی دروازہ کھول کے وہ اندر داخل ہوا اور سر دسانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے بستر پہ گر پڑا اف بلس کرو میرے سامنے آنا، زمان نے جھنجھلا کے ماہ کو اپنے تصور میں پکارتے ہوئے کہا آج سارا دن وہ کام میں دھیان لگا نہیں پایا تھا، سارا دن وہ روئی روئی سرمئی آنکھیں اسکے سامنے آتی رہی، جس کی وجہ سے وہ کام پہ دھیان نہیں دے پایا اف کیوں میرا دھیان تم سے ہٹ نہیں پارہا، دور ہو جاؤ میری نظروں سے، تم میرے سامنے آؤ تو میں تمہارا گلہ دبا دوں چڑیل، زمان نے تنگ آ کے سر کو ہاتھوں میں گرائیں کہا زمان ریلکس ریلکس، زیادہ اس پاگل لڑکی کو سر پہ سوار کرنے کی ضرورت نہیں، یمان نے خود کو تسلی دیتے ہوئے کہا لیکن پھر سے اس کے دھیان کے سارے دھاگے اسی پہ جار کھتے تھے چڑیل، زمان نے سرگوشی کی سی آواز میں کہا اتنے میں یمان اندر داخل ہوا بھائی کیا ہوا، اتنا اندھیرا کیوں کر رکھا ہے، اس نے پردوں کو کھڑکیوں سے ہٹاتے ہوئے کہا

کچھ نہیں یار، تم کب آئیں، زمان نے بیٹھتے ہوئے کہا

میں تو ابھی آیا ہوں، لیکن یہ آپ نے کیا حالت بنائی ہوئی ہے، آپ کی طبیعت ٹھیک تو ہے نہ، ایمان نے اس کے ماتھے

پر ہاتھ رکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا

ٹھیک ہوں یار، مجھے کیا ہونا، اس نے کہا

تو پھر آپ کی آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہیں، ایمان نے تفتیشی افسر کی طرح پوچھا

تم تو پیچھے ہی پڑھ گئے ہو، زمان نے جھنجھلا کے کہا

اگر کچھ نہیں ہے تو پھر آنکھیں کیوں چھرا رہے ہوں آپ، ایمان نے پوچھا

کچھ نہیں یار، زمان نے کہا

بھائی اگر کوئی پریشانی ہے تو مجھ سے سن کر لیں، ایمان نے کہا

زمان سوچھ میں پڑھ گیا کہ وہ ایمان کو بتائیں یا نہیں

بھائی بھائیوں کی جان ہوا کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ وہ شخص بہت خوش نصیب ہوتا ہے، جسے بھائی جیسارشتہ میسر

ہوں،

آپ کو پتا ہے اللہ نے بھائی کا رشتہ کیوں بنایا ہے، تاکہ مشکل میں وہ آپ کی پریشانی کو کم کر سکے اور آپ کے کام آ

سکے، اسلیئے بتائیں کیا ہوا ہے، ایمان نے زمان کا ہاتھ ہاتھوں میں لیے کہا

تب زمان نے اس کو ماہ کے جنون کا بتایا، اور ساتھ ہی ساتھ اپنے رویے کا بھی

یار میں کیا کروں، دماغ خراب کر دیا ہے اس ایڈیٹ نے میرا،۔ زمان نے کہا

بھائی آپ اتنے سخت دل کیسے بن سکتے ہیں، ایمان نے حیرت سے پوچھا

میں اس سے پیار نہیں کرتا، میں تو خود اس مرض کا مریض ہو، میں نہیں چاہتا کہ وہ ان راہوں کی مسافر بنے، یار میں

اس کو اس تکلیف سے بچانا چاہتا ہو، زمان نے کہا

آپ سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں بھائی، آپ جانتے ہیں کہ ذنجبیل بچپن میں ہی دبیر کے نام منسوب کر دی گئی

تھی، اس نے زمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

جانتا ہوں لیکن اس دل کا کیا کرو یار، زمان نے تکلیف سے کہا

آپ کو ذنجبیل سے محبت نہیں ہے بھائی، آپ کو اس سے وقتی اٹرکیشن ہے، ایمان نے کہا

وہ میرے جینے کی وجہ ہے، زمان نے کہا

اگر وہ جینے کی وجہ ہے تو پھر ماہ کیلئے آپ کے دل میں درد کیوں اٹھ رہا ہے، ایمان نے پوچھا

کیوں کہ مجھے ماہ سے ہمدردی ہے، زمان نے کہا

درد اور ہمدردی میں بہت فرق ہوتا ہے بھائی،

ہمدردی تو کسی سے بھی کی جاسکتی ہے، وہ تو آپ ایک راہ چلتے مسافر سے بھی کر سکتے ہیں جسے آپ جانتے تک نہیں،

جبکہ درد ہمیں ان کیلئے ہوتا ہے جو یہاں بستے ہے، ایمان نے اس کے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

آپ کو ذنجبیل سے صرف وقتی کشش ہے اسکی معصومیت نے آپ کو اپنی جانب اٹریکٹ کیا ہے، جبکہ ماہ سے آپ

کو محبت ہے کیونکہ درد وہی اٹھتا ہے جہاں محبت ہوں، احساس ہو، اگر آپ اپنے اندر جھانک کے دیکھے تو آپ کے

دل کو ماہ کی محبت نے جھکڑا ہوا ہے،

میں تو کہتا ہوں کہ اگر کوئی عورت خود سے آپ کی طرف رجوع کرے تو آپ سے بڑھ کے کوئی خوش قسمت نہیں، کیونکہ عورت کبھی بھی محبت کا اظہار من پسند شخص کے علاوہ کسی سے نہیں کرتی، اس لیے اس شخص کو چاہیے کہ اگلے کو گرا سمجھ کے اس کی عزت نفس کو پیروں تلے روندنے سے اچھا ہے کہ آپ اس کی محبت کو قبول کر لیں، ہم مخلص کی تمنا تو کرتے ہیں لیکن جب قسمت ہمیں اس مخلص سے نوازتی ہے تو ہم اس کو خود سے اتنا دور کر دیتے ہیں کہ پھر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا، اس نے زمان کو سمجھاتے ہوئے کہا

آپ کو پتا ہے جب عورت کی انا پھوٹ لگتی ہے نہ تو وہ محبت میں سرچڑھے مرد کو بھی زمین پہ لا پھینکتی ہے، پھر چاہے اگلا مرے یا جیے، وہ پلٹ کے نہیں دیکھتی، اس لئے محبت کی ناقد ریں نہ کریں اس سے پہلے کہ وہ آپ سے روٹھ جائیں، یمان نے اس کے ہاتھ کو تھپتھپاتے ہوئے کہا،

اور اس کیلئے آگاہی کا در کھول کے چلا گیا،

"-دودھ میں شکر نہیں،

میرا کسی کے ساتھ چکر

نہیں، دبیر نے یمان کو دیکھتے ہوئے کہا

جب سے دبیر کو یمان کے قصے کا پتہ چلا تھا تب سے اس نے یمان کے ناک میں دم کر رکھا تھا

کیا مسئلہ ہے تمہارا، یمان نے دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

زیادہ کچھ نہیں، بس ایک عدد بیوی کی ضرورت ہے، اگر آپ نے یہ مسئلہ حل کر دیا تو آپ کا احسان ہو گا، دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے حسرت سے بھرپور لہجے میں کہا

تو کیا میں تمہیں رشتے کروانے والی ماسی نظر آتا ہوں، جو مجھے کہہ رہے ہو، یمان نے کہا

رشتے کرانے والی ماسی تو نہیں لیکن چکر چلانے والے تھڑکی ضرور نظر آتے ہو، دبیر نے یمان کا خون جلاتے ہوئے کہا

تو تجھے کس نے روکا ہے جا کہ تو بھی چلا، یمان نے کہا

ابھی میں آپکی طرح بے شرم نہیں ہوا، جو اپنے چکر چلاتا پھروں، دبیر نے بتیسی نکالتے ہوئے کہا

تو کتنا حیا دار ہے یہ تو ہم اچھی طرح جانتے ہیں، یمان نے جلتے بھنتے کہا

چلے چھوڑے ساری باتوں کو، لیکن سچ میں مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی کہ آپ اتنے چھپے رستم نکلے گئے،

میری ناک کے نیچے آپ محبت کی پیٹنگیں لڑاتے رہے اور کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی، ماننا پڑے گا بھی آپ کو،

دبیر نے معاویہ کے آگے سے بسکٹ اچھکتے ہوئے کہا جس پہ اسے معاویہ نے ایک گھوری سے نوازا

تجھے بتاتا تا کہ تو پورے شہر میں پوسٹر لگاتا پھرتا، یمان نے جل نے کہا

اب آپ کام پوسٹر لگانے والے کرتے ہوں تو مجھ جیسا نا چیز تو لگائیں گانہ،

اس نے آنکھ ونک کر کے یمان کا خون جلاتے ہوئے کہا

تیری تو، تو تو آج گیا میرے ہاتھوں بیٹا، اس سے پہلے کہ یمان اسکی بینڈ بجاتا دبیر وہاں سے بھاگ چکا تھا،

نجمہ بیگم لاؤنچ میں بیٹھی سوئیٹر بن رہی تھی کہ اتنے میں ذنجبیل دھندلاتی ہوئی ان کے سر پہ جا کھڑی ہوئی
تائی امی دبیر کہاں ہے، ذنجبیل نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ پوچھا

بیٹا سانس تو لے لو، نجمہ بیگم نے ماہ کو نرم لہجے میں ٹوکا

تائی امی سانس بھی لے لوں گی پہلے آپ بتائیں تو دبیر کہاں ہے، ماہ نے نجمہ بیگم کی بات کے جواب میں کہا
اپنے روم میں ہے، نجمہ بیگم نے کہا

نجمہ بیگم کی بات سن کے ذنجبیل دبیر کے کمرے کی طرف بڑھ گئی
ذنجبیل نے دھاڑ کے ساتھ دروازہ کھولا

کون جاہل ہے جسے دروازہ کھولنے کی بھی تمیز نہیں، دبیر نے ایک دم پیچھے موڑتے ہوئے کہا
تم نے تو جیسے گھول گھول کے پی ہے نہ، ذنجبیل نے آئینے کے سامنے کھڑے اپنے بال سنوارتے دبیر کو دیکھتے
ہوئے کہا

کیوں آئی ہو، دبیر نے ذنجبیل کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا
تمہارا دیدار کرنے، بڑے وقت سے تمہارا یہ تو بڑا دیکھنے کو نہیں ملا، اسلیے اس کو دیکھنے کی خواہش میں یہ کنیز آپ
کے در پہ پہنچ آئی، ذنجبیل نے ہونٹوں پہ طنزیہ مسکراہٹ سجائے کہا
اگر دیدار کر لیا ہو تو دروازہ سامنے ہے اپنی تشریف کا ٹوکرا اٹھائے چلتی بنو،

دبیر نے خود پہ بے دریغ پرفیوم کا استعمال کرتے ہوئے کہا
اس تشریف کے ٹوکرے میں تمہیں بھی بیٹھا کے لے جاؤ گئی،

ذنبیل نے دبیر کو ہاتھ سے کھینچتے ہوئے باہر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

اوائے چھوڑو مجھے، کہاں لے کے جا رہی ہوں، کوئی تو بچاؤ مجھے اس چڑیل سے، مجھ معصوم پہ رحم کروں، چھوڑو مجھے، دبیر مسلسل دہائیاں دے رہا تھا

کھینچی کی طرح چلتی اس زبان کو بند کروں اور میرے لیے امرود توڑو، ذنبیل نے دبیر کو امرود نے درخت کے نیچے کھڑے کرتے ہوئے کہا

کس خوشی میں، دبیر نے پوچھا

میرا دل کر رہا ہے اس خوشی میں، اب توڑو، ذنبیل نے کہا

ذنبیل کی بات کو ان سنا کرتے ہوئے دبیر ایک سائیڈ پہ کھڑا سگریٹ سلگا کے گہرے گہرے کش لینے لگا (گھر میں اسکی سگریٹ نوشی کا ذنبیل کے علاوہ کسی کو پتہ نہیں تھا جس کا وہ پورا پورا فائدہ اٹھاتی تھی)

اوائے سستے انسان، یہاں میں نے تمہیں سستانے کرنے کیلئے نہیں بھلایا، ذنبیل نے کھانستے ہوئے کہا تو کیا مہنگا نشہ کرنے کے لیے بھلایا ہے، دبیر نے گہرا کش لیتے ہوئے ہوا کے سپرد کر کے کہا

تم دو ٹکے کے انسان میرے لیے امرود توڑو، ذنبیل نے کہا

چار ٹکے کی عورت یہ چھ ٹکے کا امرود خود توڑو، دبیر کی بات سن نے ذنبیل کو آگ لگ گئی

اگر میں توڑ سکتی تو خود توڑ لیتی تم جیسے منحوس کو کبھی نہ کہتی، ذنبیل نے کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا تم تو ٹھہری بونی، تم کہاں یہ امرود توڑ سکتی ہو، دبیر نے آنکھوں میں شرارت لیے کہا

خبردار اگر مجھے بونی کہا، بونی ہو گئی تمہاری وہ بیوی، ذنبیل نے دبیر کو وارن کرتے ہوئے کہا

دیکھو بیوی تک نہیں جاؤ ورنہ، دبیر نے سنجیدگی سے کہا
ورنہ کیا کر لوں گئے، ذنجبیل نے میدان میں اترتے ہوئے کہا
زیادہ کچھ نہیں بس بونی تمہیں آمرود توڑ کے نہیں دوں گا، دبیر نے کندھے اچھکا کے بتیسی نکالتے ہوئے کہا
میں خود ہی توڑ لوں گئی، جاؤ ورنہ ہو، ذنجبیل نے اینٹوں کو ایک دوسرے پہ جوڑتے ہوئے کہا
بونی کہی ہڈی نہ ٹوٹ جائیں تمہاری، دھیان سے، اس نے چھلانگیں لگاتی ہوئی ذنجبیل سے کہا
دبیر کا کہنا تھا کہ ذنجبیل میڈم دھڑام کے ساتھ نیچے،
آہ مورے میری ٹانگ، ذنجبیل نے پاؤں کو پکڑ کے روتے ہوئے کہا
پاگل لڑکی یہ کیا کیا، چوٹ لگا بیٹھی، دیکھا پاؤں، دبیر نے ذنجبیل کے پاس بیٹھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا
آہ نہیں پلیز ہاتھ نہیں لگانا، اف مورے بہت درد ہو رہا ہے، ذنجبیل نے روتے ہوئے کہا
لگتا ہے موج آگئی ہے، دیکھنے تو دوں، دبیر نے پریشانی سے کہا
نہیں پلیز ہاتھ نہیں لگانا، بہت درد ہو رہا ہے دبیر، ذنجبیل نے روتے ہوئے کہا
وہ دیکھو تمہاری بلی اوپر سے چھلانگ لگا رہی ہے، دبیر نے ذنجبیل کا دھیان اوپر کی طرف کروایا
جیسے ہی ذنجبیل نے اوپر دیکھا دبیر نے ایک ہی جھٹکے کے ساتھ اس نے پاؤں کو موڑ ڈالا،
آہ مورے جاہل، بد تمیز، جلاد انسان میرا پاؤں توڑ ڈالا تم نے، تم تو ہو ہی میرے دشمن، ذنجبیل نے دھیائیاں دیتے
ہوئے کہا
او میڈم ہوش کی دنیا میں آؤ، اچھائی کا تو زمانہ ہی نہیں،

زرا چل کے دیکھو تمہاری یہ ایک ایک انچ کی ٹانگیں سہی سلامت ہے، دبیر نے ذنجبیل کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا
ذنجبیل نے چل کے دیکھا تو واقعی اس کا پاؤں ٹھیک تھا،
شکریہ بندر، ذنجبیل نے دبیر کے گال کھینچ کے بھاگتے ہوئے کہا
پاگل، دبیر نے ہنستے ہوئے کہا

ماہ کہاں ہو یار، مینے نے اندر دھاوا بولتے ہوئے پوچھا
لیکن جواب ندارد،

اس نے کمرے میں نگاہ دوڑائی تو ماہ اسکو کمبل میں دبکی سوئی نظر آئی
یار اٹھو، تم اس وقت سوئی پڑی ہوں، مینے نے ماہ کے اوپر سے کمبل کھینچتے ہوئے کہا
لیکن جیسے ہی ماہ کی نظر اس کے سرخ چہرے پر پڑی اس کے الفاظ بیچ میں ہی رہ گئے
کیا ہوا تم ٹھیک تو ہوں، مینے نے پریشانی سے استفسار کیا

ٹھیک ہوں یار، ماہ نے بیٹھتے ہوئے نقاہت سے کہا
تو پھر باہر کیوں نہیں آرہی، گھر میں شادی کے ہنگامے شروع ہے اور تم اندر دبکی بیٹھی ہوں، کیا کسی نے کچھ کہا
ہے، مینے نے پوچھا

یار بس ایسے ہی فیور فیل ہو رہا ہے، کسی نے کچھ نہیں کہا،
ماہ نے مینے کو تسلی دیتے ہوئے کہا، لیکن مینے مطمئن نہ ہوئی

کیا زمان لالانے کچھ کہا ہے، مینے نے اندازہ لگاتے ہوئے ایک دم پوچھا

اس ستمگر کا نام سنتے ہی اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

ماہ کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے، مینے نے ماہ کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا

میں تھک گئی ہوں اس کی بے رخی سہتے سہتے مینے، وہ جانتا ہے میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتی، پھر بھی وہ مجھے بے رخی

کی موت مار رہا ہے،

ماہ نے بہتے آنسوؤں کے بیچ کہا

بھول جاؤ ماہ اسکو، کیوں ایک ایسے انسان کیلئے خود کو تکلیف دے رہی ہوں جسے تمہاری پروا تک نہیں، جسے

تمہارے پیار کی قدر تک نہیں، مینے نے کہا

میری روح میں بسا ہوا ہے وہ، اسکی محبت کے دائرے میں ایسی قید ہوئی ہوں کہ اب تا عمر اس دائرے سے نہیں

نکل سکوں گئی، اسکی کمی مجھے ہر سانس کے ساتھ آزماتی ہے، وہ جنون بن چکا ہے میرا، کیسے بھول جاؤ، اس نے سسکتے

ہوئے کہا

تو پھر چھوڑ دوں اسکو اسکے حال پہ، اگر قسمت میں ہو تو کوئی اسے تم سے نہیں چھین سکتا، جس حسین تارے کی

تمہیں چاہ ہے اگر وہ تمہیں نہ مل سکا تو آسمان پہ چاند بھی تو ہے نہ، کیا پتہ تمہاری قسمت میں چاند لکھ دیا گیا

ہوں، مینے نے ماہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

دل کو کسی چاند کی چاہ نہیں ہوتی مینے، اسکو تو وہی چاہیے جو اس میں بس گیا ہوں، میں کیا کرو ایسا جو وہ میرا ہو جائے، میں نے تو اس سے محبت کی بھیک تک مانگی ہے، اسکو میرے آنسو میرے درد میری تکلیف کیوں نظر نہیں آتی، ماہ نے ہچکیاں بھرتے ہوئے کہا

وہی لکھتا ہے ہر انسان کی تقدیر، کچھ چیزیں نصیب میں نہیں لکھی ہوتی، وہ کچھ وقت کیلئے آپ کی زندگی میں آتو جاتی ہے، لیکن وہ چلی بھی جاتی ہے، اسلیے اللہ سے بہتری کی دعا کرو، کیونکہ ہم اس کی کن کے محتاج ہے، "اللہ فرماتا ہے صبر کروں، میں انقریب تمہیں اس سے نوازوگا، جس کی تمہیں چاہ ہے"، مینے ماہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا

مج-- مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میرا صبر-- صبر آ-- آہستہ آ-- آہستہ د-- دم توڑ-- ر رہا ہے، ماہ نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں سسکتے ہوئے کہا

بس چھپ ر ب کی ذات پہ توکل رکھو، وہ سب ٹھیک کر دے گا، شہاباش، چلو اب اٹھو، سب شوپنگ کیلئے جارہے ہیں، جلدی سے تیار ہو کہ نیچے پہنچو، مینے ماہ کے آنسو صاف کر کے کھڑے کرتے ہوئے کہا

کب سے موبائل کی گھنٹی بج رہی تھی لیکن دبیر گدھے گھوڑے بیچ کے سویا ہوا تھا
ٹن-- ٹن-- موبائل کی مسلسل بجھتی ٹون سے تنگ آ کے دبیر نے کان پہ تکیہ رکھ لیا
لیکن کال کرنے والا بھی انتہا کا ڈھیٹ ثابت ہوا

افس یہ کون صبح صبح پاگل ہو گیا ہے، دبیر نے موبائل کو ٹھٹھولتے ہوئے ادھر ادھر ہاتھ مارا، کون ہے، کس کو موت پڑی ہے، اگر کوئی کال نہیں اٹھا رہا تو سمجھ جاؤ نہ کہ اگلا بڑی ہے، دبیر نے موبائل کو کان سے لگاتے ہوئے چھیڑ پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا

کیا ہو گیا ہے دبیر، میں ہوں، ذویانے کہا

صبح صبح کیا موت پڑی ہے تمہیں، جو کال پہ کال کرے جارہی ہوں،

دبیر نے ہنوز بگڑے لہجے میں کہا

کب سے تمہارا ویٹ کر رہی ہوں، کہاں ہو تم، ذویانے تیز لہجے میں کہا

تو میں نے کہا تھا کہ ویٹ کروں، دبیر نے بے زار لہجے میں کہا

دبیر وٹ پر و بلم و دیو، ذویانے کہا

یار ذویا صبح صبح میرا موڈ خراب کرنے کی ضرورت نہیں، اب دوبارہ کال نہیں کرنا، صبح صبح نیند کی ماں بہن ایک کر دی،

دبیر نے جھڑکتے ہوئے کال بند کر دی،

جبکہ ذویا پیچھے تلملا کے رہ گئی

ذیل مینے یہ والا ڈریس دیکھو، ماہ نے دونوں کی توجہ ڈریس کی طرف کرواتا

وہ سب اس وقت شاپنگ مال میں برائیڈل بوتیک پر موجود تھے، جہاں وہ لوگ آج شادی کی شوپنگ کرنے آئے تھے

ماہ نے ایک بہت خوبصورت سے پنک کلر کے فراک کی جانب اشارہ کرتے ان دونوں کو مخاطب کیا تھا۔
ہے تو خوبصورت۔۔ لیکن بارات کے دن ذمل کو میں ڈارک کلر میں دیکھنا چاہتا ہوں، باقی اگر مینے کو پسند آگیا ہے تو وہ لے لیں،

گہری پر تپش نظروں سے ذمل کی جانب دیکھتے ایمان نے کہا۔۔

اسکی بات پر وہ سرخ ہوتی خود میں سمٹ سی گئی تھی

واہ بھی بندہ اتنا جی دار ہو، کہ سرے عام لڑکی کے بھائیوں کے سامنے اپنے ارمانوں کا تذکرہ کر سکے، معاویہ نے ایمان کو چھیڑتے ہوئے کہا

ہاں بھی تو شادی ایک ہی بار کرتے ہیں لوگ، اب اس پہ دلہن دولہے کے پسندیدہ جوڑے میں نہ ہو تو کیا فائدہ، ایمان نے کہا

ایمان کی بات سن کے سب لمبی اوہ کی،

جبکہ ذمل بیچاری ایمان کی بے باکی پہ سرخ پڑھ گئی

آپ کچھ اچھے اچھے ڈارک کلرز کے لہنگے دیکھاے، ایمان نے سلیز گرل سے کہا

۔ سلیز گرل نے انکے آگے کپڑوں کے ڈھیر لگا دئے تھے۔۔ لیکن اسے کچھ بھی ذمل کے لئے پسند نہیں آ رہا تھا۔

سب خاموشی کے ساتھ کھڑے اسکی کاروائی دیکھ رہے تھے

”اوہ مجنوں کی اولاد تو اپنی لیلہ کو سنبھال، میں گیا اپنی محبوبہ کو لے کے، کیونکہ آج کی تاریخ میں تمہیں کچھ پسند آنے سے تو رہا، معاویہ نے مینے کا ہاتھ پکڑ کے واک آؤٹ کرتے ہوئے کہا

یمان بھائی میری تو ہمت نے اب جواب دے دیا ہے۔۔ میں بہت تھک گئی ہوں۔۔ ابھی تو میری اور ماہ آپنی کی بھی شوپنگ رہتی ہے۔۔ آپ پتہ نہیں آپنی کے لئے کس طرح کے ڈریس چاہ رہے ہیں

ذنجبیل نے بے بسی سے یمان کی جانب دیکھتے کہا جو تین چار جوڑے ہاتھوں میں لئے انھیں ایک ایک کے ذمل پر لگا کر سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔

جبکہ ذمل سرخ چہرہ لئے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

بھائی آپ ایسا کرے ان دونوں کو لے جا کر انکو شوپنگ کروائیں تب تک میں اور ذمل بھی اپنی شوپنگ پوری کر کے آپ سے ملتے ہیں، اس نے زمان کو کہا

چلو یہ ٹھیک رہے گا، پھر ملتے ہیں، زمان نے یمان کی بات سے متفق ہو کے کہا

ذنجبیل اور ماہ کپڑوں کی ایک دوکان کی طرف بڑھ گئی، جہاں ہر طرف رنگ برنگے خوبصورت شادی بیاہ کے کپڑے موجود تھے،

وہ دونوں ایک ایک کر کے ڈریس دیکھ رہی تھی، کہ ذنجبیل کو دور سے ایک بلیک کلر کی فراک نظر آئی

آپنی میں اس فراک کو دیکھتی ہوں، تب تک آپ اپنے لیے ڈریس سلیکٹ کر لیں، ذنجبیل ماہ کو کہتے ہوئے آگے بڑھ گئی

زمان نے ماہ کو دیکھا جو ایک ڈارک بلیو کلر کی لمبی فراک دیکھ رہی تھی، زمان نے اپنے تصور میں ماہ کو وہ فراک پہنتے سوچا تو اس کا دل سرشار ہو گیا

یہ کلر تم پہ کافی سوٹ کرے گا، زمان نے اس کو پیچھے سے کہا
تم سے کسی نے پوچھا ہے، ماہ نے بگھڑتے ہوئے کہا

کسی کو پوچھنے کی ضرورت کیا، ظاہر سی بات ہے جو ڈریس میں تمہارے لیے سلیکٹ کروں گا تم وہی پہنو گئی،
زمان نے ماہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

اور تمہیں یہ خوش فہمی کیوں لاحق ہے کہ میں تمہارا پسند کیا ہوا ڈریس پہنو گئی، ماہ نے ماتھے پہ بل سجائے کہا
میں نے سنا ہے کہ جس سے محبت ہو، انسان اسی کی خوشی کا سب کرتا ہے، اب میری خوشی اس میں ہے کہ تم یہ
ڈریس پہنو، زمان نے آنکھوں میں تپش لیے کہا،

اسکی بات سن کے ماہ کو آگ لگی

اپنے ذہن سے اس خوش فہمی کو جتنا جلدی نکال سکتے ہوں تو نکال لو، کیونکہ میں تم سے محبت نہیں کرتی، ماہ نے خود
پہ ضبط کے گہرے پہرے بٹھائے کہا

ریلی، زمان نے ایک آبرو اچھکائے طنزیہ لہجے میں پوچھا

تم اپنے کام سے کام رکھو سمجھے، ماہ نے تیز لہجے میں کہا

اپنے کام سے ہی تو کام رکھ رہا ہوں، زمان نے کہا

ایسکیوز می، زمان نے سلیز گرل سے کہا

جی، سیلز گرل نے کہا

آپ یہ ڈریس پیک کر دیجیے، اس نے ڈریس سیل گرل کو پکڑاتے ہوئے کہا
نہیں آپ اس ڈریس کو پیک کرے، ماہ نے دوسرا ڈریس آگے بڑھاتے ہوئے کہا
میم جو سر کہہ رہے ہیں وہی لے لیجئے،

کیوں، ماہ نے پوچھا

کیونکہ یہاں ساری بیویاں اپنے شوہر کی پسند کے ہی ڈریس لیتی ہے،

بیوی نہیں ہوں میں انکی اور تم اپنے کام سے کام رکھو جاؤ اور اس ڈریس کو پیک کرو، ماہ نے سیل گرل کو چھڑاتے
ہوئے کہا

سوری اکیچلی میری ہونے والی وائف کی طبیعت ٹھیک نہیں، اسلیے وہ غصے میں ہے، آپ جا کہ یہ ڈریس پیک کر دیجیے
، زمان نے سیل گرل کو ڈریس پکڑاتے ہوئے ہونے والی وائف پہ زور دیتے ہوئے کہا
اٹس اوکے سر کوئی بات نہیں،

اس بکو اس کا مطلب، ماہ نے زمان کی طرف موڑتے ہوئے کہا

کون سے بکو اس، زمان نے انجان بنتے ہوئے کہا

یہی جو ابھی کی ہے، ماہ نے کہا

بکواس تو نہیں تھی، دیکھو تم مجھ سے پیار کرتی ہو، تو میں نے سوچا تمہارا دل توڑنے سے اچھا ہے میں تم سے شادی کر لوں، ہاں اگر بعد میں مجھے کسی اور سے محبت ہو گئی تو میں اس سے بھی دوسری شادی کر لوں گا، ذمان نے آنکھوں میں شرارت لیے کہا

شٹ اپ ذمان آفریدی، ماہ نے غراتے ہوئے کہا

چلو اچھا مجھے بھی تم سے محبت ہے، اب تو کروں گی نہ، ذمان نے صاف چھیڑا نے والے انداز میں کہا تمہاری سو کا لڈ محبت کی مجھے ضرورت نہیں، ہسٹو آگے سے، ماہ نے کہا

مزاق ایک طرف، لیکن واقعی مجھے تمہاری محبت کا احساس ہو چکا ہے، تمہارے جنون نے مجھے تم سے محبت پہ مجبور کر دیا ہے، کیا تم میری پچھلی نادانیوں کو بھلا کے ہمیشہ کیلئے میرا ہاتھ تھا مو گئی، ذمان نے آنکھوں میں محبت لیے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا (اگر اس وقت یمان ہوتا تو بے ہوش ہو جاتا ذمان کو شوپنگ مال میں محبت کا اظہار کرتے دیکھ کے، کیونکہ اس بے چارے نے ہزاروں طریقے دیکھائے تھے ماہ کو منانے کے لیکن ذمان نے ان سب پہ پانی پھیڑ دیا تھا)

جب میں نے اپنے دل کے کواڑ تمہارے لیے بند کر دیے تب تمہیں میری محبت یاد آئی، جب ایک زخمی پرندے کی طرح میں تمہارے آگے پڑ پڑائی تھی تب تمہیں رحم آیا تھا مجھ پہ، اب تم میرے آگے گڑ گڑاؤ یا کچھ بھی کرو، میرے دل میں تمہاری محبت دم توڑ چکی ہے، تمہاری محبت کو دل کے کسی حصے میں منوں مٹی تلے دفن کر دیا ہے میں نے، مجھے اب کبھی تمہاری اس کھوکھلی محبت پہ یقین نہیں انا، ماہ نے بھرائے لہجے میں کہا

مانتا ہو تکلیف دی ہے تمہیں لیکن اب اس تکلیف کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں، ایک موقع تو دے کر دیکھو، زمان نے ماہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

تم صرف درد دینا جانتے ہوں، اس لیے اذالے کی باتیں تمہارے منہ سے اچھی نہیں لگتی، ماہ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

ماہ بات تو سنو، زمان نے ماہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

تمہاری ہمت کیسی ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی، ماہ نے غراتے ہوئے کہا

ماہ کی تیز آواز سے بہت سے لوگوں نے ان دونوں کی طرف دیکھا

ہٹو آگے سے، ماہ نے غصے سے کہا

کیا ہوا سب ٹھیک ہے، اسی اثنا میں دبیر نے وہاں آتے ہوئے پوچھا

ہمم ٹھیک ہے سب، تم یہاں کیسے، زمان نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا

میں یہاں دوستوں کے ساتھ شوپنگ کیلئے آیا تھا، کہ ذنجبیل کو دیکھا، اس نے کہا کہ تم لوگ شوپنگ کیلئے آئے

ہوں تو میں نے سوچا تم لوگوں کو جوائن کر لو، دبیر نے کہا

اچھا، چلو آؤ چلتے ہیں ہماری شوپنگ ہو چکی، زمان نے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

کاؤنٹر پہ بل پے کر کے وہ لوگ باہر کی طرف بڑھ گئے

دو گھنٹے میں آدھی سے زیادہ بوتیک دیکھ لینے کے بعد بھی آخر کا اسے ذمل کے لئے بارات کاڈریس پسند آگیا تھا۔

ڈارک ریڈ اور گرین کلر کا بہت خوبصورت سالہنگا تھا۔ جس کے گلے اور آستین پر بھاری کام ہوا ہوا تھا
شکر آپ کو کچھ تو پسند آیا، ذل نے شکر کا کلمہ ادا کرتے ہوئے کہا
اتنے میں معاویہ اور مینے بھی شوپنگ کر کے آگئے تھے، مینے نے معاویہ کی پسند کا مہرون کلر کا پاؤں کو چھوتا
خوبصورت فراک لیا تھا

اف، اب تو میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں
مینے نے دہائی دیتے ہوئے کہا
تو چلو پھر کچھ کھاتے ہیں ایسا کروں تم لوگ زمان کو کال کروں کہ ہوٹل پہنچے تب تک میں پے کر کے آتا
ہوں، یمان نے معاویہ سے کہا

اس وقت وہ سب شہر کے مشہور ہوٹل میں بیٹھے لپچ کر رہے تھے
ظالموں تم لوگوں کے مزے ہے، ہم بے چارے تو ترسنے کے لئے رہ گئے ہیں،
دبیر نے ٹھندی آہ بھرتے ہوئے کہا
بیٹا جس طرح کے تیرے کام ہے کسی نے تجھے اپنی بیٹی نہیں دینا، ساری عمر ترستا ہی رہے گا، یمان نے کہا
او بیٹا لڑکیاں مرتی ہے مجھ پہ، لیکن میں ہی ان کو بھاؤ نہیں دیتا، اور تجھے تو میں پوری چار شادیاں کر کے دکھاؤ گا،
دبیر نے یمان کی طرف دیکھ کے کالرا کھڑاتے ہوئے چار کا اشارہ کرتے ہوئے کہا
یہ منہ اور مسور کی دال، شکل تو تمہاری ایک بیوی والی بھی نہیں ہے۔۔ اور صاحب چلے چار شادیاں کرنے۔۔

اسکی بات پر ذنجیل نے ناک سیڑتے کہا تھا، ذنجیل کی بات سن کے سب کا قہقہہ گونجا جو کہ جلتی پہ تیل والا کام کر گیا

خبردار گستاخ جو میری شان میں گستاخی کی۔۔ اپنی شکل دیکھی ہے بونی۔۔ زمین پہ چلتے ہوئے نظر آتی نہیں خود۔۔
-- بڑی آئی میری شکل پہ تبصرہ کرنے والی ---

اسکی بات کے جواب میں اس نے ذنجیل کے قد پہ طنز کرتے کہا تھا۔۔
اتنے برے دن نہیں آئے میرے کہ تمہارے اس تو بڑے پہ تبصرے کرتی پھیرو
آگے بھی ذنجیل تھی، وہ کہاں کسی کی سننے والی تھی۔۔

تم بونی----

دبیر بس کرو۔۔ چھوٹی ہے وہ تم سے۔۔ اب آواز نا آئے۔۔ تمہاری۔۔
اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی زمان نے سنجیدہ سے انداز میں اسے گھڑکا

اس جھگڑالو، بد تمیز، بد تہذیب، گستاخ لڑکی کی باتیں نہیں سنی کیا آپ نے زمان لالا، جو مجھے کہہ رہے ہیں
خونخوار نظروں سے ذنجیل کی جانب دیکھتے دبیر نے اپنی صفائی دی تھی

"میں لڑ رہی تھی تم سے جھوٹے انسان، یہ جھوٹ کہی اور جا کہ بولنا جہاں تمہیں کوئی جانتا نہ ہوں،
یہ جھوٹ کہ رہا ہے زمان لالا، اس نے لڑائی شروع کی تھی، بیوی کے لئے ترسا ہوا شخص
اس پر طنز کے تیر برساتے ذنجیل نے کہا
تم چڑیل کہی کی۔۔

اب تم دونوں کی آواز آئی تو اٹھا کہ ہوٹل سے باہر پھینکو ادوں گا،
یمان نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا
یمان کی بات سن کے دونوں کھانے کے طرف متوجہ ہوئے کیونکہ کوئی شک نہیں تھا کہ ہاں دونوں کو پھینکو ادیتا۔

گھر میں شادی کی تیاریاں زور شور سے جاری تھی، دو دن بعد نکاح کی تقریب تھی، جس کیلئے ابھی سے دور دراز کے
مہمان آنا شروع ہو گئے تھے،

مجھے ساجن کے گھر جانا ہے
مجھے ساجن کے گھر جانا ہے

دبیر زور شور سے ڈھولکی بجاتے لہک لہک کر گارہا تھا، دو دنوں سے یہ دبیر کا پسندیدہ مشغلہ تھا، شام ہوتے ہی وہ ڈھولکی لے کر بیٹھ جاتا اور اپنی سڑی ہوئی آواز سے گھر میں خوب رونق لگاتا

سب اس وقت لاؤنچ میں موجود فرش پر کشن رکھے بیٹھے تھے، درمیان میں دبیر ڈھولکی سمیت مختلف چیزوں کے ساتھ بیٹھا تھا

ساتھ ہی کشن پریمان کے ساتھ معاویہ، ارمان بیٹھا اس کی باتوں سے محفوظ ہو رہے تھے

ان سے کچھ فاصلے پر زمان پیر پھیلائے بیٹھا باظاہر تو موبائل میں مصروف تھا لیکن کب سے وہ ماہ کو بے باکی گھورے جارہا تھا، اسکی نظروں سے کنفیوز ماہ سب کے سامنے ہونے کی وجہ سے صبر کا گھونٹ پی کے رہ گئی تھی

مینے اور ذمل کو ابھی سے مایوں بیٹھا دیا گیا تھا

ہو ہو ہو۔۔۔ آ آ آ آ آ۔۔۔ او او او

وہ ایک ہاتھ کان پر رکھے دوسرے ہاتھ کو ہوا میں لہراتا بھابھا کی آواز میں بہت بے تکاسا کوئی راگ الاپ رہا تھا،

"اوزمانہ اوصاف کے مالک خدا کا واسطہ رحم کر ہمارے کانوں پہ۔"

اپنے کانوں سے من من کی روئیں نکال کر یمان نے بے بسی سے کہا تھا۔ دونوں کانوں میں کافی مقدار میں روئی ہونے کے باوجود بھی دبیر کی بے سری آواز با آسانی پہنچ رہی تھی۔

"میرے شود و اوہ سوری سوری میرے بھائیو پلس بہنوں کی شادی ہے۔ میں تو اپنے سارے ارمان نکالونگا"

یمان کو آنکھیں نکالے دیکھ کے اپنے لفظوں کو درست کرتے اس کی بات کو خاطر میں لائے بغیر اپنا کام جاری رکھا

"اپنے ارمانوں کے ساتھ کیا ہمارا جنازہ بھی نکالنا ہے"

کب سے خاموش بیٹھی زنجبیل نے آنکھیں سکیڑ کر دبیر کی جانب دیکھ کے کہا

چڑیلوں کے جنازے اتنی جلدی نہیں نکلتے،

کن آنکھیوں سے زنجبیل کا چہرہ دیکھتے اس نے زور شور سے گاتے ہوئے کہا

"تم۔۔ ذلیل انسان تم نے مجھے چڑیل کہا، خود کیا ہوں لمبو کہی کے"

کہنے کے ساتھ ہی گود میں رکھا کشن وہ اس کے منہ پر مار چکی تھی، جو سیدھا نشانے پر لگا تھا

کشن اپنی پوری شان کے ساتھ اسکی منہ کو سلام دے چکا تھا

ہا ہا ہا اتنے خوبصورت سروں سے بھرے گانے پہ بیٹا تو اپنی شکل کی طرح گندے پیاز، ٹماٹر ڈیزرو کرتا تھا لیکن پھر بھی ہماری کڑی نے تیری ڈینڈے جیسے شکل دیکھ کے رعایت بھرتی،

دبیر کی رونے والی شکل دیکھ کے معاویہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

بونی اللہ کرے تجھے گریس گیل جیسا شوہر ملے،
دبیر نے باقاعدہ عورتوں کی طرح ہاتھ نچانچا کے دہائی دیتے ہوئے کہا

تمہارے منہ میں خاک، اللہ کرے تمہیں چار سائڈ جتنی موٹی موٹی بیویاں ملے جو تمہیں فٹبال کی طرح ایک پورشن سے دوسرے پورشن میں پھینکے،

ذنجیل اسے بد دعائیں دیتے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی

ہائے جہاں ایک نہیں مل رہی وہی بونی نے چار چار کی دعائیں دے ڈالی، اللہ تمہارا منہ مبارک کرے

دبیر نے ذنجیل کی بات پہ جلدی سے امین کہا
نادیدہ انسان اسکا کچھ نہیں ہو سکتا، ایمان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

رات کے اس پہر اس کو کافی کی طلب کچن تک کھینچ لائی تھی، لیکن آگے وہ پیروں کو چھوتی لمبی کالی فراق ذیب تن
کیے، بالوں کی ڈھیلی سی چھٹیاں کیے جس کی کچھ لٹیں گالوں کے اطراف میں اٹھکیلیاں کر رہی تھی، اسکا دل دھڑکا
گئی،

وہ ہلکاسہ گلا کھنکھار کے اندر داخل ہوا، اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ کھڑا تھا، ایک
غلط نظر اس پہ ڈالے وہ اپنے لیے کافی بنانے لگی

مجھے بھی کافی چاہیے، زمان نے اس کے حسین چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا

ماہ اسکی بات کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے کافی بنانے میں محو تھی

کچھ کہہ رہا ہوں تم سے میں، ذمان نے اس کے نزدیک جا کہ کہا،

ذمان کی اتنی سی نزدیکی پہ اسکا چہرہ لہو جھلکانے لگا، لیکن جلد ہی اپنی حالت پہ قابو پاتے ہوئے اس نے روکھے لہجے میں کہا

ملازمہ نہیں ہو تمہاری، خود بنالوں

ملازمہ نہیں ہوں لیکن ہونے والی بیوی تو ہونہ، ذمان نے ایک لب کو دانتوں میں دبائے کہا

لسن مسٹر ذمان آفریدی یہ اپنا ٹائم کسی اور پہ پاس کروں، میرے ساتھ فضول میں بکواس کرنے کی ضرورت نہیں، ماہ نے ذمان کی جانب شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا

لوگ بیویوں کے ساتھ تو بہت کچھ کرتے ہیں، میں نے تو صرف بقول تمہارے بکواس کی ہے، ذمان نے ماہ کی اسی انگلی کو پکڑتے ہوئے کہا

تم---

چلو اب کافی بناؤ زیادہ تیور دیکھانے کی ضرورت نہیں، ذمان نے اسکی بات کو بیچ میں ہی کاٹتے ہوئے کہا

خود بنا لوں، ماہ نے رکھائی سے کہا

کافی تو تم ہی بناؤ گی چاہے تمہاری مرضی ہو یہ ناہو، ذمان نے کہا

میں بھی دیکھتی ہوں تم مجھ سے کس طرح کافی بنواتے ہو، ماہ نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے نفرت سے کہا

ان آنکھوں میں آج کے بعد اگر میں نے اپنے لیے نفرت دیکھی، تو تمہاری جان لینے سے گریز نہیں کروں گا، ان آنکھوں میں ذمان آفریدی کیلئے صرف محبت ہونی چاہیے، سمجھی،

اس نے ماہ کے بازو کو دبوچتے غراتے ہوئے کہا

چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے، ماہ نے نم خوفزدہ آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اسکی آنکھوں میں تیرے آنسوؤں کو دیکھ کے زمان کچھ نرم پڑھا

چلو اب کافی بناؤ، زمان نے کہا

میں نہیں بناؤ گئی، ماہ نے اپنے بازو کو مسلتے ہوئے کہا

اچھا تو تم کافی نہیں بناؤ گئی، زمان نے ماہ کی طرف آہستہ آہستہ بڑھتے ہوئے کہا

نہیں، ماہ نے کہا

جان من کافی تو تم خود اپنے ان نازک ہاتھوں سے بنا کے مجھے دوں گی،
زمان نے ماہ کے ہاتھ کو ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کہا

چھوڑو میرا ہاتھ، ماہ نے کہا

یہ نشیلی آنکھیں، یہ گنیں پلکیں، یہ گال، یہ گلاب کی مانند ہونٹ اور اوپر سے رات کی تنہائی اف ف مجھ سے کہہ رہی
ہے کہ، اس نے باری باری چہرے کے ایک ایک نقوش کو چھوتے ہوئے معنی خیزی سے بات اُدھوری چھوڑ دی

ک--کہ، اس نے لرزتی آواز پوچھا

کہ---ذمان نے اس پہ مزید جھکتے ہوئے کہا

ہٹ--ہٹھومی--میں بنا کہ--کے د--دیتی ہو، اس نے ذمان کی لودیتی آنکھوں سے خوفزدہ ہو کہ اسکو پیچھے کرتے ہوئے کانپتی آواز میں کہا

گڈیہ ہوئی نہ بات، ذمان نے اس کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا

مرتی کیا نہ کرتی کے تحت اس نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے کافی بنا شروع کی،

تم باہر جاؤ، اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا

کیوں، ذمان نے پوچھا

تم مجھے ایسے دیکھ رہے ہوں مجھ سے کافی نہیں بن پارہی، موٹی موٹی آنکھوں میں آنسو لیے ایک ہونٹ باہر نکال کے اس نے معصومیت سے کہا، جبکہ ماہ کی اس حرکت پہ ذمان پہلو بدل کے رہ گیا

کیسے دیکھ رہا ہوں، ذمان نے آنکھوں میں شرارت لیے پوچھا

ایسے جیسے دیکھ رہے ہوں، آنسوں بھرے لہجے میں کہا

چلو نہیں دیکھ رہا، تم بناؤ، ذمان نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے کہا

اس نے کانپتے ہاتھوں سے کافی بنا کے اس کے سامنے رکھی اور بھاگنے کے سے انداز میں نکلنے لگی کہ ذمان کی آواز نے اسے روک لیا

روکو ادھر آؤ، ذمان نے کہا

لیکن وہ وہی ساکت کھڑی رہی

اگر میں وہاں آیا تو اچھا نہیں ہو گا تمہاری اس نازک سی جان کیلئے اس لیے اچھے بچوں کی طرح آؤ، اس نے وہی بیٹھے حکم دیتے ہوئے کہا

مرتی کیا نہ کرتی، وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کچھ فاصلے پہ آ کہ روک گئی

پیو، اس نے اٹھتے ہوئے کافی کا مگ اس کے ہونٹوں کے نزدیک لے جا کہ کہا

جبکہ وہ آنکھیں نکالے اسے دیکھنے لگی

پیو جان من، زمان نے کافی کا مگ اس کے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے جزبات سے بھرپور لہجے میں کہا

اس نے ڈرتے ڈرتے کافی کا ایک گھونٹ بھرا

ھھھم، اب ٹھیک ہے، اس نے اسی جگہ جہاں

ماہ نے ہونٹ لگائے تھے وہی ہونٹ رکھ کے کافی کا گھونٹ بھر کے کہا

جبکہ وہ زمان کی اس حرکت سے شرم کے مارے پانی پانی ہو گئی، اور اسکا چہرہ لہو جھلکانے کی حد تک سرخ پڑھ گیا،

ماہ نے اسکو سائیڈ پہ دھکے دیتے ہوئے باہر جانب دوڑ لگا دی،

اس وقت آفریدی حویلی میں

ہر طرف گہما گہمی تھی،

ہر کوئی مہندی کی تیاریاں کر رہا تھا

آفریدی حویلی کے بڑے سے لان کو پھولوں سے سجایا گیا تھا، درختوں کے درمیان لڑیوں سے سجاوٹ کی گئی تھی جو رات کے وقت ایک ہی الگ ہی سماں باندھ رہی تھی

بس کروں ذنجبیل اور کتنا لپٹا تو پی کرنی ہے میرے منہ پہ، ذمل نے جھنجھلاتے ہوئے کہا

آپی بس ہو گیا صرف یہ ایک پھول لگانا رہ گیا ہے، ذنجبیل نے ذمل کو تسلی دیتے ہوئے کہا

پرفیکٹ، ذنجبیل نے ذمل کا رخ آئینے کے طرف کرتے ہوئے کہا

اور نچ کلر کی خوبصورت فراق جس پر گولڈن کام ہوا تھا، کانوں میں گلاب کے پھولوں کی ایئر رنگ اور ماتھے پہ بندیا لگائے، میک آپ کے نام پہ ہلکی پنک لپ اسٹک لگائے وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی

ماشاء اللہ کتنی پیاری لگ رہی ہوں، مینے نے ماہ کی بلائیں لیتے ہوئے کہا

مینے بھی سیلے کلر کی فراق ذیب تن کیے پھولوں کی جیولری پہنے ہونٹوں کو پنک لپ اسٹک سے رنگے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی

تم بھی بہت اچھی لگ رہی ہوں، ذل نے مینے کو قریب کرتے ہوئے کہا

اور میں کیسی لگ رہی ہوں، بس اپنی ہی تعریف کیے جا رہی ہو آپ دونوں، ذنجبیل نے روٹھے روٹھے لہجے میں کہا

یلو کلر کا شرارہ پہنے بالوں کا آگے سے ٹوسٹ بنائے پیچھے سے گرل کر کے کھلا چھوڑا گیا تھا نیچ میں بندیا لگائے وہ خطرناک حد تک پیاری لگ رہی تھی

میری جان تمہاری تعریف کرنے کیلئے لفظ نہیں، اتنی پیاری لگ رہی ہوں، مینے ذنجبیل کو نظر کاٹیکا لگاتے ہوئے کہا

سچی، ذنجبیل نے پوچھا

مچی، ذمل نے ذنجبیل کی تھوڑی پکڑ کے ہنستے ہوئے کہا

اتنے میں ماہ اندر داخل ہوئی جس نے سیم ذنجبیل کی سی ڈرینگ کی ہوئی تھی اور وہ بھی بہت اچھی لگ رہی تھی

چلو اگر تم لوگ تیار ہو گئی ہوں تو نیچے رسم کیلیے بلا رہے ہیں، ماہ نے ان دونوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا

بس ریڈی ہے یہ دونوں تو، ذنجبیل نے کہا

تو چلو پھر۔۔۔۔

ماہ نے مینے اور ذنجبیل نے ذمل کو پکڑ کے نیچے کی جانب بڑھ گئی

ان دونوں کو لا کے گیندے کے پھولوں سے سجے جھولے پہ بیٹھا دیا گیا

مردوں کیلئے الگ سے مردان خانے میں انتظام کیا گیا تھا، اسلیے مردوں کا زمان خانے میں آنا ممنوع تھا،

خواتین باری باری اکہ رسم کرتی جارہی تھی، کہ اتنے میں دو قد آور خواتین پیلے اور سرخ رنگ کے جوڑے زیب تن کیے چہرہ چھپائے رسم کرنے سہج سہج کے آگے بڑھ رہی تھی

ماہ آپنی یہ مردانہ جسم کی حامل خواتین کون ہے، جو چہرہ چھپائے آرہی ہے، ذنجبیل نے ماہ سے پوچھا

میں خود بھی پہلی دفعہ دیکھ رہی ہوں ان کو، ماہ نے کہا

وہ دونوں خواتین آکھ ذمل اور مینے کے پاس رسم کرنے بیٹھ گئی

ہائے گوری ذرا چہرہ تو دیکھا، پیلے جوڑے والی عورت نے اپنی پتلی آواز نکالتے ہوئے کہا

عورت کی آواز سن کے ذل نے جیسے ہی اپنا گھونگھٹ اٹھایا، اپنے آگے خواتین کے کپڑے پہنے یمان کو دیکھ کے دھک سے رہ گئی

یمان، ماہ نے سرگوشی کی سی آواز میں پکارا

جی ملکہ آپ کا خادم حاضر، یمان نے سر جھکائے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اس نے تال میں سے مہندی اٹھا کے ذل کی ہتھیلی پہ رکھی،

جبکہ وہ بنا پلک چھپائیں اس دیوانے کو دیکھ رہی تھی، اسکی محبت پاکہ وہ خود کو اس وقت دنیا کی خوش نصیب لڑکی سمجھ رہی تھی

رات کو آؤں گا ملنے، خبر دادا اگر ڈریس چیلنج کیا تو، یمان نے آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھ مارتا سمندر لیے کہا

جبکہ دوسری طرف معاویہ مینے کے سامنے بیٹھے اسکا چہرہ نظروں کے ذریعے دل میں اتار رہا تھا

فماز رگیہ تم تو سادگی میں غضب لگتی ہوں اس طرح کیل کانٹوں سے لیس ہو کہ کیوں اپنے دیوانے کی جان لینا چاہتی ہوں، معاویہ نے جذبات سے چور لہجے میں کہا

جبکہ مینے تو معاویہ کی آواز سن کے ساکت رہ گئی تھی

معاویہ نے تال میں سے مہندی اٹھا کے اس کے ہاتھوں پہ لگائی اور آگے بڑھ کے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کے شدت جذبات سے اسکے ماتھے پہ لب رکھ گیا،

معاویہ کی اس حرکت سے مینے کاسانس سینے میں اٹک گیا

بہت شدت سے تمہارا انتظار ہے جانم، معاویہ نے بو جھل لہجے میں کہا

اس سے پہلے کہ کوئی اسے دیکھتا وہاں سے اٹھ کے چلا گیا وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہاتھوں سے گجرے اتار رہی تھی کہ ایک جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھول کے کوئی اندر داخل ہوا،

اس نے موڑ کے دیکھا کہ وہ دروازے سے ٹیک لگائے آنکھوں میں محبت کا جہان آباد کیے اسے محبت بھری
نظروں سے تار رہا تھا

آپ، ذل نے پوچھا

ہاں جی میں، زمان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

یہاں کیا کرنے آئے ہیں، ذل نے ہڑبڑی میں الٹا سوال کر ڈالا

جانم جو کرنے کے میرے ارادے ہے وہ اس وقت تمہاری نازک سی جان برداشت نہیں کر سکتی، ایمان نے پر تپش
لہجے میں کہا

پہلے تو وہ نا سمجھی سے سمجھنے کی کوشش کرتی رہی لیکن جیسے ہی وہ سمجھی اسی حساب سے رنگوں میں نہا گئی

آپ بہت خراب ہے، ذل نے شرم کے مارے رخ مورتے ہوئے کہا

اتنی دور رہ کے ابھی سے شکوہ، ابھی تو میں نے اپنے خراب ہونے کا ثبوت تک آپ کو نہیں دیا، یمان نے اس کا رخ مورتے ہوئے کہا

آا۔۔ پ جائیں، میں نے چیخ کرنا ہے، ذل نے پلکیں جھکائے حیا سے کہا

ابھی جی بھر کے دیکھ تو لینے دوں ظالم، یمان نے اس کے چہرے کو قریب کرتے ہوئے کہا،

اتنے قریب ہونے سے یمان کی سانسیں اس کے چہرے پہ پڑھ رہی تھی

کسی دن تمہاری یہ ادائیں باخدا میری جان لے لی گئی، اس کے نقوش کو ہاتھوں سے چھوتے مدہوش لہجے میں کہا

ی۔۔ یمان، اس نے اسے روکنے کیلئے اس کے سینے پہ دباؤ ڈالتے ہوئے پکارا

ایسے نہ پکارو جانم کہی تمہاری نازک جان مصیبت میں نہ پڑ جائے، اس نے ذل کو قمر سے کھینچ کے قریب کرتے ہوئے کہا

کمر پہ اسکی رنگتی ہوئی انگلیوں سے اس کے پسینے چھوٹ گئی تھی، زمان نے اس کے بالوں میں منہ دے کے ایک لمبی سانس کھینچی، جس سے اس کے جسم میں ایک سرد لہر سی دوڑ گئی،

یمان، مجھے نیند آئی ہے، اس نے اسکو خود سے دور کرتے ہوئے کہا

جانم آج جتنی نیندیں پوری کرنی ہے، کر لوں، کیونکہ کل کی رات میں تمہیں نہی بخشنے والا، اس لیے آج آرام سے نیند پوری کر لوں، اس نے ذل کی پلکوں پہ لب رکھتے ہوئے جزبات سے چور لہجے میں کہا

یمان کی باتیں سن کے اسنے اسکی شرٹ کو مٹیوں میں جھکڑ کے آنکھیں میچ لی

جانم نہ کروں بندہ بشر ہوں کیوں میرے لیے مشکلات بنا رہی ہوں، میری شرٹ پھٹ جائیگی،

اسکی گرفت کو اپنی شرٹ پہ مضبوط دیکھ کے اسکی گردن میں چہرہ چھپائے شرارت سے کہا

اسکی بات سن کے وہ جھر جھری لیتی پیچھے ہٹی اسکو دھکا دے کے ڈریسنگ روم میں چھپ گئی

آج جتنا بچنا ہے بچ لوں کیونکہ کل سے آنا تم نے میری ہی پناہوں میں ہے،
یہاں تیز آواز میں کہہ کے باہر کی جانب بڑھ گیا

جبکہ وہ اندر کھڑی سینے پہ ہاتھ رکھے دھڑکنوں کی دھک دھک سنتی حیا سے چور کھڑی تھی

آخر وہ دن آ ہی گیا، جس کا سب کو بے صبری سے انتظار تھا، ہر کوئی اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھا، دلہنوں کو پارلر
سے ہی تیار کروا کے ہال لانا تھا جسکی ذمہ داری دبیر کے سر تھی

ذیل ریڈ کلر کا لہنگہ پہنے آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی، جبکہ مینے بھی اس روپ میں کسی کا بھی دل دھڑکا
سکتی تھی، جبکہ دلہے بھی سفید شلوار قمیض پہ بلیک واسکٹ پہنے بے انتہا ہنڈ سم لگ رہے تھے

جب دلہنوں کو دولہوں کے ساتھ بیٹھایا گیا تو جیسے چاند سورج کی جوتی مکمل ہو گئی

ماشاء اللہ ماہ آپي آپ کتنی پیاری لگ رہی ہے، ذنجبیل نے ماہ کے قریب آتے ہوئے تعریف کی جو اس وقت زمان
کے دلائے جوڑے میں کوئی پری معلوم ہو رہی تھی

تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہوں، ماہ نے مسکراتے ہوئے کہا

وہ تو میں ہوں، ذنجبیل نے شرارت سے کہا

ماہ بیٹا جاؤ، مٹھائی کی ٹوکری اٹھلاؤ، مجال ہے جو ملازم کوئی کام ڈھنگ کا کر لے، ذینب بیگم نے ماہ سے کہا

امی میں لاتی ہوں آپ جائے، ماہ نے آگے پڑھتے ہوئے کہا

ماہ اپنے دیہان میں آگے بڑھ رہی تھی کہ اسکی ٹکریمان کے دوست فیصل سے ہو گئی

ایم سوسوری میرا دھیان نہیں تھا، آپ کو کہی لگی تو نہیں، فیصل نے معذرت کرتے ہوئے پوچھا

اٹس اوکے، ائی ایم فائن، ماہ نے مسکراتے ہوئے کہا

سوری میں ذرا جلدی میں تھا اسلیے دیکھ نہ پایا، فیصل نے دوبارہ معذرت کرتے ہوئے کہا

کوئی بات نہیں، ماہ مسکراتے ہوئے کہہ کے آگے بڑھ گئی

جبکہ دور کھڑا زمان یہ منظر دیکھ کے غصے سے باہر کی جانب بڑھ گیا

مولوی صاحب آپ نکاح شروع کریں، آغا جان نے مولوی صاحب کو نکاح کے شروع کرنے کا کہا

آغا جان مجھے بات کرنی ہے آپ سے، اسی وقت زمان نے کہا

بیٹا نکاح کے بعد بات کرتے ہیں، آغا جان نے زمان کو ٹالتے ہوئے کہا

مجھے ابھی اور اسی وقت بات کرنی ہے، زمان نے صدی لہجے میں کہا

لیکن زمان،

لیکن ویکن کچھ نہیں آپ آئیں میرے ساتھ، زمان نے آغا جان کی بات کاٹتے انہیں ہاتھ سے پکڑ کے سائیڈ پہ لے

جاتے ہوئے کہا

ان کے پیچھے پیچھے دبیر اور ظہیر صاحب بھی چلے آئیں

کیا بات ہے زمان تم مجھے ایسے سب کے بچ سے اٹھا کے لے آئیں، اغاجان نے پوچھا

مجھے ماہ سے نکاح کرنا ہے ابھی اور اسی وقت، زمان نے اٹل لہجے میں آغا جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اوہ تیری خیر، دبیر نے زمان کی گل افشانی سن کے کہا

زمان یہ کیا کہہ رہے ہوں اس وقت تمہیں مزاق سوچ رہا ہے، اغاجان نے زمان کی جانب دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا

آئی نوا بھی آپ کو یقین نہیں آئے گا، بٹ آئی وانٹ ہر، آئی ریلی لوہر، اس کے بغیر میں نہیں رہ سکتا آغا جان، پلیز
آپ ماہ سے میرا نکاح کروادیں، زمان نے آغا جان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے منت بھرے لہجے میں کہا

لیکن ایسے کیسے کر سکتا ہوں میں، نکاح کیلئے ماہ سے پوچھنا پڑے گا، اغاجان نے جواذ پیدا کیا

آپ کو جس سے پوچھنا ہے، پوچھ لے، بس مجھے ابھی ہی ماہ اپنے نکاح میں چاہیے، زمان نے اپنا فیصلہ سنایا

اچھا میں بات کر کے دیکھتا ہوں زینب اور ماہ سے، انا جان نے زمان کی ضد کے آگے ہارتے ہوئے کہا

آپ بات نہیں کروں گے، اپ مناؤ گے ہر حال میں انہیں، زمان نے آغا جان کی طرف دیکھتے ہوئے ہر حال پہ زور دیتے ہوئے کہا

آغا جان نے زینب بیگم کو ساری بات بتائی تو وہ مان گئی، لیکن ماہ کسی صورت نہیں مان رہی تھی،

آغا جان نے باہر جا کہ ماہ کے انکار کا زمان کو بتایا،

انکار سن کے زمان کی دماغ کی نسیں پھولنے لگی، لیکن اس نے خود پہ ضبط کیا

میں بات کر کے دیکھتا ہوں، زمان نے کہا

تم بچی پہ دباؤ نہیں ڈالو گے، انا جان نے زمان کو تنبیہ کی

آپ کی بچی کی ایسی کی تیسری، زمان نے باظاہر سر ہلا کے دل میں کہا

کیا تکلیف ہے کیوں نہیں مان رہی نکاح کیلئے، زمان اس کے سر پہ پہنچ کے پنکارتے ہوئے کہا

میری مرضی، مجھے نہیں کرنا تم جیسے گھٹیا انسان سے نکاح، ماہ نے تیز لہجے میں کہا

دومنٹ کے اندر خود کو نکاح کیلئے تیار کروں نہیں تو تمہاری نظر میں تو ویسے بھی گھٹیا ہوں میں، تو نکاح کے بغیر بھی اپنے پاس رکھ سکتا ہوں تمہیں، اسکی خاموشی سے ہاں کروں، دوسری صورت میں میرا گھٹیا پن دیکھنے کیلئے تیار رہنا، زمان نے اسکا جبر ادب و بوج کے پنکارتے ہوئے کہا

ماہ نے زمان کا یہ روپ دیکھ کے سسکیاں بھرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

گڈ گرل، وہ اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا

کچھ وقت بعد ایمان اور ذمل کا نکاح ہوا

اسکے بعد ماہ کے سر پہ ریڈ دوپٹہ سجایا گیا
اور اس نے روتے ہوئے آپنا آپ زمان آفریدی کے نام کر دیا

کچھ دیر بعد مہمانوں کے کھانا کھانے کے بعد رخصتی کا شور اٹھا

مجھے رخصتی ابھی چاہیے، زمان نے ایک نیا شگوفہ چھوڑا

اب تم میرے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ گے، ایک آفریدی نے کہا
میں آپ لوگوں کی مرضی کے بغیر بھی اسے لے جاسکتا ہوں، بہتر ہے آپ لوگ خود اسکو میرے ساتھ رخصت
کر وادیے، زمان نے ڈھٹائی سے کہا

ناچار سب کو زمان کی مانتی پڑی

ماہ، ذمل اور مینے کو بڑوں کی دعاؤں میں رخصت کر دیا گیا

دلہنوں کو گھر لے جا کر کچھ خاندانی رسومات کے بعد اپنے اپنے کمروں میں بیچ دیا گیا

جیسے ہی میمان کمرے کے پاس پہنچا آگے سے دبیر کو لگیٹ کا اشتہار بنا کھڑا تھا

کیا ہے، میمان نے بگھڑتے ہوئے کہا

نیک نکال، دبیر نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا

وہ بڑی مشکل سے دبیر سے جان چھوڑا کے اندر داخل ہوا تو سامنے وہ پورے استحقاق کے ساتھ بیڈ کے بیچوں بیچ بیٹھی تھی

وہ آگے بڑھ کے اسکے پاس بیٹھ گیا

مجھے الفاظ نہیں مل رہے کہ کس طرح تمہاری تعریف کروں، اس نے ذل کا ہاتھ پکڑ کے اسکی پشت پہ انگلی پھیرتے ہوئے کہا

تم میرے لیے لازم ہو چکی ہوں، میمان نے اسکی نتھنی سے چھیڑ خانی کرتے ہوئے کہا

یمن میں چینج، یمن نے اسکی بات کو بیچ میں ہی کاٹتے ہوئے اس کے لبوں پہ جھک آیا،

کتنی دیر وہ اسکی

سانسوں میں الجھا رہا، وہ اسکو پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ تھا کہ سیراب ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

اچانک ذل کی گرفت ڈھیلی پڑی تو یمن نے اس پہ رحم کرتے ہوئے اسکی سانسوں کو آزاد کیا

وہ کانپ رہی تھی، ذل یمن آفریدی اب سے اس شدت کو برداشت کرنے کی عادت ڈال لوں، یمن نے اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے ہوئے کہا

جان کیوں میرا امتحان لینا چاہتی ہوں، یمن نے ذل کے کانپتے وجود کو دیکھ کے کہا

لیکن میں آج خوشی خوشی اس امتحان میں ڈلنا چاہتا ہوں خود کو، یمن نے اسکی گردن پہ لب رکھتے ہوئے کہا

ان ہونٹوں کے پیچھے بڑا خوار ہوا ہوں اسلیے اب میری شدتوں کو برداشت کرنا تم پہ فرض ہے، ایمان نے شرٹ اتار کے صوفے پہ پھینکتے ہوئے کہا

وہ اسکو سیدھا کرتے لہنگہ کے پیچھے کی ڈوریوں کو کھولتا ہوا کاندھے سے شرٹ سرکا کے اپنے لب رکھ چکا تھا

اسکی شدتیں اتنی جان لیوا تھی کہ ذمل نے اپنا آپ خود اسکے سپرد کر دیا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی دھڑکنیں رقص کر رہی تھی

ساری رات اس نازک جان اسکی شدتیں جھیلنی تھی

معاویہ جیسے ہی کمرے میں آیا وہ نازک سی جان اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ ٹیک لگائے سوئی تھی

ماتھے کی بندیا سڑک کے نیچے جھول رہی تھی

وہ آہستہ سے آکہ اسکے پاس بیٹھ گیا، کٹکے کی آواز سن نے وہ اٹھ بیٹھی

ایم سوری میں سو گئی تھی، مینے نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا

کوئی بات نہیں ذما زگیہ، معاویہ نے اسکی گال کی پشت کو سہلاتے ہوئے کہا

معا--معاویہ، مینے نے کپکپاتی آواز میں کہا

حکم ذما زگیہ، معاویہ نے اسکو قمر سے کھینچ کے قریب کرتے ہوئے کہا جبکہ معاویہ کی اتنی سی قربت پہ مینے کی جان پہ بن آئی تھی

مجھے نیند آئی ہے، مینے نے آنکھیں میچ کے کہا

زما زگیہ تمہاری نیند کو تو میں ابھی پورا کرتا ہوں، معاویہ نے کہنے کے ساتھ اسکے بالوں میں ہاتھ الجھائے اسکی سانسوں کو قبضے میں لیا

معاویہ کی اتنی شدت پہ مینے کی جان پہ بن آئی لیکن وہ اسکو موقعہ دیے بغیر اپنی شرٹ اتارتے دونوں پہ چادر کھینچ کے دو جسم ایک جان کر چکا تھا

نجمہ بیگم اسے زمان کے کمرے میں چھوڑ گئیں تھیں

کمرے میں پھیلی سرخ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی،

وہ حیران تھی کہ اس نے یہ سب کس وقت ڈیکوریٹ کروایا

پھولوں کی سیج دیکھتے اسکا ضبط ٹوٹ گیا،

کمرے کا حشر بگاڑتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی

وہ نہیں جانتا تھا کہ آغا جان نے اسے کیا کہ کر راضی کیا لیکن اس وقت وہ اسکے کمرے میں اسکے نام سے جوڑی بیٹھی تھی

"اتنی منتیں کر کے حاصل کیا ہے تمہیں ماہ میڈم

- یوں آدھے ادھورے کاموں پر زمان آفریدی یقین نہیں رکھتا

- میرے نکاح میں ہوں تو میری دسترس میں بھی رہوگی

- اپنے عمل پر فخر سے مسکراتے وہ کمرے میں داخل ہوا، اسے کوئی شرمندگی نہیں تھی

- اسکے مسکراتے لب پل بھر میں سکڑے

- کیونکہ اس شیرنی نے کمرے کا ستھیا ناس کیا ہوا تھا

- کمرے کے دروازے پر ہی گری جیولری نے اسکا استقبال کیا

- مزید اگے بڑھنے پر چوڑیاں اپنی قسمت کو روتی کارپیٹ پر پڑی ملی

- دببض قالین پر پڑے زیورات سے ہوتے اسکی نظریں بیڈ پر گئیں

جہاں پھولوں کو نوچ کر اتارتے اسکے جذبوں کا گلا گھونٹا گیا تھا ساتھ ہی ساتھ کمرے کا نقشہ تک بگاڑا ہوا تھا

بیڈ شیٹ آدھی بیڈ پر جب کے آدھی قالین کو سلامتی دیتی نیچے جھول رہی تھی

سائینڈ ٹیبل پر رکھی اسکی تصویر کو پوری شدت سے دیوار پر مار کر گویا اسے خبردار کیا گیا تھا کہ وہ اس سے کتنی نفرت کرتی ہے
اسکی ضد پر لب مسکرا اٹھے

نظریں بے اختیار اسکے وجود پر گئیں تھیں جو بیڈ پر آڑھی تیر چھی لیٹی رونے میں اس قدر مگن تھی کے کمرے میں اسکی موجودگی تک کو محسوس نہیں کر پائی تھی

وقفہ وقفہ سے کمرے میں اسکی سسکیاں گونج رہی تھیں

نازک وجود ہچکولے لے رہا تھا۔۔ سرخ دوپٹہ لڑھک کر اسکے قدموں میں گرا تھا،

بلیو اس کے دلائے گے فروک میں ملبوس اسکا نازک سراپا مقابل کی نظروں کو بچ رہا تھا

اپنے کمرے میں اسکی موجودگی پہ اسے اتنی بڑی خوشی تھی کہ بیان نہیں کی جاسکتی

میری شیرنی

اسکا دوپٹہ اٹھا کے بیڈ پر رکھتے اس کے پاس بیٹھتے اسے پکارا

اپنے قریب اسکی آواز سن کر وہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی

اسے ہر جانی کو سامنے دیکھ کے ایک بار پھر سب یاد آتا چلا گیا

آنکھیں ایک بار پھر شدت سے برسنے لگیں تھی

اسکے آنسوؤں پر وہ تڑپ کر آگے بڑھا

آہستہ سے اسے قریب کرنے کی کوشش کی

"چھ چھوڑ مجھے۔۔ ہاتھ نہیں لگاؤ۔۔"

اس نے روتے ہوئے اسکا ہاتھ جھٹکا

تم ایک نمبر نے دھوکے باز ہوں، ذبردستی شادی کی ہے تم نے مجھ سے، اس نے تیز لہجے میں چلاتے ہوئے کہا

دیکھو ماہ،

کیا دیکھو، دیکھ تو چکی ہوں تمہاری خود کیلے نفرت، اور کیا دیکھنا رہتا ہے، پہلے مجھے دھتکارا اب مجھ سے محبت ہو گئی تمہیں واہ، پہلے تو میں تمہاری نظر میں ایک طوائف سے بھی بدتر تھی اور اب اسی طوائف کو اپنے سے جوڑ لیا، ماہ نے روتے ہوئے ہنکار کے کہا

چٹاخ، ماہ کی بات سن کے بے ساختہ زمان کا ہاتھ اٹھا

کیا بکواس کی ہے دوبارہ بولو، اس نے ماہ کا جبر ادا بوچتے کہا

چھوڑ مجھے، ماہ نے روتے ہوئے کہا

آج تو یہ بکواس کر لی، خود کیلے یہ گھٹیا لفظ استعمال کیا اگر آئندہ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا، ذمان نے اسکو وارن کرتے ہوئے کہا

تم سے برا کوئی ہو بھی نہیں سکتا، وہ ضدی انداز میں بولنے کے ساتھ پوری طاقت لگاتی اسکے سینے پر مکے برسا رہی تھی

"اچھا

وہ مسکراتے لہجے میں بولا، جیسے اسکی بات سے محظوظ ہوا تھا

اسکے لہجے میں موجود خوشی، کچھ حاصل کر لینے کا جشن محسوس کرتی وہ مزید بری طرح رونے لگی

وہ پر سکون سے کھڑا اسکی کروائی دیکھ رہا تھا، اسکا رینکشن اسکی توقع سے بڑھ کے تھا

"اتنی ناراضگی، اتنی خفگی، کس بات پر میری شیرینی

اطمینان سے اسکے نازک وجود کو کچھ قریب کرتے اسکے پے درپے پڑنے والے ملکوں کو نظر انداز کرتا وہ محبت سے بولا

چھوڑ مجھے، اس نے روتے ہوئے کہا

اتنی مشکل سے پکڑا ہے ایسے کیسے چھوڑ دوں، اسکی ذومعنی بات سن کے وہ شرم کے مارے پانی پانی ہو گئی

مجھے تمہارے ساتھ نہیں رہنا، ماہ نے ہٹ دھرمی سے کہا

اسکی ہٹ دھرمی دیکھ کے زمان نے خود کے اور اسکے رشتے کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا

وہ اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا

چھوڑو مجھے، اتارو، ماہ نے ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے کہا

لیکن وہ اسکی بات کو نظر انداز کیے اسکو بیڈ پہ لیٹا گیا اور اپنی قمیض اتار کے ماہ کے منہ پہ پھینکی،

ماہ نے جھنجھلا کے قمیض کو ہٹھایا تو اسکو شرٹ لیس دیکھ کے اسکے پسینے چھوٹ گئے

یہ ک-- کیا-- کر رہ-- رہ رہے ہ-- ہو، ماہ نے ہکلا کے پوچھا

اب اتنی بچی بھی نہیں، جو سمجھ نہ سکو کہ میں کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، زمان نے ایک آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا

اسکے ارادے جان کے ماہ نے بیڈ سے اترنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے زمان نے اسکو ٹانگ سے کھینچا

اور اسکو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس پہ جھکتا چلا گیا

وہ شاور لے کر کھلی کھلی باہر آئی تو اسکے ہونٹوں پہ شرنگی مسکان تھی

اس نے شیشے میں دیکھا تو گرین کلر کا ڈریس پہنے اس شخص کی محبت میں نکھری نکھری وہ اور حسین لگ رہی تھی،

ہلکی سی جیولری پہن کے بالوں کو کیچڑ میں بند کر کے وہ بیڈ کے پاس آئی،

جہاں وہ شرٹ لیس اوندھے منہ پڑا تھا، یمان کو سوتے دیکھ کے اسے شرارت سو جھی، وہ اسکے پاس بیڈ پہ بیٹھ گئی

اور آدھے بالوں کو آگے کر کے اس کے چہرے پہ پھیرنے لگی

اونہوں، یمان نے چہرہ دوسری طرف کیا

یمان، اس نے محبت سے اسکو پکارتے ہوئے بالوں کو اس کے چہرے پہ پھیرا لیکن وہ ٹھس سے مس نہیں ہوا

میری نیندیں حرام کر کے جناب خود مزے سے سو رہے ہیں،

اس نے سوئے ہوئے یمان کو دیکھ کے گھورتے ہوئے کہا

اسکی بات پہ یمان کو ہنسی آئی لیکن اس نے ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے سونے کی ایکٹنگ کی

یمن مجھے آپ سے، اس نے یمن کی کن پھٹی سے ہونٹوں کو مس کرتے ہوئے بہکے لہجے میں بات اُدھوری چھوڑ

دی

کہ تمہیں مجھ سے کیا، یمن نے ایک دم کروٹ بدل کے اسکو اپنے نیچے کرتے ہوئے پوچھا

آپ تو سوئے ہوئے تھے نہ، ذل نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا

تم جیسی بیوی اگر پہلو میں ہو تو کس کافر کو نیند آئی گی،

یمن نے اسکے نچلے لب کو انگلیوں کے بیچ مسلتے ہوئے پر تپش لہجے میں کہا

یمن باہر سب ویٹ کر رہے ہوں گے،

ذل نے اسکے خطرناک ارادے دیکھ کر اسکی باہر کی طرف توجہ کروانی چاہی

کوئی ویٹ نہیں کر رہا سب کو پتہ ہے کہ میاں بیوی آپس میں مصروف ہے اسلیے باہر کی ٹینشن چھوڑو اور مجھ پہ دھیان دو،

یمان نے اسکے بالوں میں منہ چھپا کی لمبی سانس کھینچتے ہوئے کہا

یمان مجھے بھوک لگی ہے، ذل نے بچنے کیلئے بہانہ بنایا

مجھے بھی بھوک لگی ہے اسلیے پہلے ایک اچھی بیوی کی طرح میری بھوک کا خیال کروں،

یمان نے اس کے نکھرے ہوئے سر آپے کو نظروں کے ذریعے دل میں اتارتے ہوئے بے باکی سے کہا

میں، اس سے پہلے کہ ذل بات کرتی وہ اسکے ہونٹوں پہ لب رکھے اسے خاموش کروا گیا

اسلام علیکم، ذنجبیل نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے سلام کیا

آج یہ چاند دن میں کہاں سے نکل آیا،

بلقیس بیگم نے ذنجبیل کو صبح صبح کچن میں دیکھ کے کہا

یار مورے میں اگر صبح مؤذن کے اذان دینے کے ساتھ بھی اٹھو تب بھی آپ کو لیٹ ہی لگے گا،

ذنجبیل نے بلقیس بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا

بیٹا مجھے کہنے کی کبھی ضرورت نہیں پڑنے والی، کیونکہ یہ دن کبھی نہیں آنے والا،

بلقیس بیگم نے ذنجبیل کے غبارے جیسے پھولے ہوئے چہرے کو دیکھ کے کہا

چھوڑو کیوں تنگ کرتی ہوں میری بیٹی کو،

نجمہ بیگم نے ذنجبیل کو قریب کرتے ہوئے بلقیس بیگم سے کہا

ایک آپ ہی ہے جو مجھ سے پیار کرتی ہے ورنہ مورے کا تو بس نہیں چلتا مجھ معصوم پہ ظلم کے پہاڑ توڑ دیں،

ذنجبیل نے نجمہ بیگم کے گلے میں بانہیں ڈال کے لاڈ سے کہا

ہاں میں تو سوتیلی ہوں نہ،

بلقیس بیگم نے خفگی سے کہا

ہائے مورے میں نے کبھی آپ کے اس رویے کو دیکھ کے یہ کیوں نہیں سوچا، کہ آپ سوتیلی بھی ہو سکتی ہے، کیونکہ سگی مائیں مجھ جیسی معصوم بیٹیوں کے ساتھ ایسا نہیں کرتی

ذنجبیل نے سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے نادیدہ آنسو صاف کر کے افسوس سے کہا

اس سے پہلے کہ میں تم سے برتن دھلواؤں جا کہ آغا جان کو دوائی دوں

برتن دھونے سے ذنجبیل کی جان جاتی تھی اس لیے بلقیس بیگم کی بات سن کے ذنجبیل کچن سے نودو گیارہ ہوگی

اس نے کھڑکی پر سے پردے ہٹھائے اور چلتی ہوئی بیڈ کے قریب آئی

معاویہ آٹھ جائے،

مینے نے اسکے کندھے کو ہلایا لیکن وہ ٹھس سے مس نہ ہوا

اٹھ جائیں نہ معاویہ، اور کتنا سونا ہے،

اب کے اس نے جھنجھلا کے کہا

یار سونے دوں، ایک تو تمہاری وجہ سے میں ساری رات جاگا اور اب صبح اٹھنے کا سندیسہ بھی دے رہی ہوں،

اس نے خود پہ کمبل کھینچتے ہوئے کہا

جبکہ مینے کامنہ اسکی گوہر افشانی پہ کھلا کا کھلا رہ گیا

جھوٹے انسان میں نے کب جاگائے رکھا آپ کو

مینے نے اس پہ سے کبل کھنچتے ہوئے کہا

یار تو کس نے کہا تھا کہ اتنی سچ سنور کے میرا ایمان خراب کروں، اگر تم سچی سنورتی نہیں تو میرا ایمان خراب نہ ہوتا اور نہ ہی میں ساری رات جاگتا

اس نے ایک ہی جھٹکے میں مینے کو خود پہ گرائے اسکے گردن میں منہ دیتے ہوئے کہا

جبکہ مینے اس کی گرفت میں مچلی

چھوڑو معاویہ، مینے نے اس کو خود سے دھکیلتے ہوئے کہا

شش، اس پل کو میری محبت کی چاشنی کو میرے جذبات کو محسوس کرو ذما زرگیہ،

اس نے مینے کی نم گردن پہ لب رکھتے ہوئے کہا

اس سے پہلے کہ وہ مزید بہکتا کہ دروازہ نوک ہوا

معاویہ چھوڑو باہر کوئی ہے

جو بھی ہے خود چلا جائیں گا

اس نے اپنی من مانیاں جاری رکھتے ہوئے کہا

اس کی شدت نے آگے ہارتے ہوئے مینے نے اپنے ہاتھ اسکی کمر پہ باندھ لیے

اس نے کسمساتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو کھڑکیوں سے سورج کی شعاعیں کمرے میں پڑ رہی تھی جس سے کمرے میں تھوڑی بہت روشنی تھی اسکا ذہن معاف تھا لیکن جیسے ہی اس نے شعور کی منزلیں طے کی، رات کا سارا واقعہ اسے یاد آتا گیا

اس نے جیسے ہی اپنا جائزہ لیا تو اسے شرمندگی ہوئی کیونکہ وہ اس پہ بکھری پڑی تھی

وہ ایک جھٹکے سے اٹھی لیکن بالوں میں اٹھتی ٹھیس سے وہ واپس اس پہ گری کیونکہ اس کے بال زمان کے ہاتھ سے لپٹے ہوئے تھے

درد کی وجہ سے اسکے ہونٹوں سے اسکی نکلی

اس کی سسکی سن نے زمان کی آنکھ کھلی، خود پہ جھکی ماہ کی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسکی آنکھیں ٹکرائیں

می۔۔۔ میرے با۔۔۔ بال چھوڑ۔۔۔ چھوڑیں، ماہ نے سسکتے ہوئے کہا

اس نے اپنے ہاتھ سے لپٹے اس کے بالوں کو آزاد کیا تو وہ بجلی کی رفتار سے بیڈ سے اتری لیکن وہ پہلے قدم پہ ہی رک گئی کیونکہ وہ اس وقت اس کی شرٹ میں تھی، اپنی حالت دیکھ کے اسے رونا آیا، اس نے وہی زمین پہ بیٹھ کے ہاتھوں میں چہرہ کو چھپا کے رونے لگی

اس کو روتے دیکھ کے زمان نے ایک لمبی سانس کھینچی اور بیڈ سے اتر کے اس کے پاس آیا

کیا ہوا، اس نے پوچھا

می۔۔ میرے کپ۔۔ کپڑے اور دوس۔۔ دوسری چیزیں۔۔ نہیں ہے۔۔۔ میں۔۔۔ با۔۔۔ باہر۔۔۔ کیسے۔۔۔ جاو۔۔۔
گی۔۔۔ گی

اس نے سہمے ہوئے کہا

تو اتنی سی بات پہ کون روتا ہے،

زمان نے اسکو دیکھ کے کہا

اس نے آگے بڑھ کے اس کے آنسو صاف کرنے چاہے کہ ماہ خوف کے مارے ایک دم پیچھے ہوئی

زمان کارات والا روپ دیکھ کے ماہ کے دل میں اسکا خوف بیٹھ گیا تھا

یار قرار من ایسے خوف زدہ تو نہ ہوں مجھے اپنا آپ مجرم لگنے لگا ہے

زمان نے اسکو قمر سے پکڑ کے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

چھ -- چھوڑو، ماہ نے سسکتے ہوئے کہا

پہلے رونا بند کروں

اسکا نرم لہجہ سن کے اس کا آنسو اور اٹڈ آئیں

جاؤ الماری میں تمہارے ڈریس ہے، باقی ضرورت کی چیزیں بھی نیچے والی دراز میں پڑی ہے

زمان نے اسکی آنکھوں پہ لب رکھتے ہوئے کہا

اس نے زمان سے خود کو چھڑوا کے جو ڈریس ہاتھ میں آیا لیکر باتھ روم میں جا گھسی

ملازم ناشتے کی ٹیبل پہ ناشتہ لگا چکے تھے، سب بڑے بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کہ یمان اور ذمل نیچے آتے دیکھائی

دیے

اسلام علیکم، دونوں نے مشترکہ طور پر سب کو سلام کیا

وعلیکم السلام، اغاجان نے دونوں کے سر پہ پیار کر کے دعائیں دیتے ہوئے کہا

یمان نے ساتھ والی چئیر آگے کر کے ذمل کو بیٹھایا اور ساتھ میں خود بھی بیٹھ گیا

اتنے میں معاویہ اور مینے بھی آگے

بھا بھی زمان اور ماہ بیٹی کا ناشتہ اوپر ہی بھیج دیں،

بلقیس بیگم نے کہا

اتنے میں اوپر سے ماہ اور زمان اترتے دیکھائی دیے

سب کی دعائیں لیکر وہ دونوں بیٹھ گئے،

زمان وقفے وقفے سے کچھ نہ کچھ ماہ کی پلیٹ میں رکھ رہا تھا

ہاں ظہیر ولیمے کے انتظامات ہو گئے،

آغا جان نے ظہیر صاحب سے پوچھا

جی آغا جان سارے انتظامات ہو گئے

ظہیر صاحب نے کہا

کوئی کمی پیشی نہیں ہونی چاہیے، آخر ہمارے پوتوں کی شادی ہے

انشاللہ کوئی کمی پیشی نہیں ہو گئی

ظہیر صاحب نے کہا

زمان بیٹا تم ماہ کو ولیمے کی شاپنگ کیلئے لے جاؤ، تاکہ وہ شام کیلئے جو چاہیے لے لیں

نجمہ بیگم نے زمان کو مخاطب کر کے کہا

کچھ وقت تک ماہ کے کپڑے آجائیں گے، باقی جو چاہیے بتادیں

زمان نے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا

ماہ بیٹی سے پوچھ لینا، اگر اسے کچھ اور بھی چاہیے

نجمہ بیگم نے کہا

مجھے کچھ نہیں چاہیے، ماہ نے آہستہ آواز میں کہا

اور دبیر تم دلہنوں کو پار لے لے جا کر سیدھا ہال پہنچ جانا

بلقیس بیگم نے کہا

مفت کاڈرائیور ملا ہوا ہے بھی میں نے نہیں لے جانا، میں بڑی ہوں

دبیر نے بگھڑتے ہوئے کہا

کون سے تمہارے جہاز چل رہے ہیں جو تم بڑی ہوں، سارا دن تو نگوں کی طرح فری بیٹھے رہتے ہوں، سن لوں تم ہی
ذیل لوگوں کو لاؤ گے بھی اور لے جاؤ گے بھی

ایک صاحب نے دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا جبکہ دبیر صبر کے گھونٹ بھر کے رہ گیا

اس وقت میرج ہال میں شہر بھر کا میڈیا جمع تھا، آخر حشمت آفریدی کے پوتوں کا ولیمہ تھا، ہال مہمانوں سے بھرا
پھرا تھا،

کیمرہ مین کپا کچ ان تینوں کی تصویر لے رہے تھا جو سیٹج پہ شہزادوں سی آن بان لیے کھڑے تھے

آج کی تاریخ میں دلہنیں پہنچ جائیگی یا نہیں، اس کھوتے کے پتر کو کال ملاؤ،

آغا جان نے یمان کو کال ملانے کا کہا

آغا جان میری ابھی بات ہوئی ہے، دبیر انہیں لیکر نکل چکا ہے، بس پہنچنے والے ہی ہوں گئے

جاؤ تم تینوں، دلہنیں آگئی ہے،

اتنے میں ارمان نے آکر ان تینوں سے کہا

وہ تینوں جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے اپنے سامنے سچی سنوری دلہنوں کو دیکھ کے انکے ہوش اڑ گئے، تینوں نے سیم
پچ کلر کی مکی پہنی ہوئی تھی، جس میں وہ حوروں سی لگ رہی تھی

سب سے پہلے معاویہ نے مینے کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ آہستہ پھولوں کی پتیوں میں آگے بڑھنے لگے

تجھ پہ ہے میری دعوے داریاں

تجھ سے ہے دل کی سانجھے داریاں
تیرے بن سانسیں لوں تو جی نہ سکوں
اب تو ہی بتا کیا میں کروں
کیا کروں

بیک گراؤنڈ میں بجھتا سونگ اس کے جزبات کی عکاسی کر رہا تھا، وہ دونوں ایک دوسرے کی تقلید میں جا کہ سیٹج پہ بیٹھ گئے

اس کے بعد ایمان ذمل کا ہاتھ پکڑے سپوٹ لائٹ کی روشنی میں چلتا ہوا آیا، ذمل اسکی محبت میں نکھری نکھری اسکے پہلو میں آرہی تھی، جیسے ہی ان دونوں کی انٹری ہوئی تو بیک گراؤنڈ میں نیو سونگ چلنے لگا،

میرا پہلا جنوں تو میرا پہلا جنوں
عشق آخری ہے تو
میری زندگی ہے تو
میری زندگی ہے تو
غم ہے یا خوشی ہے تو

کئی رشتک بھری نظروں نے اس شہزادے کو دیکھا، وہ دونوں آکہ معاویہ اور مینے کے ساتھ بیٹھ گئے

اس کے بعد زمان اور ماہ کی اینٹری ہوئی، وہ سہج سہج کے اسکی تقلید میں چل رہی تھی، زمان نے اسکا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، ماہ نے ہاتھ چھوڑانے کی کوشش کی تو زمان نے اور دباؤ بڑھا کے مضبوطی سے تھاما

میں جو کبھی کہہ نہ سکا
اج کہتا ہوں پہلی دفعہ
دل میں ہوں تم
آنکھوں میں تم
پہلی نظر سے ہی یارا

زمان نے گنگناتے ہوئے اس کو گود میں اٹھالیا، جس پہ ینگ پارٹی نے وہ ہوٹنگ کی کہ ماہ نے شرم کے مارے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا، وہ اسکو گود میں اٹھائے کے لائے سٹیج پہ باقی کپلز کے ساتھ بیٹھ گئے

ہر کوئی ان کپلز کو رشتک سے دیکھ رہا تھا، انکی جوڑیاں چاند سورج کی جوڑی کومات دے رہی تھی

یار کہاں ہوں میں کب سے باہر کھڑی ہوں،

موبائل میں سے ذویا کی جھجھلاتی ہوئی آواز آئی

تم رکھو وہی میں آرہا ہوں،

دبیر نے کہا

وہ جیسے ہی باہر آیا ماڈرن ڈریس میں ملبوس ذویا اپنی تمام خوبصورتی کے ساتھ کھڑی تھی

کب سے کھڑی ہوں، کہاں تھے،

ذویا نے غصے سے کہا

اب آگیا ہوں چلو اندر،

دیر نے اسکے غصے کو انور کرتے ہوئے کہا

میں ٹھیک لگ رہی ہوں،

ذویانے رک کے پوچھا

ایک دم بوتنی لگ رہی ہوں اب چلو،

دیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ذنجیل،

دیر ذویا کو لیے اندر گیا اور ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو اسکو دور باقی لڑکیوں کے ساتھ کھڑی ذنجیل دیکھائی دی،

ذنجیل کیطرف دیکھ کے اس نے ہاتھ ہلایا

ذنجیل نے دبیر کے ساتھ کھڑی کسی لڑکی کو تعجب سے دیکھا اور انکی طرف بڑھ گئی

کیا ہوا، اور یہ کون ہے

ذنجیل نے آتے ایک ہی سانس میں سوال کیا

اف لڑکی ذرا حوصلہ رکھو، یہ میری یونی فرینڈ ذویا ہے، اور ذویا یہ چڑیل کے روپ میں میری پیاری سی کزن

دبیر نے دونوں کا تعارف کرواتے ہوئے آخر میں شرارت سے کہا

بد تمیز انسان خود ہو تم بھوت نات،

ذنجیل نے دبیر کے بازو پہ مارتے ہوئے کہا

ذویا کو ذنجیل کا دبیر کے

ساتھ فرینک ہونا پسند نہیں آیا، کچھ وہ ذنجبیل کی خوبصورتی سے بھی جیس نظر آئی

چلومار کٹائی بعد میں کرنا اب ذویا کو اندر لے جاؤ اور سب سے انٹر وڈیوس کرواؤ،

دبیر نے ذنجبیل سے کہا

چلو آؤ ذویا اندر چلے یہ تو ایویں کچھ بھی بکتا ہے،

ذنجبیل نے دبیر کو چھڑا کے اندر کی جانب بڑھتے ہوئے کہا

جبکہ اسکے پیچھے ذویا چہرے پہ مصنوعی مسکراہٹ لیے بڑھ گئی

جانِ میری جانِ من۔۔۔

بچپن کا پیار میرا بھول نہیں جانا رہے۔۔۔۔۔

جیسا میرا پیار ہے۔۔

پیار تجھے کیا ہے۔۔۔۔۔

بچپن کا پیار میرا بھول نہیں جانا رہے۔۔

صبح صبح وہ

فل ویلیوم میں گانا گاتی دھرام سے اندر آئی

اور سامنے بیٹھے کتاب پڑھتے آغا جان کے گلے میں بانہیں ڈال کے دونوں گالوں کو کھینچتے ہوئے ناک پر لب رکھتے
قہقہہ لگاتے گانے کی ماں بہن کی ایک کرتی ہوئی گارہی تھی

پچھے ہٹو یہ کیا بے ہودگی ہے، انسانوں والی حرکتیں نہیں کر سکتی کیا

آغا جان نے اس کے کھلے کھلے چہرے کو دیکھ کے مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے کہا تھا

ہاے میرے حاشویہ بے ہودگی نہیں میرے دل میں آپکا پیار ہے، اور انسانوں والی حرکتیں ہی کرتی ہوں میری
جان، اتنا ناراض کیوں ہوتے ہوں

ذنجبیل نے پورے دانت نکالتے حشمت آفریدی کے بالوں میں انگلیاں چلاتے کہا

ہسٹو پھرے لڑکی، عجیب ہوں، ذرا شرم لحاظ ہی نہیں تم میں،

آغا جان نے اسے گھورتے ہوئے کہا

نہ فکر نہ شرم نہ لحاظ ایک بار آیا
پھر ذرے ذرے میں دیدار آیا ہے
اج پھر تم پہ پیار آیا ہے

اس نے گنگناتے ہوئے ہونٹوں کو گول کرتے فلائنگ کس اچھالی

لاحول ولا قوت استغفر اللہ تمہاری حرکتیں دیکھ کر میرا تو دل دہل جاتا ہے لڑکی، شکر ہے تم لڑکا
نہی ہوں ورنہ خدا جانے کون کون سی حرکتیں کرتی پھرتی

انہوں نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے شکر ادا کیا

ارے تو ابھی کون سے میرے پوسٹر لگے ہوئے ہیں، یہ تو بس آپ اس عمر میں بھی اتنے چھکنے ہیں کہ اگلے کو بے ایمان ہونے میں ایک سیکنڈ نہیں لگتا

زنجبیل نے سارا کچھ ان پہ ڈالتے ہوئے کہا

بیٹا جی تو مجھے دیکھ کے انسانوں کو پھسلنا چاہیے نہ کہ چڑیلوں کو

انہوں نے ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے زنجبیل کی دھکتی رگ کو چھیڑا

آج تک اتنی سندر چڑیل کہی دیکھی ہے آپ نے

زنجبیل نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کہ شرارت سے پوچھا

بیٹا پچھلے سترہ سالوں سے دیکھ رہا ہوں، اب تو شکل بھی دیکھ دیکھ کے بیزار ہو گیا ہوں، سوچ رہا ہوں کہی معصوم سا دولہا ڈھونڈ کے جان چھڑاؤ اس چڑیل سے

آغا جان نے چشمہ اتار کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے کہا

ہائے ایسا کبھی نہیں ہونے والا میں آپ سب کو چھوڑ کے کہی نہیں جانے والی، جس نے بھی مجھ سے شادی کرنی ہے، اس کو گھر جمائی بننا ہوں گا،

ذنجبیل نے آغا جان کے ہاتھ سے کتاب لے کر سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے کہا

چلو جی پہلے ایک چڑیل سے تنگ تھے اب تم ساتھ میں جن کو بھی ہم پہ نازل کرنے کا سوچ رہی ہوں

آغا جان نے افسوس بھرے لہجے میں کہا

اوکے فائن میں ہوں اپنے حاشو کی چڑیل، اب میرے حاشو مکھن لگانا بند کرے کیونکہ کافی مہنگائی ہو گئی ہے اور مکھن بھی بہت مہنگا ہو گیا ہے، ہر کسی پہ نہی لگانا چاہیے، اب آرام سے اٹھ کے میرے ساتھ واک کے لیے جائیں،

ذنجبیل نے آغا جان کی چالاکی سمجھتے ہوئے کہا

مجھ بوڑھے کو واک کی کیا ضرورت، تم جاؤ

آغا جان نے کہا

بوڑھوں کا کام ہی واک کرنا ہے مجھ جیسے نوجوانوں کا تو اہم سمجھ جائے بس،

ذنجیل نے بات کو معنی خیزی سے بیچ میں ادھورا چھوڑتے آنکھ ونگ کر کے کہا

سدھر جاؤ لڑکی

آغا جان نے تنبیہ بھرے لہجے میں کہا

میں سدھر گئی اب آپ چلے، آپ کو پتا ہے نہ ڈاکٹر نے کیا کہا تھا کہ واک آپ کی صحت کے لیے کتنی ضروری ہے،
چلے اب اٹھ

ذنجیل نے آغا جان کو زبردستی اٹھاتے ہوئے کہا

وہیے نخرے میرے سامنے محبوب والے کرتے ہیں، پھر جب میں اظہار کروں تو بے شرم کہتے ہیں، اتنا ظلم کیوں میرے شونا

اس نے آغا جان کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے منہ بسور کر کہا

باز آجاؤ لڑکی،

آغا جان نے آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

یہ ادا یہ نزاکت براسل

میرادل تم پہ قربان لیکن

کیا سنبھالوں گے تم میرے دل کو

کیا سنبھالوں گے تم میرے دل کو

جب یہ آنچل سنبھلتا نہیں ہے

ذنجیل نے آغا جان کی بات کا اثر لیے بغیر آنچل لہراتے ہوئے کہا

-

جبکہ آغا جان نفی میں سر ہلا کے آگے بڑھ گئے کہ اسکا کچھ نہیں ہو سکتا

زینب بیگم اور بلقیس بیگم کچن میں کھڑی رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی،

-

بھابھی ایک بات پوچھو

-

زینب بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

-

ایسی کیا بات ہے زینب جو تمہیں مجھ سے پوچھنے کی اجازت پڑھ گئی، جو کہنا ہے کھل کے کہو

-

بلقیس بیگم نے زینب بیگم کی طرف حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہا

-

وہ آپ نے ذنجیل کے بارے میں کیا سوچا ہے

-

ذنیب بیگم نے آہستہ آواز میں پوچھا

کیا مطلب کیا سوچا ہے میں سمجھی نہیں

بلقیس بیگم نے ہانڈی میں چمچہ ہلاتے ہوئے مصروف انداز میں کہا

مطلب ذنجبیل کی شادی کے بارے میں

ذنیب بیگم نے کہا

ابھی تو وہ اٹھارہ کی بھی نہیں ہوئی، ابھی تو پڑھ رہی ہے

بلقیس بیگم نے کہا

یہ تو ہے لیکن بیٹیوں کا کیا بڑا ہونا، اب ماہ کو ہی دیکھ لوں، چھوٹی سی تھی اپنے ہاتھوں سے کھلاتی پھیلاتی تھی، پتا ہی نہیں چلا کب اتنی بڑی ہو گئی اور خیر سے اب اپنے گھر کی بھی ہو چکی

فینب بیگم نے کہا

یہ تو ہے بیٹیوں کے بڑے ہونے کا پتہ نہیں چلتا کب یہ تتلیاں اڑ کے کسی اور کے باغ کی رونق بن جائیں

بلقیس بیگم نے کہا

اصل میں وہ ویسے والے دن مسز خان نے مجھ سے ذنجیل کے لیے اپنے بیٹے کے بارے میں بات کی، انہی ہماری ذنجیل اپنے بیٹے کیلئے بہت پسند آئی لیکن بچپن سے ہی ذنجیل کو دبیر سے منسوب کیا گیا ہے اس لیے میں نے خاموشی اختیار کی اور کہا کہ آپ سے پوچھ کے بتاؤ گئی

کچھ توقف کے بعد فینب بیگم نے اصل مدعا بیان کیا

اچھا، ہے تو وہ اچھے لوگ لیکن ذنجیل دبیر سے منسوب ہے اور میرے لیے دبیر سے آگے کوئی نہیں

زینب بیگم کی ساری بات سن کے بلقیس بیگم نے کہا

یہ تو ہے میرا بھتیجا لاکھوں میں ایک ہے لیکن اس معاملے میں کبھی نجمہ بھابھی نے بات نہی کی اسلیے میں نے آپ سے اس بات کو ڈسکس کیا

ذنیب بیگم نے کہا

اگر میں نے کبھی اس معاملے پہ بات نہی کی اسلیے کہ ابھی وہ دونوں بچے ہے، ان معاملات میں ابھی سے نہ پڑے اسکا یہ مطلب نہیں کہ میں ذنجبیل کو بہو نہی بنانا چاہتی

کچن کے دروازے میں کھڑی نجمہ بیگم نے اندر داخل ہو کہ کہا

نہیں بھابھی ایسی بات نہی، میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی، میں تو اسلیے کہہ رہی تھی کہ اب بچے بڑھے ہو گئے ہیں اپنی مرضی کے مالک ہیں

ذنیب بیگم نے جلدی سے کہا

جانتی ہوں زینب، اور بلقیس تم زنجبیل کی طرف سے بے فکر رہو زنجبیل میری ہی بہو بننے گئی، رہی دبیر کی بات تو اسے ہر حال میں زنجبیل سے ہی شادی کرنی ہوں گی

نجمہ بیگم نے بلقیس بیگم کے کاندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دیتے ہوئے کہا

بھابھی آپکی امانت ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں،

بلقیس بیگم نے کہا

چلو اب ان باتوں کو چھوڑو، میں سب کو کھانے کیلئے بلاتی ہوں، تم دونوں کھانا لگاؤ

نجمہ بیگم ان دونوں کو کھانا لگانے کا کہہ کے باہر کی جانب بڑھ گئی

اس وقت رات کے کھانے کا دور چل رہا تھا، سربراہی کر سی پہ آغا جان براجمان تھے، سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے کہ اس خاموشی کو ایک صاحب کی آواز نے توڑا

ہاں بھی بچوں شادی کے بعد تم لوگوں کا کہی سیر ویر کا پروگرام بنایا نہیں،

بابا سیر ویر کا پروگرام نہیں ہوتا، ہنی مون ہوتا ہے، افسوس آج تک آپ کو سیر اور ہنی مون میں فرق کا پتا نہیں چلا

دبیر نے بیچ میں ہی انکی بات اچک کے ڈھٹائی سے کہا

پتہ ہے مجھے لیکن میں تم جیسا بے شرم نہیں جو منہ پھاڑ کے ہنی مون کہتا پھرو

ایک صاحب نے اپنے بے شرم بیٹے کی طرف دیکھ کے سرخ چہرے کے ساتھ کہا

اوہ اچھا، ویسے بابا آپ مورے کا کہاں لیکر گئے تھے ہنی مون پہ

دبیر نے ہنی مون کو لمبا کر کے پوچھا

جبکہ دبیر کی بات سن کے سب کے چہرے پہ دبی دبی مسکراہٹ آئی جسے سب چھپانے کیلئے کھانے کی پلیٹوں کی طرف متوجہ ہوں گے

سوڈھیٹ مرے تب جا کہ تم جیسا ڈھیٹ اور بے شرم انسان پیدا ہوا

ایک صاحب نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا

بقول آغا جان کے میں آپ پہ ہی گیا ہوں

دیر نے منہ میں نوالہ ڈالتے ہوئے بے نیازی سے کہا

جبکہ ایک صاحب اسکی بے نیازی دیکھ کے سلگ کے رہ گئے، اس سے پہلے کہ ان دونوں کے بیچ جنگ کا آغاز ہوتا، جلدی سے یمان نے کہا

کل معاویہ مجھ سے ڈسکس کر رہا تھا ہمارا ارادہ تو پیرس کی طرف ہے بھائی کا پتا نہیں ان سے بات کر کے کنفرم کرتے ہیں

یمان نے پلیٹ میں چیچ رکھ کے تفصیل سے جواب دیا

ہاں بھی زمان بتاؤ تم لوگوں کا کہاں جانے کا ارادہ ہے تاکہ ٹکٹ کنفرم کروا سکے

ایک صاحب نے دبیر کو انگور کر کے زمان سے پوچھا

جہاں بیگم نے کہا، ہم وہی چلے گے

زمان نے ماہ کی جانب دیکھتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا

تمہیں تمہاری بیگم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں تمہاری بیگم ترکی کی دیوانی ہے اسلیے میں پہلے سے ہی تم دونوں کی ٹکٹس کروا چکا ہوں اسلیے جانے کی تیاری کروں

دبیر نے نوالے کو منہ میں چھباتے ہوئے کہا

اور ہماری ٹکٹس، کیا صرف یہ زمان ہی تیرا سگہ ہے

یمان نے جلدی سے کہا

تم تینوں کو تو میں پوٹی کوڑی تک نہ دوں یہ تو میں نے اپنی بہن کو اپنے طرف سے گفٹ کیا ہے، ورنہ تجھے اس کی شکل لگتی ہے ایسی کہ میں اسے ترکی کی ٹکٹ گفٹ کرتا پھروں گا

دبیر نے ان تینوں کی طرف نحت سے دیکھتے ہوئے ناک منہ چڑھا کے کہا

جبکہ وہ تینوں اسکی بات پہ سلگ کے رہ گئے

اوی فقیروں تم دونوں روؤ نہیں یہ لو ٹکٹس، کل شام کی فلائٹ ہے، تیاری کروں

ارمان نے انکی طرف ٹکٹس بڑھاتے ہوئے کہا

یا ہولالے، جگ جگ جیو

یمان نے اٹھ کے ارمان کے گلے میں پیچھے سے بانہیں ڈال کے دبیر کو چھیڑا

جبکہ دبیر نے ناک چڑھا کے منہ پھیڑ لیا

-

دبیر ماہ اور زمان کی کب کی فلاٹ ہے تاکہ یہ دونوں بھی اپنی پیکنگ کر لیں

-

نجمہ بیگم نے دبیر سے پوچھا

-

مامی مجھے نہیں جانا

-

جلدی سے ماہ نے کہا

-

جبکہ ماہ کی بات سن کے زمان کا پارہ ہائی ہو گیا

-

کیوں نہیں جانا بیٹا

-

نجمہ بیگم نے حیرت سے پوچھا

-

مائی میری طبیعت ٹھیک نہیں، مجھے نہیں لگتا کہ میں اتنا لمبا سفر کر پاؤں گی،

ماہ نے جلدی سے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا

لیکن بیٹا یہی دن ہے گھوم پھروں بعد میں بچوں کے ہوتے ہوئے بندہ مصروف ہو جاتا ہے پھر یہ دن نہیں آتے

اب کی بار بلقیس بیگم نے کہا

بلقیس بیگم کی بات سن کے ماہ کا چہرہ ایک دم حیا کی لالی سے سرخ ہو گیا

اگر یہ ترکی نہیں جانا چاہتی، سفر نہ کر سکتی تو کوئی بات نہیں، یہ دونوں شمالی علاقہ جات کی طرف چلے جائیں، اور ماہ اب اتنا سفر تو کر سکتی ہوں نہ

معاویہ نے چٹکیوں میں مسئلہ ختم کر دیا اور آخر میں ماہ کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے پوچھا

جن حالات میں انکی شادی ہوئی سب جانتے تھے کہ ماہ کیلئے یہ سب اتنا جلدی ایکسپٹ کرنا مشکل ہے اسلیے سب گھر والے انہیں اکیلے میں وقت دینا چاہتے تھے

مرتی کیا نہ کرتی کے تحت ماہ نے ہاں میں سر ہلایا

چلو بھی یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا

اور ان ٹکٹس کا کیا ہو گا جو میں نے بک کروائی تھی

دیر نے رونی شکل بنا کے ٹکٹس کو ہوا میں لہراتے ہوئے کہا

ایسا کرتے ہیں یہاں میں اور تم چلے جاتے ہیں

ذنجبیل نے بنا سوچے سمجھے کہہ دیا

نجیل کی بات سن کے پانی پیتے میمان کو زور کا جھٹکا لگا اور سارا پانی اسکے منہ سے فوارے کی شکل میں باہر آیا، جبکہ ٹیبل پہ سبکی دھیمی دھیمی ہنسی گھونچی

لڑکی خدا کا خوف کھاؤ، ہنی مون ٹکٹس ہے

دیر نے ذنجیل کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں نکال کے کہا

ذنجیل کو جب احساس ہوا کہ وہ کیا بول گئی ہے تو اسکا دل چاہا وہ خود کو شوٹ کر لیں

رات کے اس پہر وہ ذنجیل کے ساتھ لاؤنچ میں بیٹھی گنپیں ہانک رہی تھی، گھڑی نے رات کے دو بجادیے تھے، کہ اتنے میں اپنے کمرے سے ہاتھ میں پانی کا خالی جگ لیے نجمہ بیگم باہر آئی، رات کے اس پہر ان دونوں کو چونچیں لڑاتے دیکھ کے وہ غصے سے ان کی جانب پڑھی

ماہ رات کے اس پہر تم یہاں کیا کر رہی ہوں

نجمہ بیگم نے کھڑے تیوروں سے پوچھا

مامی میں وہ بس کمرے میں جارہی تھی

ماہ نے تھوک نگل کے ڈرتے ہوئے کہا

یہ تو ہے ہی عقل کی اندھی، اس سے تو امید رکھنا ہی فضول ہے لیکن تم بھی، اب شادی ہو گئی ہے تمہاری، کچھ تو سمجھداری کا ثبوت دو، اج کے بعد اگر میں نے تمہیں رات کے اس پہر باہر دیکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

نجمہ بیگم نے ذنجبیل کی عقل پہ افسوس کرتے ہوئے ساتھ میں ماہ کو بھی ٹھیک ٹھاک سنادی

جی مامی

ماہ نے آہستہ آواز میں کہا

اب جاؤ اپنے کمرے میں

نجمہ بیگم نے سخت لہجے میں کہا

وہ اسکے اور زمان کے بیچ

حائل دیوار دیکھ چکی تھی اسلیے اس کو ڈھانٹتے ہوئے روم میں بھیجا

مرتی کیا نہ کرتی کے تحت وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

اور تم بھی جا کے سو جاؤ

اب کی بار انہوں نے ذنجبیل کو کہا

جی تائی امی

اپنے کمرے کے سامنے جا کہ اسنے ایک گہری سانس لی۔ اور دروازے کو کھول کے اندر بڑھ گئی، کمرے میں ہر طرف اندھیرا تھا، وہ سنہبل سنہبل کے بیڈ پاس پہنچی تو وہ ہاتھوں کو آنکھوں پہ رکھے پڑا تھا، اندازہ لگانا مشکل تھا

کہ سویا ہوا ہے یا جاگا ہوا، اس نے آہستہ سے اپنا تکیہ اٹھایا اور صوفے کی طرف بڑھنے لگی کہ اسکی باری آواز کمرے میں گونجی

اگر دو منٹ کے اندر تم بیڈ پہ نہ ہوئی تو میں وہ کروں جسکا تم سوچھ بھی نہیں سکتی

اسکی گمبھیر آواز سن کے وہ دھک سے رہ گئی اور وہی بت کی مانند کھڑی ہو گئی

کیا آواز سنائی نہیں دے رہی تمہیں، یا آکہ میں اپنے بانہوں میں اٹھا کے سلاؤ،

اب کی بار زمان نے ذرا تیز لہجے میں کہا

اسکی دھمکی سن کے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کے سائیڈ پہ سو گئی، اگر زرا بھی ہلتی تو سیدھا زمین کو سلامتی دیتی

زمان نے اسکی قمر میں ہاتھ ڈال کے خود کے قریب کیا اور اسکا سر زبردستی اپنے سینے پہ رکھا

اس نے ذمان کے سینے سے سراٹھا کے مزاحمت والے انداز میں خود کو چھڑانا چاہا

قرار من مجھے کوئی سنگین قدم اٹھانے پہ مجبور نہ کروں جسکی قیمت تمہاری یہ چھوٹی سی جان ساری رات سہے

ذمان نے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا

جو تم نے کرنا تھا کر چکے اب چھوڑو مجھے

ماہ نے آنسوؤں سے لبریز لہجے میں کہا

یہ بھی ہے جو کرنا تھا وہ کر چکا کل رات اپنے نام کی مہر تمہارے وجود کے ایک ایک حصے پہ لگا چکا، اب جب تم سر کے بال سے لیکر پاؤں کے ناخن تک میری ہو چکی تو پھر اس دوری کا تو سوال ہی نہیں بنتا، تو کیا خیال ہے آج کی رات پھر جاگ کے گزاری جائیں، کمرے کی فضا کورنگین کیا جائیں

ہنوز اسکی گردن میں منہ چھپائے چھوٹی سے جسارت کرتے ہوئے ذمان نے کہا

جبکہ اسکی خیالات سن کے ماہ کے سینے میں سانس اٹک گیا، کیونکہ وہ تو ابھی تک اسکی کل رات کی شدتوں کو بھول نہیں پائی تھی کجا کہ اب پھر سے

مجھے نیند آئی ہے پلیز،

ماہ نے اس سے بچنے کیلئے اسکے شرٹ لیس سینے میں منہ چھپائے کہا

جبکہ اسکی معصوم حرکت پہ زمان کے ہونٹوں پہ ایک جاندار مسکراہٹ آئی

بہت ظالم ہوں میرے ارمان جگا کے خود سونے لگی ہوں، لیکن کوئی نہیں کب تک بچو گئی، سو جاؤ

زمان نے ٹھندی آہ بھر کے اسکے گرد بازو لپٹتے ہوئے کہا

جبکہ وہ اسکی بانہوں میں سوئی کب کی نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

وہ لوگ اس وقت پیرس کی زمین پہ قدم رکھ چکے تھے، شام کا وقت تھا، ہر چیز سفید برف کے نیچے دفن تھی، اداس شام، اندھیرا، اور دھیمی دھیمی برسات ماحول کو اور خوشگوار کر رہی تھی، لوگ اپنے روزمرہ کی زندگی میں مصروف تھے

اف کیا نظارہ ہے،

ذیل نے ہر طرف برف کی سفید چادر کو بچھا دیکھ کے بچوں کی طرح اچھلتے ہوئے کہا

جبکہ ایمان آنکھوں میں محبت کے دیپ جلانے اس کے خوشی سے چمکتے چہرے کو تار رہا تھا

بس کرو ذیل کتنا اپنے شوہر کا امتحان لوں گئی، دیکھو کیسے دیکھ رہا ہے تمہیں بے شرموں کی طرح

معاویہ نے ذیل کا دھیان ایمان کی طرف کروایا

جیسے ہی ذیل نے آنکھیں اٹھا کے دیکھا ایمان اسی کو محبت سے دیکھ رہا تھا، ذیل نے شرما کے آنکھیں جھکالی

او مجنوں اب یہ لیلیا تا عمر تمہاری ہے اس لیے باقی کا تارنا اپنے روم میں کرنا، اب چلو

معاویہ نے یمان کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا

اپنی بیوی کو تار رہا ہوں کسی اور کی تو نہیں، جو تو اتنا شوخا ہو رہا ہے

یمان نے معاویہ کی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا

تو میں نے کب کہا کہ تو کسی اور کی بیوی کو دیکھ رہا ہے، میں کہہ رہا اپنی بیوی کو دیکھنے کا یہ نیک فریضہ باقی اپنے کمرے میں پورا کرنا کیونکہ میری بیوی کو نیند آئی ہے،

معاویہ نے یمان کو گھورتے ہوئے آخر میں اسکا دھیان نیند سے جھولتی مینے کی طرف کروایا

تو میرے دیکھنے کا تیری بیوی کے سونے سے کیا کام

یمان نے پوچھا

او گدھے اگر یہ یہاں سو گئی تو اس دو من کی بوڑی کو اٹھا کے کون لے جائیگا، رحم کر مجھ پہ اور چل اب،

معاویہ نے مسکین شکل بنا کے کہا، اسکی بات سن کے نیند میں جھولتی ہوئی مینے نے پٹ سے آنکھیں کھولی

کیا کہا آپ نے زرا پھر سے کہے

مینے نے معاویہ کی طرف رخ کر کے کڑے تیوروں کے ساتھ پوچھا

میں نے بھلا کیا کہنا ڈار لنگ، میں تو یمان سے کہہ رہا ہوں کہ میری بیوی کی نیند خراب ہو جائیگی اسلیے چلے، ہیں نہ
یمان

معاویہ نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہہ کے آخر میں یمان کی طرف رخ کر کے تمہید چاہی

بلکل نہیں مینے جھوٹ بول رہا ہے یہ، اسکو تمہاری نیند کی نہی بلکہ اپنی جان کی پڑی تھی کہتا ہے کہ اگر اس دو من کی
بوڑی کو اٹھا لیا تو میرا کیا ہوگا، یہاں کی حسیناؤں کا دیدار کیسے کروں گا

یمن نے جلتی پہ تیل جھڑکتے ہوئے مینے کو تیلی لگائی

بیڑا غرق ہو تیرا منحوس مارے

معاویہ نے دل میں یمن سے مخاطب ہو کے کہا

اچھا تو اب یہ بات ہے میں دو من کی بوڑی ہو گئی، شادی سے پہلے تو ہر وقت گلی کے بد معاش لڑکوں کی طرح میرے آگے پیچھے پھرتے تھے اور اب یہاں آ کہ آنکھیں ہی پھیر لی

مینے نے یمن کی طرف دیکھتے ہوئے تیکے لہجے میں کہا

ارے ڈار لنگ ایسا کچھ نہیں ہیں یہ خبیث تو ایویں بول رہا ہے

معاویہ نے مینے کی آنکھوں میں ناراضگی دیکھ کے جلدی سے صفائی پیش کی

بات نہیں کرنا مجھ سے اب، اور نہ میرے پیچھے آنے کی ضرورت ہے

مینے نے معاویہ کو وارن کرتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی

کمینے تجھے تو میں دیکھ لوں گا پہلے اپنی بیوی کو منالوں

معاویہ نے آگے بڑھتے ہوئے یمن کی طرف دیکھتے ہوئے دانت کھچکا کے کہا

معاویہ کی پتلی حالت دیکھ کے یمن نے بے ساختہ قہقہہ لگایا

آپ بہت برے ہو، مینے کو ناراض کر دیا

ذمل نے یمن کے سینے پہ مکامارتے ہوئے کہا

جانم ابھی تو میں برا بنا ہی نہیں اور الزام دے ڈالا، اٹس ناٹ فیئر

یمان نے ذمل کو سینے سے لگا کے اس کے بالوں پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

چھوڑے کیا کر رہے ہیں،

ذمل نے ایک دم پیچھے ہو کہ ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا

ریلکس ڈارلنگ اگر یہاں میں تمہاری سانسوں کو بھی اپنی سانسوں میں الجھا لو، تب بھی لوگوں نے کچھ نہیں کہنا
اسلیے کھل کے ان لمحوں کو انجوائے کرو

یمان نے دوبارہ ذمل کو بانہوں کے حلقے میں لیتے ہوئے کہا

آپ بہت بے شرم ہوں،

ذمل نے اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے شرم سے چور لہجے میں کہا

تو چلو پھر روم میں، تاکہ اپنی بے شرمی تمہیں کھل کے دکھا سکوں

ہیمان نے اسکے شرم سے سرخ پڑھتے چہرے کو نظروں کے ذریعے دل میں اتارتے ہوئے کہا

سدھر جائیں آپ

ذیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پھولے ہوئے چہرے کے ساتھ کہا

جبکہ اسکا خفگی بھرا لہجہ سن کے ہیمان کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا

بچوں کے جانے سے گھر کتنا سونا سونا ہو گیا ہے نا

نجمہ بیگم نے ساتھ بیٹھی ذینب بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

یہ تو ہے، بچوں کے دم سے ہر وقت گھر میں رونق لگی رہتی تھی،

ذینب بیگم نے گھر میں چاروں اوڑ نظر گھما کر کہا

آپ کی بات ہوئی ان سے، پہنچ گئے ہیں یا نہیں

ذینب بیگم نے پوچھا

دبیر کی ہوئی ہے یمان سے، کہہ رہا تھا کہ کل شام کو ہی پہنچ گئے تھے

نجمہ بیگم نے کہا

امی میرا ایک بلیک سٹولر نہیں مل رہا، آپ نے کہی دیکھا تو نہیں

اتنے میں ماہ نے آکہ ذینب بیگم سے پوچھا

ماہ ایک تو تم، اب تو بڑی ہو جاؤ بیٹا، شادی شدہ ہو گئی ہوں لیکن چیزوں کا کوئی خیال نہیں

ذینب بیگم نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا

اف امی تو چیزوں کا شادی سے کیا تعلق، آپ بتائیں اگر دیکھا ہے تو

ماہ نے جھنجھلا کے کہا

تمہیں اس وقت سٹولر کی کیا ضرورت آن پڑی اور یہ کیا سر جھاڑ منہ پھاڑ حلیے میں پھر رہی ہوں، کبھی سے نہیں لگ رہی کہ تمہاری شادی کو دو دن ہوئے ہیں

نجمہ بیگم نے اس کے حلیے پہ نظر ڈالتے ہوئے سخت لہجے میں کہا

مامی میں پیکنگ کر رہی ہوں اس کے بعد ہی تیار ہوں گی

ماہ نے نجمہ بیگم کے کڑے تیور دیکھ کے جلدی سے کہا

اچھا جاؤ میں ذنجبیل کو تمہاری ہیلپ کرنے بھیجتی ہوں، تم اپنا حلیہ درست کروں

نجمہ بیگم نے کہا

ماہ اگر میری پیکنگ نہیں ہوئی تو یہ میری جیکٹ بھی رکھ دینا

زمان نے لاؤنچ میں کھڑی ماہ کو دیکھ کے اسکی طرف بڑھتے ہوئے کہا

مفت کی ملازمہ ملی ہوئی ہو کیا، ہاتھ سلامت ہے تمہارے خود کر لوں

ماہ نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بد تمیزی سے کہا

ماہ یہ کیا طریقہ ہے شوہر سے بات کرنے کا، کیا یہ سکھایا ہے میں نے تمہیں

ماہ کی بد تمیزی دیکھ کے ذینب بیگم نے غصے سے کہا

مورے میں نے تو

اس سے پہلے کہ ماہ اپنی بات پوری کرتی ذینب بیگم نے ماہ کو سوری کرنے کو کہا

-

میں نے کوئی سوری نہیں کرنا

-

ماہ نے ضدی لہجے میں کہا

-

اس سے پہلے کہ میرا ہاتھ اٹھے سوری کرو

-

ذینب بیگم نے سخت لہجے میں کہا

-

مورے آپ اس کی وجہ سے مجھ پہ ہاتھ اٹھائی گئی

-

ماہ نے ذینب بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے بے یقینی سے پوچھا

-

ہاں اور آئندہ بھی کروں گئی اگر تم نے اپنا یہ رویہ نہیں بدل لے تو

-

ذینب بیگم نے سخت لہجے میں کہا

پھپھوریلکس میں خود کرلوں گا، آپ غصہ نہ ہو اور تم روم میں جاؤ

زمان نے زینب بیگم کو بیٹھاتے ہوئے ماہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

آپ میری مورے ہیں ہی نہیں، میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گئی

ماہ نے زینب بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے روتے ہوئے لہجے میں کہا اور بھاگ کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

ذینب بیگم کو مطمئن کر کے وہ کمرے میں آیا تو آگے سے میڈم ارد گرد سے بیگانہ رونے کا شغل فرما رہی تھی،

کیا ہوا کیوں رورہی ہوں

اس نے صوفے پہ ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا

تمہیں کیا میں روؤں یا ہنسو

اس نے اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کے غصے سے کہا

ہاں یہ بھی ہیں مجھے کیا ہنسویاؤں،

اس نے ٹشوبا کس میں سے ٹشونکال کے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

تمہیں تو خوشی ہوئی ہو گئی نہ کہ مورے نے سب کے سامنے مجھے ڈھانٹا

ماہ نے اس کے ہاتھ میں سے ٹشو چھینتے ہوئے کہا

اور مجھے خوشی کیوں ہوں گی؟؟

زمان نے اس کے سرخ چہرے پہ نظریں مرکوز کرتے ہوئے کہا

کیونکہ تمہیں اچھا لگتا ہے کہ میں سب کے سامنے بے عزت ہوں، پہلے خود بے عزت کرتے تھے اور اب لوگوں سے کراوتے ہوں،

اس نے ٹشو سے ناک کو رگڑتے ہوئے کہا

پتہ نہیں کہاں سے یہ بکواس تمہارے دماغ میں آتی ہے

زمانے نے کہا

بکواس نہیں سچ ہے یہ

ماہ نے تیز لہجے میں کہا

دماغ ٹھیک تو ہیں یا سٹھیا گئی ہوں، بیوی ہوں تم میری، عزت ہوں میری، میں ایسے کیوں کروگا

زمانے نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے حیرانگی سے کہا

کوئی بیوی نہیں ہوں میں تمہاری، بس تم مجھے جھکانا چاہتے تھے، اسلیے شادی کی تاکہ سب کے سامنے میری ذات کا
تماشہ لگا سکوں

اس نے روتے ہوئے کہا

اس کی باتیں سن کے زمان کا پارہ ہائی ہو اور ایک ہی چست میں آگے بڑھ کے اس نے ماہ کے بال مٹھی میں لیے اور
اپنی سرخ آنکھیں اسکے چہرے پہ گاڑھ کے غراتے ہوئے کہا

آج تو تماشے کی بات کر کی اگر آئندہ یہ بکو اس کی تو زبان کھینچ لوں گا تمہاری میں

زمان نے اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا

چھوڑو مجھے جنگلی انسان

ماہ نے سسکتے ہوئے کہا

اب یہ جنگلی پن تمہیں ساری عمر برداشت کرنا ہو گا

اس نے چنگارتے ہوئے کہا

نفرت کرتی ہوں میں تم سے، سخت نفرت، دور رہو مجھ سے،

اس نے روتے ہوئے کہا

ایک بات کان کھول کے سن لوں میں محبت میں بھی بد تمیزی کا قائل نہیں اگر ہر بات تمہاری برداشت کر رہا ہو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم میرے سر پہ ناچو، اس لیے تمیز سیکھو اگر میں نے سکھانے پہ آیا تو میرا طریقہ پسند نہیں آئیں گا

زمان نے وارن کرنے والے انداز میں کہہ کے اس کی گردن پہ بائٹ کی

چھوڑو مجھے، گن آتی ہے مجھے تم سے، تمہارے لمس سے، اچھے ہونے کا ڈھونگ کرتے ہو

ماہ نے اسکو خود سے پرے دھکیلتے ہوئے کہا

تمہیں گن آتی ہے نہ میرے لمس سے، تمہیں میرا پیار ڈھونگ لگتا ہے نہ

زمان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے ضبط سے پوچھا

ہاں آتی ہے گن مجھے، لٹیرے ہوں تم، صرف زبردستی کرنا جانتے ہو تم

اس نے تیز لہجے میں کہا

شٹ اپ، ایک اور لفظ نہیں ماہر و رخ ورنہ میں نہیں جانتا کیا کر بیٹھو گا

زمان نے تیز لہجے میں کہا

تمہیں گن آتی ہے نہ مجھ سے میرے لمس سے، تمہیں ڈھونگ لگتا ہے نہ میرا پیار، تو جاؤ آج سے تم میری طرف سے آزاد ہوں جو دل میں آئیں وہ کروں، آج سے میں تمہیں اپنی محبت سے آزاد کرتا ہوں، انج سے تم میرے لیے

ماہروخ قاسم خان ہوں، میری ماہ نہیں، میرا آج تم سے اور تم سے جڑی محبت سے کوئی تعلق نہیں، آج میں زمان آفریدی تمہاری خوشی کیلئے تم سے دستبردار ہوتا ہوں،

وہ اسکو سن کہاں رہی تھی اس کے کانوں میں تو زمان کا ماہروخ کہنا ہی گونج رہا تھا، تو کیا وہ اتنا بیگانہ ہو گیا تھا اس سے کہ وہ ماہ سے ماہروخ بن گئی

سمجھو آج سے زمان آفریدی مر گیا

اس نے لفظوں کا آخری وار کرتے ہوئے اس کو ایک جھٹکے سے چھوڑا اور باہر نکلتا گیا

جبکہ وہ وہی ساکت بیٹھی رہ گئی اس کے کانوں میں زمان کے لفظ گھونج رہے تھے، اس کو اب اپنے الفاظ کی سنگینی کا ادراک ہوا، لیکن اب فائدہ نہیں تھا کیونکہ روٹھنے والا روٹھ چکا تھا، جو شاید ہی اب کبھی مان پاتا کیونکہ وہ انا زادہ تھا اور انا زادے ٹوٹ جاتے ہیں لیکن مڑ کے نہیں دیکھتے

وہ شاہور لیکر باتھ روم سے نکلا کہ اتنے میں کمرے کا دروازہ نوک ہوا

یس، اس نے بے دریغ پر فیوم کا استعمال کرتے ہوئے کہا

تم کہی جارہے ہوں، ذنجبیل نے اس کو نک سک سے تیار ہوتے دیکھ کے پوچھا

ہاں، اس نے یک لفظی جواب دیا

کہاں، اس نے پوچھا

جہنم میں، جانا ہے کیا

اس نے گاڑی کی چابیاں ٹیبل پہ سے اٹھاتے ہوئے کہا

یعنی آخر اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ ہی رہے ہوں

اس نے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ سجائے کہا

اگر ایک منٹ کے اندر تم یہاں سے غائب نہ ہوئی تو تمہیں بھی ساتھ لے جاؤ گا

دیر نے صبح صبح نازل ہوئی اس بلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

فلحال میرا کہی اور جانے کا ارادہ ہے اسلیے تم مجھے وہی لے جاؤ تو بہتر ہو گا

ذنجیل نے ناک پہ سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا

اور ملکہ کی یہ شاہی سو رای کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہے یہ بھی اس ناچیز کو بتادیں

دیر نے صوفے پہ بیٹھ کے شوز پہنتے ہوئے کہا

مجھے کچھ بکس چاہیے مارکیٹ تک لے جاؤ،

اس نے کہا

او بی بی معاف کروں مجھے، میں آفس جا رہا ہوں، فارغ نہیں تمہاری طرح

دیر نے اسکو سائیڈ پہ کرتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ کے کہا

شکل ہے تمہاری آفس جانے والی، بڑا آیا آفس جا رہا ہوں

ذنجبیل نے اسکے پیچھے جاتے ہوئے نقل اتار کے کہا

صبح صبح میرا موڈ خراب نہ کروں لڑکی،

دیر نے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے گراج کی طرف جاتے ہوئے کہا

پلیز بس ایک دو بکس ہی لینی ہے، جلدی واپس آجائیں گئے

ذنجبیل نے منت کرتے ہوئے کہا

کبھی نہیں، دبیر نے قطعاً انکار کیا اور گاڑی میں بیٹھ گیا

یعنی تم مجھے نہیں لے جا رہے،

ذنجبیل نے کڑے تیوروں سے پوچھا

اور کس زبان میں بتاؤ کہ نہیں، جاؤ اب میرا سر ناکھاؤ

اب کی بار تنگ آ کہ دبیر نے تیز لہجے میں کہا

ہم تو اب دیکھوں میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں

ذنجبیل دل میں دبیر سے مخاطب ہو کہ کہا

اس نے ادھر ادھر نظر دھرائی تو اسے زمیں پہ پتھر نظر آیا اس نے نہ محسوس انداز میں جھک کے پتھر اٹھایا اور
آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی پتھر سے گاڑی پہ سکرچ کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی

اب دیکھو بندر مجھے انکار کرنے کا نتیجہ

ذنجبیل نے دل میں دبیر سے کہا

اچانک دبیر کی نظر ذنجبیل پہ پڑی جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی، دبیر کے دماغ نے الارم دیا کہ ہونہ ہو
ذنجبیل میڈم کوئی کارنامہ سرانجام دے رہی ہیں،

اسیے دبیر گاڑی سے اتر کے باہر آیا تو سامنے اپنی فیورٹ کار کا حشر دیکھ کے اسکو صدمہ ہوا جس پہ ذنجبیل میڈم نے
ٹپڑھی میڑھی لکیریں کھینچ کے گاڑی کا نقشہ بگاڑ چکی تھی

یہ کیا کیا تم نے بد تمیز لڑکی

دبیر نے صدمے سے پوچھا

وہی جو تمہیں نظر آرہا ہے، اب کر کے دیکھاؤ انکار، بڑا آیا نہ لے جانے والا

ذنجیل نے ناک بھوں چڑھا کے کہا

تم اسہہ آج تو تمہارا قتل میرے ہاتھوں لکھا ہے

دیر نے غصے کی شدت سے غراتے ہوئے کہا

قتل تو تم تب کر سکوں گے جب مجھے پکڑو گے نا

ذنجیل نے زبان نکال کے دیر کو چھیڑتے ہوئے کہا اور اندر کی اوڑبھاگ گئی

اب منظر یہ تھا کہ ذنجیل آگے آگے اور دیر اس کے پیچھے پیچھے

بونی آج تیری خیر نہیں

دیر نے ذنجیل کی طرف لپکتے ہوئے کہا

اس سے پہلے کہ دبیر اسے پکڑتا ذنجبیل سامنے سے آتے آغا جان کے پیچھے چھپ گئی

ہائے آغا جان بچھائے مجھے اس جلا دے

ذنجبیل نے دہائی دیتے ہوئے کہا

لڑکی یہ کیا آندھی طوفان بنی ہوئی ہوں

آغا جان نے کہا

آغا جان آپ سائیڈ پہ ہوں آج میں اس چڑیل کو مزہ اچھا کے رہوگا

دبیر نے آغا جان کے پیچھے چھپی ہوئی ذنجبیل کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

کیا ہو گیا ہے کیوں لڑ رہے ہوں

آغا جان نے دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

کچھ نہیں آغا جان میں تو بس اسے کہہ رہی تھی کہ اگر باہر جا رہے ہوں تو آتے ہوئے ساتھ میں مجھے کچھ بکس چاہیے وہ بھی لیتے آنا لیکن اس نے مجھے باتیں سنائی اور میرے بال بھی کھینچتے اور تو اور اپنی گاڑی پہ سکرپچر ڈال کے کہتا ہے کہ میں تمہاری مورے سے شکایت کروں گا

ذنجبیل نے دبیر کے بولنے سے پہلے ہی جھوٹے ٹسوئے بہا کے آغا جان کو اپنی سائیڈ پہ کرنا چاہا

جبکہ دبیر تو منہ کھولے اس نوٹنکی کو دیکھ رہا تھا

دبیر ایسے کون کرتا ہے

آغا جان نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا

جھوٹی مکار عورت، آغا جان یہ جھوٹ بول رہی ہے

- دبیر نے غصے سے ذنجبیل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

- آغا جان آپ کو لگتا ہے کہ میں جھوٹ بول سکتی ہوں

- ذنجبیل نے جلدی سے آغا جان کی پیچھے ہو کہ آنکھیں میں آنسو لائے معصومیت سے پوچھا

- فسادن تمہیں تو دیکھ کے شیطان بھی کہتا ہو گا کہ میرا کیا کام زمین پہ

- دبیر نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا

- پھر تو تم بھی کہتے ہوں گے آخر شیطان کے ساتھی جو ہوں

- ذنجبیل نے آنکھیں پٹھپٹا کہ کہا

- تم بونی ----

-
دبیر نے غصے سے کہا

-
بس کروں بچوں کی طرح لڑنا

-
آغا جان نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

-
دبیر تم ابھی تک گے کیوں نہیں آفس

-
آغا جان نے دبیر سے پوچھا

-
جاہی رہا تھا کہ یہ فسادن مل گئی،

-
دبیر نے ذنجیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

-
اچھا اب جاؤ تم، بس بہانے ڈھونڈتے ہوں ہر وقت

- آغا جان نے ذنجبیل کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا

- آغا جان آپ زیادتی کر رہے ہوں، غلطی اس بونی کی ہیں

- دبیر نے کہا

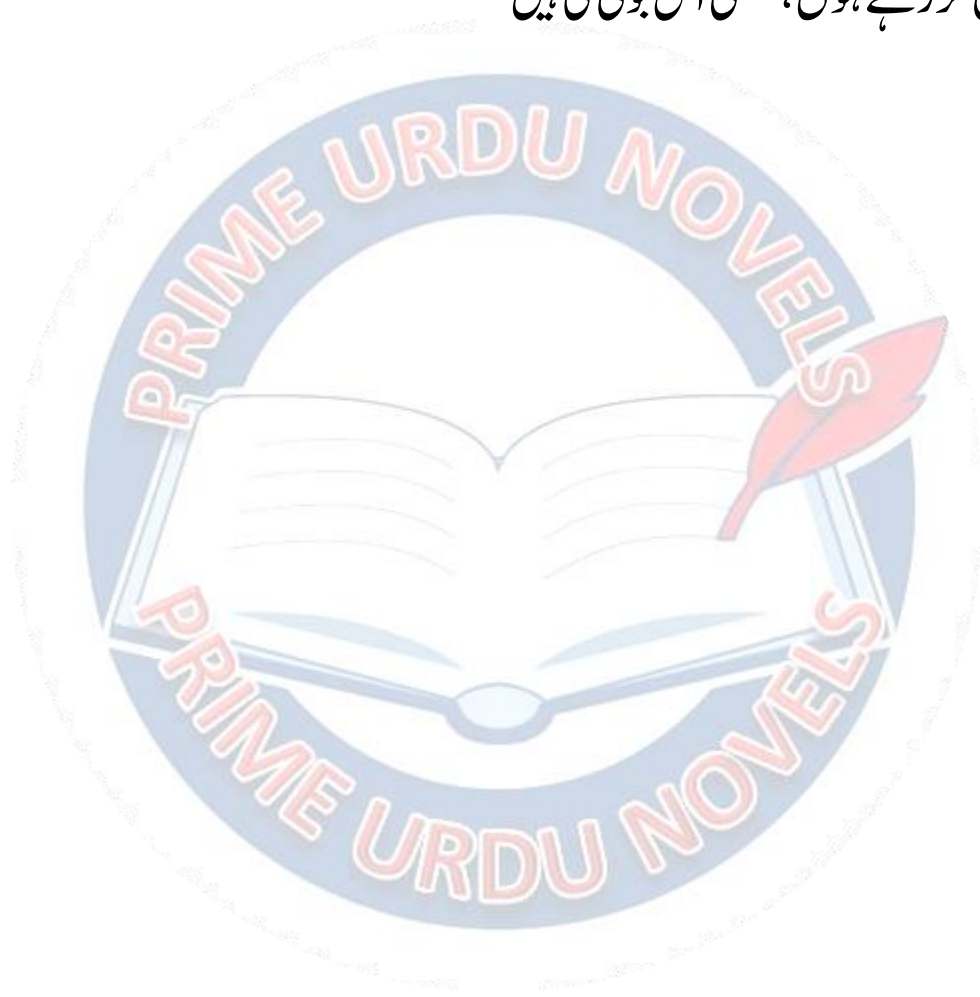
- جاؤ تم

- آغا جان نے کہا

- لیکن میری گاڑی

- دبیر کی سوئی گاڑی پہ ہی اٹکی ہوئی تھی

- جاؤ گاڑی ٹھیک ہو جائیں گئی تمہاری



آغا جان نے کہا

جبکہ دبیر نے خونخوار نظروں سے آغا جان کے سینے سے لگی ذنجبیل کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھوں میں ہی وارن کیا کہ بچ کے دکھاؤ بدلہ تولے کے رہوگا، جبکہ ذنجبیل نے ناک پہ سے مکھی اڑائی کہ

جاؤ میں کون سا تم سے ڈرتی ہوں

جبکہ دبیر صبر کے گھونٹ پی کے آگے بڑھ گیا

باز آجاؤ نہیں تنگ کیا کروں اسے

اب کے آغا جان نے ذنجبیل سے کہا

میں نے کیا کیا

ذنجیل نے منہ پھلا کے کہا

ذنجیل باز آجاؤ، تمہیں پتہ ہے نہ وہ کتنا حساس ہے اپنی کارز کیلے

اب کے آغا جان نے خفگی سے کہا

اس لیے تو خراب کی ہے

ذنجیل نے دل میں خود کو داد دیتے ہوئے کہا

بس اب زیادہ اسکی طرف داری نہ کریں ورنہ میں آپ سے بریک اپ کر لوں گئی

ذنجیل نے بنا اثر لیے شرارت سے کہا

جبکہ آغا جان بس اسے دیکھ کے رہ گئے

یار تمہیں پتہ ہے نہ یمان کا، کچھ بھی بولتا ہے

معاویہ نے سامنے منہ پھولائی بیٹھی مینے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

چلے یمان لا لا ایسے بولتے ہیں لیکن میں نے خود سنا تھا، آپ نے کہا تھا دو من کی بوڑی

مینے نے معاویہ کی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے کہہ کے رخ موڑ لیا

یار جانتا ہو مجھے نہی کہنا چاہیے تھا دو من کی بوڑی بلکہ مجھے سو من کی کہنا چاہیے تھا لیکن اب کیا کرو، بندہ بشر ہوں، معاف کر دوں، اپنے اس نادان شوہر کو

معاویہ نے مینے کی طرف دیکھتے ہوئے باظاہر سنجیدہ لیکن آنکھوں میں شرارت سجائے کہا

معاویہ میسپیہ۔۔۔۔

مینے نے ایک ہی چست میں مڑ کے چیختے ہوئے کہا،

مینے کی چیخ سن کے معاویہ نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی

زما زگیا (میرے دل) سن سکتا ہوں ابھی بہرا نہیں ہوا

معاویہ نے کہا

آ--آپ بات نہیں کرنا مجھ سے

مینے خفگی سے کہہ کے بیڈ پہ جا بیٹھی

یعنی تم اجازت دے رہی ہوں عام لفظوں میں کہ میں یہاں کی کسی گوری کو پھنسالوں

معاویہ نے مینے کے پاس بیٹھتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا

جان لے لوں گئی میں آپ کی

معاویہ کی بات سن کے مینے نے کڑے تیوروں سے کہا

وہ تو ابھی بھی لے رہی ہوں پوری پسٹری بن کے

معاویہ نے مینے کو خود پہ گراتے ہوئے اسکے لپ اسٹک سے رنگے ہوئے سرخ لبوں کو انگوٹھے سے مسلتے ہوئے کہا

معاویہ -- معاویہ

مینے نے حجاب آمیز لہجے میں اسے پکارا، اسکی ساری تیزی معاویہ کی ایک معمولی سی جسارت سے اڑ گئی تھی

حکم جان معاویہ

معاویہ نے انگلی ٹریس کرتے ہوئے اس کے گردن کے تل پہ پھیرتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا

وہ -- وہی -- میں کہہ رہی ہوں -- ہوں -- کہ

مینے نے اٹھکتے ہوئے کہا

کہ، آگے بولوزر گیہ،

معاویہ نے اسکی کمر پہ بندھی ڈوریوں میں انگلیاں اٹھکاتے ہوئے کہا

آ--اپ میری بات سنیں نہ

مینے نے اسکی ہاتھوں کی حرکت کو روکتے ہوئے کہا لیکن معاویہ نے اسکی ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے کمر پہ بندھی ڈوریوں کو ایک ہی جھٹکے میں توڑا،

معا--معاویہ

اس سے پہلے کہ مینے بات کرتی معاویہ اس کے ہونٹوں پہ دسترس حاصل کر چکا تھا، وہ اس کی سانس میں بری طرح الجھا ہوا تھا، معاویہ کی شدت سے مینے کی جان نکل رہی تھی، اس کے لمس میں شدت تھی، جان نکال دینے

والی شدت، اس سے پہلے کہ میں اپنے ہوش کھوتی معاویہ نے اسکی سانسوں کو رہائی دی، میں نے زور زور سے سانسیں لے رہی تھی، اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا ایسے لگ رہا تھا کہ ابھی پسلیاں توڑ کے باہر اجائے گا

شراب بھی تمہارے آگے پیکی ہے زرگیہ



اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسیپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

معاویہ نے اس کے نم لبوں پہ انگلی پھیرتے ہوئے پر تپش لہجے میں کہا

مینے معاویہ کی بات سن کے شرم سے دوہری ہو گئی اور خود میں سمٹنے لگی

میرا بس چلے تو اپنے سینے میں چھپا کے تمہیں رکھوں

اس نے مینے کے گالوں سے اپنے گالوں کو رگڑتے ہوئے کہا

معاویہ باہر چلے

مینے نے جان خلاصی کر اوتے ہوئے کہا

جان کچھ دیر تک دونوں شاور لیکر چلتے ہیں نہ

معاویہ نے مینے کی ٹانگوں کو اپنے ٹانگوں کے بیچ لوک کرتے ہوئے کہا

جبکہ معاویہ کے ارادے جان نے مینے کے جسم میں ایک سرد لہر دوڑی

لیکن مجھے بھوک لگی ہے

مینے نے اپنے کاندھے پہ سے شرٹ سرکاتے معاویہ کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اودونوں مل کے کھاتے ہیں نہ ایک دوسرے کو

اس نے مینے کے بازوؤں کو اپنے گردن کے گرد رکھتے ہوئے اس پہ جھک کے کہا اور اپنے ہونٹوں کو اسکی توڑی پہ رگڑا

لیکن

شششش، ابھی صرف میرے دل کی سنو اور خود کو میرے جذبات کے آگے زیر کرتے ہوئے ان قربت بھرے لمحوں میں میرے اور اپنے حسین ملن کی اس گھڑی کو محسوس کروں

معاویہ نے اس کے لبوں پہ انگلی رکھتے ہوئے کہا اور اسکی جسم کی گہرائیوں میں اترنے لگا

ماہ آپنی آغا جان کہہ رہے ہیں کہ

ذنجبیل دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوئی، اس کے پیچھے پیچھے دبیر بھی اندر آیا لیکن سامنے اجڑی حالت میں زمیں پہ بیٹھی ماہ کو دیکھ کے دونوں کے قدم رک گئے

کیا ہوا ماہ آپنی

ذنجبیل نے جلدی سے ہوش میں آتے ہوئے آگے بڑھ کے پوچھا

و۔۔۔ہ۔۔۔زمان

ماہ نے سسکتے ہوئے کہا

کیا ہوا زمان لالا کو

اب کی بار دبیر نے تشویش سے پوچھا

وہ ایسے کیسے کہہ سکتا ہے مجھے

ماہ نے سسکتے ہوئے کہا

آپ اٹھے اوپر بیٹھے

ذنجبیل نے ماہ کو اٹھاتے ہوئے کہا

اس نے ماہ کو اٹھا کے بیڈ پہ بٹھایا اور سائیڈ ٹیبل پہ پڑے جگ میں سے پانی کا گلاس بھر کے اسکے ہونٹوں سے لگایا
جسمیں سے دو گھونٹ پانی پی کے ماہ نے دور دھکیلا

اب بتائیں کیا ہوا ہے

ذنجیل نے ماہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا

وہ مجھ سے پیار نہیں کرتا، وہ ایسے کیسے کہہ سکتا ہے، اسے میری پروا نہیں

ماہ نے روتے ہوئے کہا

لیکن ہوا کیا ہے

ذنجیل نے پوچھا

نہیں ماہ یہ تمہارے اور لالا کا پروہلم ہیں اسلیے ہم میں سے کسی کو نہیں بتاؤ گی تم، ورنہ لالا اور غصہ ہو گئے چلو اب اٹھو اور جانے کی تیاری کروں، باہر سب ویٹ کر رہے ہیں تمہارا

اس سے پہلے کہ ماہ کچھ کہتی دبیر نے اسے ٹھوکتے ہوئے منع کیا،

لیکن وہ ناراض ہیں مجھ سے، میں کیسے

ماہ نے آنکھوں میں آنسو لیے کہا

وہ تم سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتے، چلو اٹھو اب شاباش

دبیر نے اس کے آنسوؤں سے بھری آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے کہا

جاؤ، ماہ کو کہو نیچے آئیں، لیٹ ہو رہا ہے

ذینب بیگم نے ملازمہ سے کہا

اس سے پہلے کہ ملازمہ اسے بلانے جاتی، وہ سامنے سے دبیر اور ذنجبیل کی ساتھ سیڑھیاں ویران چہرہ لیے اترتی دیکھائی دی

میں باہر گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں، سب سے ملنے کے بعد آپ ماہر و خ کو باہر بھیج دیں

اس کے آتے ہی زمانِ ذینب بیگم کو مخاطب کر کے باہر کی طرف بڑھ گیا

جبکہ زمان کی اس بے رخی پہ ماہ کی آنکھوں میں آنسو آئیں جن کو بہ مشکل روکتے ہوئے وہ سب سے ملی اور باہر کی طرف بڑھ گئی جہاں وہ اسکا کار میں ویٹ کر رہا تھا،

آگے بڑھ کے دروازہ کھول کے وہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی تو وہ ایک ہی جھٹکے میں گاڑی کو آگے بڑھا گیا

ماہ نے اسکی طرف کن اکھیوں سے دیکھا تو وہ چہرے پہ خطرناک تاثرات سجائے سنجیدگی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا، اس کے خطرناک تیور دیکھ کے ماہ نے چھپ رہنے میں ہی عافیت سمجھی

گاڑی مسلسل سڑک پہ دوڑ رہی تھی، مسلسل خاموشی سے اکتا کے ماہ نے آگے بڑھ کے سونگ لگا دیا

چاند میرا ناراض ہے
نہ بات کرے نہ ملتا ہے
کیسے اسکو سمجھاؤ
نہ سمجھے رشتہ دل کا ہے

گانے کے بول سن کے زمان نے ماتھے پہ انگٹ بل آئیں، اس نے آگے بڑھ کے سونگ آف کر دیا

تم نے سونگ کیوں آف کیا

ماہ نے پوچھا

یہ فضول چونچلے میری گاڑی میں کرنے کی ضرورت نہیں

زمان نے بگڑے لہجے میں کہا

یہ گاڑی بھی میری ہے اور گاڑی والا، اس لیے میری مرضی، میں جو کروں

ماہ نے آگے بڑھ کے دوبارہ سونگ اون کرتے ہوئے کہا

سیریلی

زمان نے ایک آئی برواٹھانے استہزایہ لہجے میں پوچھا

-
بلکل

-
ماہ نے مضبوط لہجے میں کہا

-
تو تمہاری یہ غلط فہمی بہت جلد میں دور کر دوں گا تب تک مجھ سے اور میری چیزوں سے دور رہوں

-
زمان نے سامنے سڑک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

-
زمان میری بات سنو

-
ماہ نے زمان کے کاندھے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا

-
شٹ اپ ماہر و خ ہاشم خان، شٹ اپ مجھے چھونے کی یا مجھ سے مخاطب ہونے کی کوشش بھی نہیں کرنا ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گئی

زمان نے ماہ کے ہاتھ کو بری طرح جھٹکتے ہوئے وارن کرنے والے انداز میں کہا

پلیز زمان ایک بار میری بات سن لوں

ماہ نے التجائیہ لہجے میں کہا، لیکن زمان اسکی آواز پہ کان بند کرتے ہوئے ڈرائیونگ کرنے لگا جبکہ اسکی اس ستم پہ وہ اسے دیکھتی رہی گئی، اسے پتہ ہی نہیں چلا کب اسکی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی مانند گرنے لگے، جلد ہی اپنی حالت پہ قابو پاتے وہ کھڑکی سے باہر مناظر دیکھنے لگی

وہ اس وقت صبح کے ناشتے کی تیاری میں نجمہ بیگم کی مدد کر رہی تھی،

عروش میری گھڑی نہیں مل رہی

کہ اتنے میں ارمان نے کمرے میں سے ہانک لگاتے ہوئے کہا

جاؤ بیٹا، دیکھو کیا چاہیے اسے، میں کچن کو دیکھ لیتی ہوں

نجمہ بیگم نے اس کے ہاتھ سے چائے کی کیتلی لیتے ہوئے کہا،

کیا ہوا کیوں صبح شور مچایا ہوا ہے اور یہ کمرے کا کیا حال بنایا ہے

اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کمرے میں بکھرے کپڑوں اور پرفیومز کی دیکھتے ہوئے صدمے سے کہا

یار میری گھڑی نہیں مل رہی، لیٹ ہو رہا ہوں

ارمان نے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے کہا

لیکن وہ سن کہاں رہی تھی وہ تو صدمے سے بکھرے کمرے کو دیکھ رہی تھی جو کچھ وقت پہلے وہ صاف ستھرا کر کے گئی تھی

یار کچھ کہہ رہا ہوں تم سے

ارمان نے سکتے میں کھڑی عروش کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

-

ارمان یہ آپ نے کمرے کا کیا حشر کیا ہوا ہے

-

عروش نے صدمے سے کہا

-

یاروہ مجھے گھڑی نہیں مل رہی تھی تو

-

اس نے سر کو کجاتے ہوئے کہا

-

تو آپکی گھڑی شوز ریکس میں پڑی تھی کیا، جو جگہ جگہ آپ نے سب کچھ بکھیرا ہوا ہے

-

عروش نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے پوچھا

-

یاروہ تم کمرے میں نہیں تھی تو

-

ہاں میں کمرے میں نہیں تھی تو نواب صاحب کا میرے بنا دل نہیں لگ رہا تھا اسلیے سوچا کہ او دل کو بہلانے کیلئے کمرے کو کباڑ خانے میں تبدیل کر دیتا ہوں

اس نے بکھری ہوئی

چیزوں کو ایک ایک کر کے سمیٹتے ہوئے کہا

کبھی اس بات پہ ناراض تو نہیں ہو گئی کہ میں نے تم سے دل بہلانے کے بجائے ان چیزوں سے دل بہلایا

ارمان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے قریب کرتے ہوئے کہا، جبکہ وہ اس اچانک افتاد پہ گڑبڑا کے رہ گئی

ارمان کیا کر رہے ہیں، چھوڑے دروازہ کھولا ہوا ہے

عروش نے گڑبڑاتے ہوئے کہا

تو کیا ہو گیا اپنی بیوی کے ساتھ ہوں، کسی اور کے ساتھ تو نہیں

ارمان نے اس کے چہرے پہ سے بال ہٹھاتے ہوئے کہا

-

ابھی کچھ وقت پہلے کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ وہ لیٹ ہو رہا ہے

-

عروش نے اسکی ٹائی کو درست کر کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے کہا

-

اچھا کسی نے کہا ہو گا مجھے کیا پتہ

-

ارمان نے انجان بنتے ہوئے کہا

-

اچھا جی

-

اس نے ارمان نے بالوں کو بگھارتے ہوئے کہا

-

ہاں جی

-

ارمان نے اسکے گال پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا

دن بدن میٹھی ہوتی جا رہی ہوں میری ڈیری ملک

اس نے عروش کے لبوں کے پاس تل پہ ہونٹ رکھتے ہوئے کہا، جبکہ وہ ارمان کی بات پہ رنگوں سے نہا گئی

اف تمہارا یہ شرمانا کسی دن جان لے لیں گا

اب کہ اس نے عروش کی توڑی کو لبوں سے چھوتے ہوئے کہا

ارمان کوئی اجائیں گا

عروش نے اس کو مدہوش ہوتے دیکھ کے باہر کی طرف اسکا دھیان کروایا

باہر کی فکر چھوڑو، ابھی مجھے خود کو محسوس کرنے دوں

ارمان نے اسکے بالوں میں منہ چھپاتے ہوئے گہری سانسیں کھینچ کے کہا

ابہم، واہ بھی صبح صبح کیا نظارے دیکھنے کو مل رہے ہیں

کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے دبیر کی نظر جب پڑی تو اس نے اندر ٹھکتے ہوئے گلا کھنکھار کے شوخ لہجے میں کہا

دبیر کی آواز سن کے عروش ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی،

واہ بھی صبح صبح، کچھ تو خیال کرو، اس گھر میں کچھ مجھ جیسے معصوم بچہ بھی رہتا ہے

دبیر نے سامنے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا جبکہ دبیر کی باتیں سن نے عروش کا دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائیں، اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور گل افشانی کرتا عروش ارمان کو دھکے دے کے ڈریسنگ روم کی طرف بھاگی

تم میں شرم ہے یا نہیں

ارمان نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

وہ کیا ہوتی ہے لالا

اس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا

وہی جو تم میں نہیں ہیں

ارمان نے اس ڈھیٹ انسان کی طرف دیکھتے ہوئے دانت پیس کے کہا

اچھا، مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا

اس نے کندھا اچھکا کے لا پرواہی سے کہا

بے شرم انسان اب تمہاری وجہ سے میری بیوی میرے سامنے آنے سے کترائی گئی

اس نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کوئی بات نہیں آپ انہیں عبایا پہنادیجیئے گا پھر نہیں کترائی گئی

دیر نے صوفیہ سے اٹھ کے ہاتھ جھارتے ہوئے کہا،

ہزار ڈھیٹ مرے تب جا کہ تجھ جیسا خبیث، کمینہ اور ڈھیٹ انسان پیدا ہوا

ارمان نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پر تاسف لہجے میں کہا

بس خدا کا کرم ہے مجھ گنہگار پہ

اس نے دل جلانے والی مسکراہٹ پاس کرتے ہوئے باہر کی اوڑ بڑھ کے کہا

جبکہ ارمان اسکی ڈھٹائی پہ کلس کے رہ گیا

آج دبیر آئیں گایا نہیں

ذویانے اپنے سامنے بیٹھے برگرسے انصاف کرتے احد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

پتہ نہیں، تم کیوں پوچھ رہی ہوں

احد نے سراٹھا کے اپنے سامنے بیٹھی ذویا سے پوچھا

کیوں کا کیا مطلب، کیا تم نہیں جانتے کہ میں کیوں پوچھ رہی ہوں

ذویانے اسکی طرف دیکھتے ہوئے تیکے لہجے میں کہا

خود کو کیوں تھکا رہی ہوں جبکہ جانتی ہوں کہ تم ایک سراب نے پیچھے بھاگ رہی ہوں، جسکے جتنے پاس جانے کی
کوشش کروں گئی وہ تم سے اور دور ہوتا جائے گا

احد نے ذویا کی بات سن کے ٹٹو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا

وہ میرا ہے، اور میرا ہی ہونا ہے اسے، میں کسی سراب کے پیچھے نہیں بھاگ رہی اور دبیر بھی مجھ سے پیار کرتا ہے تو پھر کیا ڈر مجھے

اس نے پختہ لہجے میں کہا

انہی غلط فہمی ہے تمہاری، وہ تم سے پیار نہیں کرتا، اس لیے جتنا جلدی اس بات کو مان لوں تو بہتر ہو گا

احد نے اس کی بات کی تردید کرتے ہوئے اسے حقیقت دیکھائی

مجھے کوئی غلط فہمی نہیں، اب خود سوچو، پوری یونی لڑکیوں سے بھری ہے، وہ کسی کو منہ تک نہیں لگاتا، لیکن وہ صرف مجھ سے بات کرتا ہے،

حتی کہ اس نے مجھے اپنے گھر شادی تک پہنچا دیا تو کیا یہ پیار نہیں تو اور کیا ہے

ذویا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بالوں کو کان کے پیچھے ارستے ہوئے مغرور لہجے میں کہا

وہ اب بھی تمہیں منہ نہیں لگا تا بس تم ہی پاگلوں کی طرح اسکے پیچھے کبھی ادھر تو کبھی اودھر بھاگتی رہتی ہوں، اسلیے کہہ رہا ہوں کل کی تکلیف سے بچھنے کیلئے ضروری ہے کہ آج ہی اپنے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک لو

احد نے اسکو سمجھاتے ہوئے کہا

شٹ اپ، وہ صرف میرا ہے اور میرا ہی رہے گا، اگر اسکو کسی نے مجھ سے چھیننے کی کوشش کی تو میں اس انسان کی جان لے لوں گئی

احد کی بات سن کے اسکا چہرہ اہانت سے سرخ ہو گیا، اس نے ٹیبل پہ پڑے ہوئے گلاس کو نیچے پھینکتے ہوئے لہو رنگ آنکھوں سے کہا،

جبکہ احد اسکا جنون دیکھ کے دنگ رہ گیا

گلاس کے ذمین پہ گرنے سے کئی سٹوڈنٹس نے گردنیں موڑ کے انکی طرف دیکھا

ذویا، ریلکس، سب کا دھیان ادھر ہے، کیا کر رہی ہوں

احد نے جلدی سے اسکو ہاتھ سے پکڑ کے بھٹاتے ہوئے کہا

چھوڑو مجھے

ذویا نے اسکے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے کہا

ذویا بات سنو میری

احد نے اسکو سمجھاتے ہوئے کہا

کچھ نہیں سنائیں نے، جاؤ یہاں سے

ذویا نے تیز لہجے میں غراتے ہوئے کہا

اوکے فائن، تور ہو پھر اس غلط فہمی میں، اور بناتی رہوں شیشے کے محل، لیکن یاد رکھوں ذویا، جس دن یہ محل چھکنا چور ہو تو کسی کا نقصان نہیں ہوگا، اگر ہو گا تو صرف تمہارا، اور پھر اس محل کو لاکھ جوڑنے کیلئے وہ ٹوٹے ہوئے کانچ اٹھا کے تم جوڑو گئی نہ تو صرف ذخم ہی لگے گے تمہیں، پھر عمر بھر بھی تم ان زخموں پہ مرمم لگاؤ گئی تب بھی وہ نہیں بھرے گئے بلکہ ایک نئے دن کے ساتھ تمہیں مزید تکلیف دے گا اور تا عمر ان سے خون رستار ہے گا، اسلیے ابھی بھی وقت ہے، بھاگنا چھوڑ دوں اسکے پیچھے، اس سے پہلے کہ دیر ہو جائیں

احد نے ٹیبل پہ سے بکس اٹھا کے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا

میں چاہتا ہوں کہ ہمیں دونوں بچوں کے رشتے کا اب باقاعدہ اعلان کر دینا چاہئے

آغا جان نے اخبار کو سائیڈ پہ رکھتے ہوئے چائے کی پیالی سے گھونٹ بھرا اور ایک آفریدی سے کہا

لیکن آغا جان اتنی جلدی کس بات کی، ابھی تو ذنجبیل بہت چھوٹی ہے اور دبیر کا بھی لاسٹ ایر چل رہا ہے

ایک صاحب نے آغا جان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

بیٹا ذنجیل ہمارے لیے چھوٹی ہے اور وہ جتنی بھی بڑی ہو جائیں ہمیں چھوٹی ہی لگے گی، بیٹیاں ہمیشہ ماں باپ کو چھوٹی ہی لگتی ہے،

آغا جان نے ایک آفریدی کی طرف دیکھتے ہوئے محبت سے کہا

یہ بات تو صحیح ہے آپ کی

ایک صاحب نے آغا جان کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا

ہاں تو پھر بتاؤ کیا کہتے ہوں تم

آغا جان نے ایک صاحب سے رائے جاننا چاہی

آغا جان اتنی جلدی کس بات کی ہے، ذنجیل کو اپنی سٹڈی کمپلیٹ کرنی چاہیے تب تک دبیر بھی اسٹیبلش ہو جائیں

گا

ایک صاحب نے کہا

تو میں کون سا ابھی شادی کا کہہ رہا ہوں، بس صرف انکے رشتے کا باقاعدہ اعلان کر دیتے ہیں اور نکاح کروادے گئے،
باقی رخصتی و نجیل کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد کر لے گے،

آغا جان نے کہا

یہ بھی صحیح ہے، چلے آپ ظہیر سے بات کر لیں کہ اسکی اس بارے میں کیا رائے ہے

ایک صاحب نے کہا

کس سے رائے لینے کی بات ہو رہی ہیں

اتنے میں دبیر نے آکہ ٹرالی میں سے بسکٹ اٹھا کے ایک صاحب کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

تم سے

ایک صاحب نے کہا

واہ بھی یہ آج سورج کہاں سے نکلا ہے، جو ایک صاحب کو مجھ سے رائے لینے پڑ گئی

دبیر نے ایک صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا

بھی میں نے تمہارے باپ سے کہا ہے کہ اب لڑکے کو کسی کونٹے سے باندھ دینا چاہیے

آغا جان نے دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کیا میں کوئی بھیڑ بکری ہوں، جسے آپ کونٹے سے باندھنے کے منصوبے بنا رہے ہیں

دبیر نے کہا

بھیڑ بکری تو نہیں، البتہ خچر ضرور ہوں

آبک صاحب نے دبیر کو چھڑاتے ہوئے کہا

با---بابا

دبیر نے چھڑکے کہا

اچھا بھئی چھوڑو تم دونوں، یہ بتاؤ شادی کا کیا ارادہ ہے تمہارا

آغا جان نے دبیر سے پوچھا

بہت ہی نیک ارادہ ہے، لیکن فلحال مجھے نہیں پڑنا اس جھنجھٹ میں

دبیر نے کہا

جھنجھٹ کیسا، بعد میں بھی تو کرنا ہے نہ، تو ابھی کرنے میں کیا مضائقہ ہے

آغا جان نے کہا

بات یہ ہے نہ کہ شادی کے لیے ایک عدد خوبصورت سی دوشیزہ کی ضرورت ہوتی ہے، جو کہ ابھی تک مجھے نہیں ملی، جس دن ملی سیدھا ہاتھ سے پکڑ کے آپ کے پاس لاؤ گا، اس لیے تب تک آپ مجھے ذرا کھلی ہواؤں میں سانس لینے دے

دبیر نے شرارت سے کہا

اگر میں کہوں کہ دوشیزہ ہم نے تمہارے لیے ڈھونڈ لی ہے تو

آغا جان نے کہا

بھئی شادی لوگ زندگی میں ایک بار کرتے ہیں، اس لیے دوشیزہ ڈھونڈنے کا یہ نیک کام میں خود کر لوں گا

دبیر نے ہاتھ جھاڑ کے اٹھتے ہوئے کہا اور آغا جان کے گلے میں پیچھے سے پیار کر کے یہ جاوہ جا، جبکہ پیچھے وہ آغا جان اور ایک صاحب کو ایک گہری پریشانی میں چھوڑ گیا

وہ دونوں اس وقت یونیورسٹی کی بیک سائیڈ ایریا میں بیٹھے ہوئے تھے، جہاں اکاڈمکاسٹوڈنٹ ہی تھے

تم کب سے فون میں بزی ہوں، چھوڑو اسے

ذویانے اس کے ہاتھ سے فون چھینتے ہوئے کہا

یہ کیا بد تمیزی ہے، دو میرا موبائل

دبیر نے ذویا کی طرف دیکھتے غصے میں کہا

کوئی بد تمیزی نہیں، اگر اس میں ہی بزی رہنا ہے تو مجھے کہہ دوں کہ میں چلی جاؤ

ذویانے اسکی اوڑ دیکھتے ہوئے ناراضگی سے کہا

دبیر نے اسکے ہاتھ سے موبائل لیکر پوکٹ میں رکھتے ہوئے گہرا سانس لیکر کہا

اگر فری ہوں تو باہر چل کے کافی پیے، مجھے کچھ بات بھی تم سے کرنی ہے

ذویا نے اس کے چہرے کو محبت سے دیکھتے ہوئے کہا

نہیں ابھی میں نے ذنجبیل کو بھی لینے جانا ہے، تم کرو جوبات کرنی ہے

دبیر نے کہا

ذنجبیل کا ذکر سن کے ذویا کے ماتھے پہ انگٹ بل آئیں

تم نے کیوں لینے جانا ہے، کیا تم اسکے نوکر لگے ہوئے ہو، اور سب مر گئے ہیں

ذویانے انتہائی بد تمیزی کے ساتھ تیز لہجے میں کہا

پہلی بات اپنی گھر کی عورتوں کو لاتے اور لے جاتے ہوئے کوئی نوکر نہیں بن جاتا ہے، یہ ہر مرد کا فرض ہے، اور جو لوگ سوچتے ہیں کہ گھر کی عورتوں کے کام کرنے سے کوئی نوکر بن جاتا ہے تو ایسے لوگوں کی سوچ پہ میں افسوس ہی کر سکتا ہوں، اور دوسری بات یہ تم کس لہجے میں بات کر رہی ہوں

دیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

نہیں ایسے ہی میں نے کہا

ذویانے سنہبل کے کہا

ویسے مجھے کچھ خزلی سی لگی وہ،

ذویانے ناک بھوں چڑھا کے کہا

ہاہا شاہد یہ تم اپنی بارے میں کہہ رہی ہوں،

دبیر نے ہنستے ہوئے کہا، دبیر کی بات سن کے ذویا کا چہرہ سرخ ہوا لیکن اس نے خود کو کمپوز کر کے کہا

اب ہر کوئی ذویا حمدانی تو ہونے سے رہا، میرا خیر مجھ پہ ہی جھٹتا ہے

اس نے اک ادا سے کہا

ہو سکتا ہے شاید، لیکن ذنجبیل خیریلی نہیں ہے، بلکہ وہ تو کافی ہنس مکھ ہے، ہر کسی سے جلد گھل مل جانے والی، جھلی سی، ہر کسی کو اپنا بنا لینے والی

دبیر نے لہجے میں محبت سموئے کہا

ہہہہم کہہ سکتے ہوں

ذویانے چہرے کے ذوایے بگھارتے ہوئے کہا

اسکی کہی منگنی شگنی ہوئی ہے کہ نہیں

ذویانے پوچھا

کیوں تم نے میرج بیورو کھولا ہے

دبیر نے ہنستے ہوئے پوچھا

نہی میرا مطلب تم لوگوں میں تو بچپن سے رشتے کرنے کا رواج ہوتا ہے نہ اسلیے

ذویانے کہا

ہہہہم یہ بتاؤ، تم نے کیا بات کرنی تھی

دبیر نے اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے مدعے کی طرف آتے ہوئے پوچھا

وہ میں نے کہنا تھا کہ تم کب اپنے گھر میں ہمارے بارے میں بات کروں گئے

ذویانے دبیر کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا

کس بارے میں

دبیر نے ذویا کے ہاتھوں سے ہاتھ نکال کے الجھن بھرے لہجے میں پوچھا

میرے اور تمہارے رشتے کے بارے میں اور کس بارے میں

ذویانے کہا

واٹ، یہ تم کیا کہہ رہی ہوں

دبیر نے شوک ہو کہ پوچھا

-

تم اتنے شوکڈ کیوں ہو رہے ہوں

-

ذویانے پوچھا

-

ویٹ ویٹ، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا

-

دبیر نے نا سمجھی سے کہا

-

اس میں نہ سمجھنے کا کیا ہے، تم مجھ سے پیار کرتے ہوں میں تم سے، تو شادی کرنی ہے نہ ایک دن ہم نے

-

زویانے کہا

-

واٹ، تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں

-

دبیر نے کہا

جبکہ دبیر کی بات سن کے ذویا کے چہرے کا رنگ اڑا، اسکا چہرہ سفید پڑھ گیا تھا

ت -- تمہارا مجھے امپور ٹنس دینا پیار نہیں تو اور کیا

ذویا نے مدھم لہجے میں کہا

تو کیا کوئی بھی امپور ٹنس دیں، تو ہم اسکو پیار سمجھ لے گئے، یہ کیا بات ہوئی

دبیر نے حیران ہو کہ کہا

لیکن میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں دبیر

ذویا نے اسکے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے کہا

ذو یادیکھو میں تمہیں ایک دوست سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا، تم میری ایک بہت اچھی دوست ہوں، اور بس

دبیر نے اسکی باتوں کی تردید کرتے ہوئے کہا

ذو یادیکھو، میری بات سنو، میں تم سے پیار نہیں کرتا،

دبیر نے اس سے فاصلہ بناتے ہوئے کہا

دیکھو دبیر میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں، میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتی، تم مجھے اپنالو، ساری زندگی تمہارے کہا مانو گئی،

ذو یاد نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں پکڑ کے آنکھوں میں تڑپ لیے کہا

دیکھو ذو یاد ایک بات سن لو، میں تمہیں ایک دوست کے علاوہ کچھ نہیں مانتا، میں نہیں جانتا میرے کس عمل سے تمہیں یہ سب لگا لیکن میں تمہیں صاف بتا دوں کہ میں میں تمہیں نہیں چاہتا

دیر نے اسکو خود سے دور کرتے ہوئے کہا

-

ذویا آنکھوں میں درد لیے اسے دیکھ رہی تھی

-

دیر تم ایسے نہیں کر سکتے میرے ساتھ

-

ذویا نے نم آنکھوں سے کہا

-

ذویا دیکھو پاگل پن نہیں کروں

-

دیر نے اسکو سمجھاتے ہوئے کہا

-

تم میرے ہوں، صرف میرے

-

ذویا نے پاگل پن سے کہا

-

ذویا تماشا نہی کروں،

دیر نے اسکو پیچھے کرتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا، جبکہ پیچھے ذویا آنکھوں میں آنسو لیے اسکو جاتا دیکھتی رہ گئی

قابل تعریف تیرا دل میرا توڑنا

قابل تعریف تیرا جند میری رولنا

قابل تعریف تیری ہر اک اداسی

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی حسرت سے باہر گرتی ہوئی برف کو دیکھ رہی تھی،

کیا فائدہ آنے کا، جب اس گرتی ہوئی بارش کو بندھ کھڑکیوں سے دیکھنا ہوں

اس نے اداسی سے سوچا اور رخ موڑ کے اسکی طرف دیکھا جو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

وہ اسکو جاگانے کیلئے بیڈ کی طرف بڑھی

یہاں اٹھ جائیں نہ اگر سونا ہی تھا تو مجھے پھر لائیں کیوں

اس نے یہاں پہ سے بلینکٹ کھینچتے ہوئے کہا لیکن وہ ٹھس سے مس نہ ہوا، اب تو ذمہ رونا والی ہو گئی تھی

یہاں اٹھے، میں لاسٹ ٹائم کہہ رہی ہوں

اس نے یہاں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا

لیکن یہاں نے کسماتے ہوئے رخ موڑ لیا

اب دیکھے کسے اٹھتے ہیں

یہاں کی طرف دیکھتے ہوئے اسکی آنکھیں شرارت سے چمکی، آنکھوں میں شرارت لیے وہ کمرے سے منسلک باتھ روم کی جانب بڑھی

وہ نیند کے مزے لے رہا تھا کہ ایک دم ٹھنڈے پانی سے بھری بالٹی ذمہ نے اس پہ الٹ دی

ٹھنڈے پانی پڑنے سے وہ اک دم ہڑبڑا کے اٹھا

یہ کیا کیا تم نے

یمان نے خود کو پانی سے بھیگا دیکھ کے پوچھا

کب سے اٹھا رہی ہوں لیکن آپ ہے کہ گدھے گھوڑے بھیج کے سو رہے تھے، اب سوئے خوشی خوشی، میں جا رہی ہوں باہر

باقی کا بچا ہو اپانی بھی اس پہ پھینکتے ہوئے وہ باہر کی طرف بڑھی، اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول کے باہر جاتی، وہ ایک ہی چست میں اس تک پہنچا اور ایک شدت بھری جسارت کر ڈالی

یہ صبح صبح مجھ سے پزنگا لینے کا بدلہ، دو منٹ ویٹ کروں، میں فریش ہو جاؤ تو چلتے ہیں

یمان نے اسکی حیرت کی زیادتی سے کھلی ہوئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور فریش ہونے چلا گیا جبکہ وہ پیچھے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اسکے ساتھ کیا ہوا

مسز حمدانی اس وقت لان میں کھڑی پودوں کو پانی دے رہی تھی کہ اتنے میں ایک گاڑی آکہ پورچ میں رکھی،

ذو یا اس وقت،

مسز ملک نے ذویا کی گاڑی دیکھ کے پریشانی سے کہا کیونکہ وہ روز کے مقابلے میں آج جلدی آگئی تھی

کہی طبیعت تو خراب نہیں

اس خیال کے آتے ہی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی

وہ لڑکھڑاتے ہوئے گاڑی سے اتری اور مردہ قدم اٹھاتی اندر کی طرف بڑھنے لگی، اسکی لڑکھڑاہٹ دیکھ کے مسز ملک کے دل کو کچھ ہوا کیونکہ وہ تو انکی بیٹی ذویا لگ ہی نہیں رہی، وہ تو کوئی اور تھی، جو شکستہ حال تھی، روئی روئی آنکھیں، بکھرے بال، شکست خوردہ ہارے ہوئے جواری کی مانند معلوم ہو رہی تھی

ذویا کیا ہوا بیٹا

مسز ملک نے پریشانی سے پوچھا

لیکن وہ لڑکھڑاتے ہوئے اپنے کمرے کے جانب بڑھ گئی

اندر داخل ہو کہ اس نے دروازہ بند کیا اور اسکے ساتھ بیٹھتی چلی گئی

اسکی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے اور دبیر کے الفاظ ہتھورے کی طرح اسکی اعصاب پہ پڑھ رہے تھے

روتے ہوئے اس نے سر ہاتھوں میں گرایا

مسز حمدانی پریشانی سے اسکے کمرے کے پاس پہنچی اور دروازہ لوک کیا لیکن وہ اندر سے بند تھا

ذویا بیٹا کیا ہوا، دروازہ کھولو

انہوں نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا لیکن جواب ندارد

ذویا کی خاموشی سے انکا دل کانپ گیا

ذویا بیٹا کیا ہوا دروازہ کھولو، مجھے بتاؤ

انہوں نے کہا

سکینہ سکینہ،

انہوں نے ملازمہ کو آواز دی

جی بی بی جی

ملازمہ نے کہا

جاؤ جلدی سے میرے کمرے میں سے ذویا کے کمرے کی ڈوپلیکیٹ چابی لیکر آؤ

انہوں نے پریشانی سے کہا

اچھا ابھی لاتی ہوں

کہہ کے ملازمہ چلی گئی

ذویا دروازہ کھولو ماما کی جان

اتنے میں اندر سے تیز تیز رونے کی آوازیں آنے لگی، ساتھ میں چیزیں گرنے کی بھی

بی بی جی یہ لیں

ملازمہ نے جلدی سے چابی بڑھاتے ہوئے کہا

مسز حمدانی نے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا

اندر داخل ہو کہ دیکھا تو کمرے کی ہر چیز ٹوٹی ہوئی پڑی تھی اور وہ خود بیڈ سے کچھ فاصلے پہ اجڑی حالت میں پڑی تھی

ذویا کیا ہوا میری جان، یہ کیا حالت بنالی ہے

مسز ملک نے اسکو اٹھاتے ہوئے کہا

وہ مسلسل رورہی تھی

کیا ہوا میری جان، کیوں تکلیف دے رہی ہوں خود کو، بتاؤ مجھے

مسز ملک نے اسکے چہرے سے بال ہٹھاتے ہوئے پیار سے کہا

I really love him Mom

ذویا نے تکلیف سے کہا

کون ہے وہ، جس نے میری بیٹی کو تکلیف دی

مسز ملک نے ذویا کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

Mom, he doesn't love me, he only thinks of me as a friend, he thinks my love is crazy, tell him I love him so much, more than myself.

ذویا نے انکی طرف دیکھتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان روتے ہوئے کہا

ذویا سنبھالو خود کو میری جان

مسز ملک نے اسکی ٹوٹی ہوئی حالت دیکھ کے کہا

موم مجھے وہ لادیں

ذویانے روتے ہوئے کہا، ایسے جیسے کوئی چھوٹا سہ بچہ اپنے من پسند کھلونے کیلئے ضد کرتا ہے

میں لادوں گئی، چلو اب اٹھو

مسز حمدانی نے اسکو پیار سے پچکارتے ہوئے کہا

سچ میں آپ وہ لاکے دے گئی مجھے

ذویانے انکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں میں اپنی جان کے لیے لاؤ گئی، چلو شاباش اٹھو

مسز حمدانی نے اس سے آنکھیں چھڑاتے ہوئے کہا اور اسکو اٹھا کے بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے پانی کے ساتھ سلپنگ پلز دی کیونکہ اس وقت اسکی ذہنی رو بھٹکی ہوئی تھی اور اسے آرام کی ضرورت تھی

وہ کچھ ہی وقت میں سلیپنگ پلز کی وجہ سے سو گئی جبکہ مسز ملک اسکے سرہانے بیٹھے ہوئے اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے ایک گہری سوچ میں گم تھی، وہ اپنی بیٹی کی ضد سے واقف تھی کہ وہ کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کے لیے کس حد تک جاتی ہے اور پھر یہاں تو کوئی چیز نہیں اسکا من پسند شخص تھا، اسکی محبت تھی، اب پتہ نہیں اسکی ضد کیا رنگ لانے والی تھی

انہوں نے سوئی ہوئی ذویا پہ بلینکٹ ڈالا اور اسکے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے لائٹ آف کر کے باہر آگئی رات کا وقت تھا، بارش زور و شور سے برس رہی تھی، روز کی طرح وہ صبح کا نکلا ہوا تھا اور رات کے گیارہ بجنے والے تھے لیکن اسکا آتہ پتہ نہیں تھا،

اسے بارش اور آسمانی بجلی کے کھڑکنے سے سخت ڈر لگتا تھا ابھی بھی وہ لاؤنچ میں بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی، اس دن کے بعد زمان نے اس سے بات چیت نہیں کی تھی اور نہ اسکے قریب آنے کی کوشش کی تھی،، سارا دن وہ باہر ہوتا اور رات کو آ کے خاموشی سے سو جاتا، سارا دن ماہ اکیلی خاموشی سے اپارٹمنٹ میں بیٹھی رہتی، ایک دو بار اس نے زمان سے سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اسکا سر درو یہ دیکھ کے کچھ کہہ نہ پاتی، اب تو اسے خود پہ بھی غصہ تھا کہ وہ اس اکڑوا اور سٹریل انسان کے ساتھ آئی ہی کیوں،

اب میری یاد کیوں آئی گئی، مجھ سے کون سا پیار کرتے ہیں، میں ہی پاگل ہوں جو ان کے لیے اپنی نیند تباہ کر کے یہاں ویٹ کر رہی ہوں، بہت اچھا کیا جو اس دن سنائی تھی، اور بھی سنائی چاہیے تھی مجھے،

وہ خود سے بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور غصے سے کمرے کی طرف بڑھ گئی

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی، آسمانی بجلی پورے زور سے کھڑکی اور اسکے ساتھ ہی لائٹ چلی گئی،

کمرے میں چاروں طرف اندھیرا تھا اوپر سے موسم کے تیور اسکی رہی سہی جان نکال رہے تھے،

اس نے آگے بڑھ کے موبائل کو تلاش کیا لیکن موبائل نہیں تھا

ساتھ ہی کہی دور گیڈر کی آواز ویرانے میں گونج رہی تھی جو ماحول کو اور خوفناک بنا رہی تھی

ایک دم تیز ہوا کے ساتھ کھڑکیاں آپس سے ٹکرائی، اس کے منہ سے بے شناختہ چیخ نکلی،

اب تو اسکا دل نازک پتے کی طرح لرز رہا تھا،

وہ دل میں قرآنی آیات کا ورد کر رہی تھی،

کہ اتنے ایک بار پھر سے آسمانی بجلی زور سے چمکی اور بس یہی ہی اسکی ہمت جواب دے گئی

ڈر کے مارے اسکا جسم کانپ رہا تھا، وہ کانپتی ٹانگوں سے چلتی ہوئی صوفے کی پیچھے چھپ گئی، اور گھٹنوں میں سر دے کے رونے لگی

کمرے میں اسکی سسکیاں گونج رہی تھی،

وہ جب اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو اندھیرے نے اسکا استقبال کیا، وہ موبائل کی ٹارچ جلا کے آگے بڑھا تو اسے رونے کی آواز سنائی دی

ماہ کہاں ہوں تم

اس نے پریشانی سے اسے پکارا

لیکن جواب ندارد

اس نے پورے کمرے میں دیکھا لیکن وہ نہیں تھی، لیکن رونے کی آواز آرہی تھی، آواز کی سمت بڑھ کے دیکھا تو وہ نیچے گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی، وہ آگے بڑھ کے اسکا پاس بیٹھا

کیا ہوا، کیوں رو رہی ہوں

اس نے نرم لہجے میں پوچھا،

آس پاس جانی پہچانی آواز سن کے اس نے سر اٹھایا تو سامنے وہ اپنی پوری وجاہت کے ساتھ بیٹھا تھا

اس کو سامنے دیکھ کے اسے جیسے زندگی کی نوید مل گئی ہوں، وہ اس کے سینے سے جا لگی اور ہچکیوں سے رونے لگی،

کہا۔۔ کہاں تھے آ۔۔ اپ، میں م۔۔ مرج۔۔ جاتی توت۔۔ تب آتے، مجھ۔۔ مجھے اتنا ذیادہ۔۔ زیادہ ڈر لگ رہ۔۔ رہا تھا، ا۔۔ آپ بہ۔۔ بہت برے ہی۔۔ ہیں،

اس نے اس کے سینے میں سر دیے ایک ہاتھ سے اس کے بازو پہ مارتے ہوئے ہچکیوں سے کہا

اسی لمحے لائیٹ آگئی، زمان نے اس کو خود سے الگ کرنا چاہا تو وہ اس کے گردن میں چہرہ چھپا گئی، اب بھی اس کا جسم ڈر کے مارے لرز رہا تھا

بس کرو ماہ، اب تو میں اگیا ہوں، رونا بند کروں، اگر میں نے چھپ کر روایا تو میرا انداز تمہیں پسند نہیں آئیں گا

زمان نے اس کے لرزتے ہوئے جسم کو خود میں سماتے ہوئے کہا،

اسکی معنی خیز بات سن کے ماہ کو اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو وہ اک دم پیچھے ہوئی، اور بچوں کی طرح آنسو صاف کرنے لگی

زمان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو رونے کی وجہ سے سرخ ہوا تھا، کپڑے پسینے کی وجہ سے جسم سے چپکے ہوئے تھے جس سے جسم کی تمام رعنائیاں صاف ظاہر ہو رہی تھی، وہ ابھی ابھی ہچکیاں لے رہی تھی

کچھ بھی نہیں ہے،

زمان نے اسکو دوبارہ سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا

ماہ نے اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کی تو زمان نے اس پہ اور گرفت مضبوط کر لی

چھوڑیں مجھے

جانم اگر تمہیں چھوڑ دیا تو اس اندھیری رات میں خود کدھر جاؤ گا

زمان نے اسکی بالوں میں چہرہ چھپاتے ہوئے پر تپش لہجے میں کہا،

زمان کی سانسیں اسکی گردن پہ پڑ رہی تھی، جس سے ماہ کی جان پہ بنی ہوئی تھی، کیونکہ وہ اسکی شدتوں کو اس وقت اپنی نازک جان پہ نہی سہہ سکتی

آپ مجھ سے ناراض تھے

ماہ نے اسکا دھیان بھٹکانے کو کہا

ابھی نہیں ہوں

زمان نے اسکی بیک ذپ کھولتے ہوئے کہا

لیکن میں آپ سے ناراض ہوں

ماہ نے اس کی ہاتھوں کی حرکت کو روکتے ہوئے کہا

میں منانے ہی لگا ہوں اور ایسے مناؤ گا کہ دوبارہ روٹھنے کا سوچو گئی تک نہیں

زمان نے اسکے ہاتھوں کو ایک ہاتھ سے پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے ذپ کو کھولتے ہوئے کہا

آپ نے مجھ پہ غصہ کیا تھا

ماہ نے خود کو اسکے رحم و کرم پہ چھوڑتے ہوئے کہا

اگر دوبارہ ایسی ہی بکو اس کی، اس بار تو صرف غصہ کیا، اگلی بار جان لوں گا

زمان نے اسکی گردن میں اپنا چہرہ رگڑتے ہوئے کہا، مونچوں کی چھبسن سے وہ کھسمائی

آپ نے مجھے مارا بھی تھا، سلیب کیا تھا میرے فیس پہ

ماہ نے اسکو تھپڑ یاد دلاتے ہوئے کہا

میں وہاں سب سے زیادہ کس کروں گا، اور کچھ

اس نے اسکو گود میں اٹھا کے بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

اس دن کے بعد میری خبر تک نہیں لی، دو دن میں ہی محبت کا بھوت اتر گیا

ماہ نے اسکے کھلے گریبان میں سے نظر آتے سینے پہ انگلی کی مدد سے اپنا نام لکھتے ہوئے کہا

آج ایسی خبر لوں گا کہ پناہ

مانگو گئی مجھ سے، ایسی خبر لوں گا کہ اپنی سانسوں میں سے تمہیں میری خوشبو آئی گئی اور محبت کا بھوت وہ تو شاید پہلی بار میری قربت میں پتہ چل ہی گیا ہوں گا کہ کبھی نہیں اترنے والے

اس نے بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے کہا

آپ

شش

اس نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھی

جتنی شکایتیں ہے انہیں کل پہ رہنے دوں، ابھی میرے کام میں خلل نہیں ڈالوں

اس کے بالوں میں ہاتھ ڈال کے اس کا چہرہ خود کے قریب کرتے ہوئے کہا اور اس کے لبوں پہ پر شدت جسارت کی کہ اسے جلن محسوس ہوئی اور نچلے لب سی ایک ننھی سی خون کی بوند نکل آئی

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی وہ اسکی سانسوں پہ دسترس کر چکا تھا، اج اسکے لمس میں پہلے سے زیادہ شدت تھی، رات کی تاریکی، باہر برستی ہوئی بارش، اور اس پہ اسکی جان لیوا قربت، جسمیں پور پور بھیگتی وہ ہلکان ہو رہی تھی

وہ غصے سے گھر میں داخل ہوا تو لاؤنچ سنسان پڑا تھا، سائیڈ ٹیبل کو پاؤں سے ٹوک رہا تھا، وہ آگے بڑھا کہ نجمہ بیگم کی آواز نے اسکے قدم روک لیے

دبیر کیا ہوا بیٹا، اتنے غصے میں کیوں ہوں

نجمہ بیگم نے پوچھا

وہ کتنا ہی غصے کا تیز، بد تمیز، بد لحاظ، کیوں نہ تھا لیکن نجمہ بیگم کے آگے وہ ہمیشہ اپنا غصہ پی جاتا تھا

اس نے گہری سانس لی، اپنے غصے کو دباتے ہوئے مڑا

جی موڑے، کچھ کہنا تھا کیا

اس نے آرام سے کہا

تم کافی غصے میں داخل ہوئے، خیریت

نجمہ بیگم نے استفسار کیا

ہاں مورے خیریت ہی ہیں، بس سر میں تھوڑا سا درد ہے

اس نے کہا

سر میں درد ہے اور تم یوں گھوم رہے ہوں، جاو روم میں، میں سکینہ کے ہاتھوں تمہارے لیے ٹیبلٹس اور چائے بھیجتی ہوں،

نجمہ بیگم نے اسکے سر درد کا سن کے پریشانی سے کہا

اوہوں، میری پیاری مورے، میں ٹھیک ہوں، اپ پریشان نہ ہوں،

اس نے نجمہ بیگم کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا

کیسے پریشان نہ ہوں، ماہ ہوں تمہاری

نجمہ بیگم نے اسکی خوب روچہرے کی دل ہی دل میں بلائیں لیتے ہوئے کہا

میں کچھ ٹائم آرام کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤ گا، اپ پریشان نہ ہوں

اس نے نجمہ بیگم کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا اور سیڑھیاں پلانگھتے ہوئے اوپر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا

اسے ابھی سوئے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کا موبائل بج اٹھا

اس نے بجتے ہوئے موبائل کو انگور کیا اور دوسری طرف رخ موڑ کے کان پہ تکیہ رک لیا، لیکن شاید فون کرنے

والا ڈھیٹ تھا جو باز نہیں آرہا تھا

آخر تک آکہ اس نے بجتے ہوئے موبائل کو اٹھایا اور نمبر دیکھے بنا ہی پھٹ پڑا

کس کو موت پڑی ہے، جو کال پہ کال کیے جا رہا ہے، سکون سے کوئی سو بھی نہیں سکتا

اس نے غراتے ہوئے کہا لیکن آگے سے جو خبر اسے دی گئی وہ اس کے اعصابوں پہ بم بن کے گری

کب، کیا اس نے، ڈاکٹر کیا کر رہے ہیں، اب کیسی ہے وہ

اس نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے

کون سے ہو اسپتال میں ہے

اس نے پوچھا

آگے سے اسے کچھ کہا گیا

اوکے میں دو منٹ میں پہنچ رہا ہوں

اس نے کہتے ہوئے فون بند کیا، اور جلدی سے الماری میں سے اپنا سوٹ لیکر کے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا

فریش ہو کہ اس نے جلدی سے گاڑی کی چابیاں لی اور نیچے کی طرف بھاگا، وہ جلدی جلدی اتر رہا تھا اور باہر کی طرف بڑھا

دبیر کہاں جا رہے ہوں

لان میں بیٹھے ہوئے آغا جان نے پیچھے سے اسے آواز دیتے ہوئے پوچھا

لیکن وہ جلدی میں ہاتھ ہلا کے باہر بھاگا

ایک تو یہ لڑکا، پتہ نہیں کب سدھرے گا، کسی کی نہیں سنتا

آغا جان تاسف سے سر ہلا کے دوبارہ سے اخبار پڑھنے لگے

وہ ہو اسپتال میں داخل ہوا اور جلدی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھا

ایسکیوز می، کیا یہاں ذویا حمد ان ملک نام کی کوئی پیشینٹ ہے، پلیز چیک کر کے بتائیں

اس نے سامنے کاؤنٹر پہ بیٹھی ہوئی لڑکی سے پوچھا

اوکے ویٹ، میں چیک کر کے بتاتی ہوں

جی، اپ ادھر سے رائیٹ لے تو سامنے ہی امر جنسی وارڈ ہے، وہ وہی ہے

شکریہ

وہ لڑکی کا شکریہ کر کے امر جنسی کی طرف بھاگا

وہ جیسے ہی مڑا تو سامنے ہی اسے احد نظر آیا، وہ جلدی سے اس کے پاس پہنچا

کیا کہہ رہے ڈاکٹر

دبیر نے پوچھا

کہہ رہے ہیں کہ بلڈ زیادہ بہہ گیا ہے جسکی وجہ سے کچھ نہیں کہا جاسکتا، دعا کروں

احد نے کہا

مسز ملک سامنے کرسی پہ بیٹھی رو رہی تھی جبکہ مسٹر ملک امر جنسی روم کے باہر کھڑے مسلسل جلتی بجھتی ریڈ لائٹ کو دیکھ رہے ہیں

اس نے آگے بڑھ کے مسٹر ملک کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تو وہ چونک کے سیدھے ہوئے، دبیر نے انکی آنکھوں میں دیکھا تو وہاں اسے شکوہ نظر آیا، دبیر نے ان سے نظریں چڑائی اور دیوار سے ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا

مسلسل دو گھنٹے کے صبر آزما انتظار کے بعد ڈاکٹر باہر آئیں

مسٹر ملک جلدی سے آگے بڑھے

ڈاکٹر صاحب، میری بیٹی کیسی ہے

انہوں نے پوچھا

خطرے کی کوئی بات نہیں، ہم نے معدہ واش کر دیا ہے، تھوڑی دیر میں انہیں ہوش آجائیں گا تو آپ مل سکتے ہیں

ڈاکٹر نے کہا اور آگے بڑھ گیا

شکر ہے میرے اللہ

مسٹر ملک نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

تھوڑی دیر میں اس سے سب مل چکے تھے، مسز ملک روم سے نکل کے باہر آئی

جاؤ مل لوں اس سے، تمہیں یاد کر رہی ہیں وہ

مسز ملک نے دبیر کے پاس آتے ہوئے کہا

اس نے اک گہری سانس لی اور اندر چلا گیا

سامنے ہی وہ نیڈل لگے، زرد چہرے کے ساتھ پڑی تھی

وہ آگے بڑھ کے ٹول پہ بیٹھ گیا

مجھے پتہ تھا میری طبیعت کا سن کے تم ضرور آؤ گئے

اس نے آنکھوں کھول کے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ذویا یہ کیا بچوں والی حرکت تھی، تمہیں اندازہ بھی ہے کہ سب کتنے پریشان ہوں گے تھے، اٹ لیسٹ یہ کرنے سے پہلے انکل آنٹی کا ہی سوچ لیتی

دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا

تمہیں اپنے پاس بلانے کیلئے مجھے کسی کی جان بھی لینی پڑے میں وہ بھی لے لوں گئی، یہ تو پھر میری خود کی جان ہے

ذویا نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ذویا یہ پاگل پن بند کرو،

دبیر نے کہا

تمہیں اب بھی میرا پیار پاگل پن لگ رہا ہے، کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں

ذویا نے اک دم چیختے ہوئے کہا

بلکل نہیں نظر آتا مجھے تمہارا پیار، کیونکہ یہ پیار نہیں پاگل پن ہے

دیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

نہیں تم ایسے نہیں کہہ سکتے، دیکھو میری طرف دیکھو، میری آنکھوں میں دیکھو کیا تمہیں میرا پیار نظر نہی آتا

ذویا نے روتے ہوئے کہا

ذویا میں کسی اور سے پیار کرتا ہوں، سمجھتی کیوں نہیں تم، میں پہلے ہی اپنے دل کا مکین کسی اور کو بنا چکا ہوں، میں چاہ کے بھی تم سے پیار نہیں کر سکتا، سمجھو

دیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کون ہے وہ ڈائن، میں جان لے لوں گئی اسکی، تم صرف میرے ہوں، صرف میرے

ذویانے دبیر کی بات سن کے ہریانی انداز میں چیختے ہوئے کہا

تم میرے ہوں، صرف میرے سمجھے،

ذویانے ہاتھ سے نیڈل نکال کے اسکا گریبان پکڑتے ہوئے کہا

حد میں رہوں اپنی، پاگل پن ختم کروں

دبیر نے اسکے ہاتھوں کو اپنے گریبان سے ہٹاتے ہوئے کہا اور باہر نکلنے لگا کہ اسے پیچھے گرنے کی آواز آئی

ذویا کیا ہوا، ذویا آنکھیں کھولو

وہ بھاگ کے اسکے پاس آیا اور اسکا چہرہ تھپتھپانے لگا

ڈاکٹر، ڈاکٹر، کوئی ہے

اس نے چیختے ہوئے کہا

کیا ہوا

دبیر کی آواز سن کے احد دوڑتا ہوا آیا

اسے کیا ہوا

بیڈیہ ڈالوں اسے

دبیر نے اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا

سٹھے، آپ سب باہر جائیں،

ڈاکٹر نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کچھ وقت بعد ڈاکٹر روم سے باہر آئیں

مسٹر ملک، اپ لوگوں کو انہیں اس حالت میں سٹریس نہیں دینا چاہئے، اب تو وہ بچ گئی لیکن اگر دوبارہ انہیں نروس بریک ڈاؤن ہوا تو انکے بچنے کے کوئی چانس نہیں ہے، اسلیے، انہیں زیادہ سے زیادہ خوش رکھے

ڈاکٹر کہہ کے چلے گئے جبکہ سب اپنی اپنی جگہ خاموش کھڑے تھے

کہ اتنے میں مسٹر ملک آگے بڑھے

میں تمہارے پیر پڑتا ہوں، پلیز میری بیٹی کو اپنالوں

مسٹر ملک نے دبیر کے پاؤں میں بیٹھتے ہوئے کہا

انکل یہ آپ کیا کر رہے ہیں، مجھے گنہگار نہ کریے، آپ پلیز اٹھے

دبیر نے اک دم پاؤں پیچھے کرتے ہوئے انکو اٹھاتے ہوئے کہا

انکل یہ آپ کیا کر رہیں ہیں

دبیر نے کہا

پلیز بیٹا اک باپ کی فریاد سن لوں، اور میری بیٹی کو اپنالوں، میں اپنے واحد سہارے کو نہیں کھو سکتا، اگر تم اسے نہ ملے تو وہ خود کو کچھ کر لیں گئی، ایک لاچار باپ کی سن لوں

مسٹر ملک نے دبیر کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا

انکل نہیں کریں یہ سب

دبیر نے ان کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے کہا

میں آپ کی بیٹی کو وہ پیار نہیں دے سکتا، میں کسی اور کو چاہتا ہوں بچپن سے، وہ بچپن سے میرے نام پہ بیٹھی ہوئی ہیں، اب یوں بچہ راہ میں آ کے اسے میں نہیں چھوڑ سکتا

دیر نے کہا

اک باپ فریاد کر رہا ہے تمہارے آگے،

مسٹر ملک نے کہا

میری بیٹی کو اپنالوں، عمر کے اس حصے میں ہم بیٹی کو کھونے کی طاقت نہیں رکھتے

مسٹر ملک نے آگے بڑھ کے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا

آئی آپ لوگ پلیز یہ سب بار بار کر کے مجھے گنہگار نہ کریں،

بیٹا تمہیں تمہارے پیار کی قسم، میری بیٹی کو اپنالوں

مسٹر ملک نے کہا

جکے مسز ملک کی بات سن کے وہ ساکت ہو گیا، کچھ وقت سوچنے کے بعد اس نے آنکھیں میچ کے کہا

میں کروں گا

جکے مسز ملک کی بات سن کے وہ ساکت ہو گیا، کچھ وقت سوچنے کے بعد اس نے آنکھیں میچ کے کہا

میں کروں گا ذویا سے بات، وہ سمجھ جائیں گئی میری بات کو،

دیر نے کہا

وہ نہیں سمجھیں گی، پلیز بیٹا ایک باپ کی فریاد سن لوں

مسٹر ملک نے کہا

تو پھر اسے آپ سمجھائیں کہ زندگی میں ہر چیز حاصل نہیں ہوتی، کچھ خواہشیں، کچھ چیزیں ہمیشہ لا حاصل ہی رہتی ہے، چاہے ہم اسے پانے کے لیے کچھ بھی کر لے

دبیر نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اور دوسری بات قسمت نے آپ کی بیٹی کو اک بہت مخلص شخص سے نوازا ہے، ہو سکے تو اسے وقت رہتے سمجھالے، نہ تو وہ شخص بھر بھری ریت کی مانند اسکے ہاتھوں سے پھسل جائیں گا اور پھر شاید ہی قسمت اسکو ایسے مخلص شخص سے نوازے، اور وہ شخص آپ کے سامنے کھڑا ہے

دبیر نے احد کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے کہا اور باہر کی طرف قدم اٹھاتے چلا گیا

جبکہ احد پیچھے حیران تھا کہ وہ بات جو وہ خود سے بھی کہنے سے ڈرتا تھا، وہ دبیر کیسے جان گیا

ذنجبیل اسکے کمرے کا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئی تو کمرہ میں رہنے والا باگر بلا کہی نہیں دکھا اور خالی کمرہ اسکا منہ چھڑا رہا تھا

ہہم، چل ذنجیل بیٹا تیرا یہ دن ایسے ہی بور گزرنے والا ہیں، کیونکہ یہ باگر بلا تو پتہ نہیں کہاں ہے

ذنجیل نے دبیر کی تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا جہاں وہ اپنی فیورٹ سپورٹ کار کے پاس ٹیک لگائے کھڑا تھا، اور کسی نے بے دھیانی میں اسکی تصویر لی تھی

ہہم تصویر میں بظاہر معصوم اور ہنڈسم نظر آنے والے باگر بلے میں تمہیں خوب اچھی طرح جانتی ہوں کہ کس طرح معصومیت کا لبادہ اوڑھ کے شیطانی تخریب کاریاں کرتے ہوں، اور دوسروں کا جینا حرام کرتے ہوں، ہر وقت دوسروں کے ناک میں دم کر کے رکھا ہوتا ہے

ذنجیل نے اسکی تصویر کو گھورتے ہوئے کہا

آج دیکھو میں تمہارے ساتھ کرتی کیا ہوں،

ذنجیل نے اسکی تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا اور کبرڈ کی طرف بڑھ گئی، کبرڈ کو کھول کے دیکھا تو وہاں اسکی پسندیدہ بلیو شرٹ پڑی تھی

”ہم چلو ذنجیل میڈم اپنے مشن پہ کام کرنا سٹارٹ کر دوں اس سے پہلے کہ وہ باگر بلا نازل ہو جائیں

ذنجیل نے شرٹ لی اور اس کو بیڈ پہ بچھا کے مار کر کو تلاشنے لگی، ایک دو درازیں گھنگالنے کے بعد اسے مار کر مل گیا

شرٹ کی بیک پہ اسنے غصے والا ایموجی بنایا اور ساتھ ہی نیچے بڑا بڑا گر بلا لکھ دیا

اسی اثنا میں کلک کی آواز کے ساتھ کوئی دروازہ کھول کے اندر آیا، وہ رات بھر کا تھکا ہوا، اسے اس وقت شدید نیند کی طلب تھی لیکن جیسے ہی اس نے کمرے میں قدم رکھا تو پہلے سے میڈم اس کے کمرے میں موجود تھی، وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کی پشت پہ کھڑا ہو گیا، وہ اپنے کام میں اتنی محو تھی کہ اسے دوسرے انسان کی آمد کا پتہ ہی نہیں چلا،

”ہم اب جب اپنی فیورٹ شرٹ کا یہ حال دیکھے گا تو باگر بے کی طرح چھنکاڑے گا، مزہ آجائیں گا

اس نے شرٹ کو ہوا میں لہراتے ہوئے رخ موڑا تو سامنے ہی وہ خونخوار تاثرات لیے کھڑا تھا

ت۔۔۔ تم کب آئے

اس نے جلدی سے شرٹ کو پیچھے چھپاتے ہوئے اپنے ڈرپہ قابو پاتے ہوئے کہا

کیا کر رہی ہوں، اور پیچھے کیا چھپایا ہے

اس نے سنجیدگی سے پوچھا

کچھ نہیں، میں تو بس ایسے ہی آگئی تھی

ذنجیل نے گڑبڑاتے ہوئے کہا

دیکھاؤ، کیا ہے تمہارے ہاتھ میں

کچھ نہیں، چھوڑو

دیکھاؤ

ذنجبیل نے آرام سے ہاتھ آگے بڑھا دیا

دبیر اسکے ہاتھ میں اپنی شرٹ کو دیکھ کے حیران ہوا لیکن جیسے ہی شرٹ کو کھول کے دیکھا، اس کا پارہ ہائی ہونے میں ایک سیکنڈ نہیں لگا

یہ کیا کیا تم نے

دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا

دیکھو یہ صرف ایک مزاق تھا

ذنجبیل نے تھوک نگلتے ہوئے کہا

مزاق تھا، سیر سیلی یہ مزاق تھا، تمہارا دماغ ٹھیک ہے یا نہیں، کس سے پوچھ کے یہ واہیات حرکت کی تم نے میرے کپڑوں کے ساتھ

-
دبیر نے غصے سے پاگل ہوتے ہوئے کہا

-
می۔۔ میں وہ مز۔۔ مزاق کر رہی تھی

-
زنجبیل نے اٹھکتے ہوئے کہا

-
بچی ہوں کیا، ایندہ اگر اس طرح کی کوئی فضول اور جاہلانہ حرکت کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا

-
دبیر نے دھارتے ہوئے کہا،

-
دبیر کی باتیں سن کے زنجبیل کی آنکھوں میں آنسو آئے

-
تم سے بُرا کوئی ہے بھی نہیں،

-
زنجبیل نے روتے ہوئے کہا اور بھاگتے ہوئے اس کے کمرے سے نکلی

ذنجیل بیٹا کیا ہوا،

سامنے کھڑی نجمہ بیگم نے اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کے پوچھا

کچھ نہیں تائی امی

ذنجیل نے روتے ہوئے کہا اور اپنے پورشن کی جانب چلی گئی

جبکہ نجمہ بیگم دبیر کی خبر لینے اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

جب وہ اندر داخل ہوئی تو سامنے ہی وہ بیڈ سے ٹانگیں نیچے لٹکائے پڑا تھا

کیا کہا ہے تم نے اس بچی کو، جو وہ روتے ہوئے یہاں سے نکلی

نجمہ بیگم نے اس کے سر پہ پہنچتے ہوئے کہا

کچھ نہیں کہا مورے، بچی کہہ کہہ کے آپ لوگوں نے اس کا دماغ خراب کر دیا ہے

دبیر نے انکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اور خود کے بارے میں کیا خیال ہے، تمہیں تو بچہ بچہ نہیں کہتے لیکن پھر بھی ہمارے سروں پہ ناچتے ہوں

نجمہ بیگم نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے کہا

مورے کیا ہو گیا ہے

دبیر نے انکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

تمہیں احساس بھی ہے کہ وہ کتنا رو رہی تھی، مرد وہ نہیں جو باہر کا غصہ گھر آ کہ عورتوں پہ اتارے، لیکن میں کہہ بھی کسے رہی ہوں

نجمہ بیگم نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے خفگی سے کہا اور چلی گئی

جبکہ اب اسے اپنے لہجے کا احساس ہوا کہ واقعی اس نے زنجبیل کو کافی سنادی تھی

انف ف میں پاگل ہو جاؤ گا

اس نے گہری سانس خارج کر کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اسکو بعد میں منانے کا سوچ کے بیڈ پہ گر پڑا اور جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گیا

وہ لوگ اس وقت ایئر پورٹ پہ تھے، آدھے گھنٹے میں انکی فلائٹ تھی،

مینے کب سے معاویہ کی حرکتوں کو نوٹ کر رہی تھی، جو ہر آتی جاتی لڑکی کو دیکھ اپنا ٹھٹک جاڑنے کی کوشش کر رہا تھا

ہائے ہوٹ گرل،

زمان نے پاس سے گزرتی ہوئی ایک گوری کی طرف دیکھتے ہوئے دل پھینک انداز میں کہا

-

جبکہ مینے کا چہرہ غصے کی وجہ سے شدید سرخ تھا، جیلیسی سے مینے کا برا حال تھا لیکن وہ خود کو لاپرواہا ظاہر کر رہی تھی

-

ہیلو ہنڈ سم بوائے

-

گوری نے معاویہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کے کہا

-

کیا تم میرے ساتھ ایک کافی پینا پسند کروں گئی

-

معاویہ نے اسے کافی کی آفر کی

-

کیوں نہیں ہوٹ بوائے

-

اس لڑکی نے معاویہ کے گال پہ ایک ادا سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

-

اور یہی مینے کا صبر ختم ہوا

اوو چڑیل، یہ میرا ہے، دور رہو، نہیں تو بال جڑ سے نکال کے ہاتھ میں پکڑا دوں گی

مینے نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا جبکہ وہ لڑکی مینے کے تیور دیکھ کے وہاں سے نودو گیارہ ہو گئی

بڑی آگ لگی ہوئی ہے تمہیں

مینے نے معاویہ کو کڑے تیوروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

یار میں نے کیا کیا،

معاویہ نے معصوم بننے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا

معاویہ باز آجائیں، کب سے نوٹ کر رہی تھی میں آپ کو، ہر آتی جاتی لڑکی کو آپ ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھ رہے تھے، اور اب اس لڑکی کو کافی کی آفر تک کر ڈالی

مینے نے غصے سے کہا

یار میں نہیں دیکھ رہا، نہ ہی کافی کی آفر کرنا چاہ تھا

معاویہ نے صفائی دیتے ہوئے کہا

تو پھر یہ سب کیا تھا

مینے نے ایک آبرو اچھکا کے پوچھا

یار وہ اسکے گال پہ پڑتے ہوئے ڈمپل میں میرا دل اٹک گیا، اوپر سے اسکی قاتلانہ مسکراہٹ، ہاے کیا کہوں

معاویہ نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے لوفرانہ انداز میں کہا

جس طرح تعریف کرتے ہوئے آپ نے اسکا نقشہ کھینچا، تو وہ کسی چڑیل سے کم نہیں لگ رہی

مینے نے کہا

یار بس جو بھی ہے، سیدھا ٹھاہ کر کے یہاں لگی

معاویہ نے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

تو جا کہ مروں، اسی کے پاس اب

مینے نے غصے سے اپنا بیگ اس کے منہ پہ مارتے ہوئے کہا اور ماہ کی طرف بڑھ گئی

جبکہ پیچھے معاویہ اپنی اس عزت افزائی پہ گڑبڑایا اور دگرد نظر دوڑائی کی کسی نے دیکھ تو نہیں لیا

بس بیٹا آج کیلئے اتنی بے عزتی کافی ہے، باقی کی جا کہ پاکستان میں کروالینا

یمان نے پیچھے سے اسکے کندھے پہ بازو پھیلاتے ہوئے کہا

ہیمان کی بات سن کے معاویہ نے اسے سنجیدگی سے دیکھا اور پھر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کے ہنس پڑے

وہ دونوں ہنستے ہوئے اتنے خوبصورت لگ رہے تھے کہ کئی لڑکیوں کا دل ان دونوں کی ہنسی پہ اٹھک گیا

چل چلے اس سے پہلے کہ ہماری بلیاں ہمیں چھوڑ کے پاکستان جا پہنچے

ہیمان نے معاویہ کی طرف دیکھ کے کہا اور دونوں سامنے کھڑی مینے اور ماہ کی طرف چل پڑے

اس وقت گھر کے سبھی افراد ٹائٹنگ ٹیبل کے گرد بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے، سربراہی کر سی پہ آغا جان اپنی پوری شان کے ساتھ بیٹھے تھے، آج بھی انکی طبیعت میں وہی پہلے سے رعب و جلال تھا

بہو ذنجبیل کہاں ہے، صبح سے کہی نہیں دیکھی میں نے

آغا جان نے بلقیس بیگم سے پوچھا

جی آغا جان اسکی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں، اس لیے آرام کر رہی ہے

بلقیس بیگم نے احترام سے کہا

پھر اس نالائق نے اسے ڈانٹا ہو گا،

آغا جان نے دبیر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

یار آغا جان میں نے کچھ نہیں کہا

دبیر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا

چھپ کر دکھوتے کے پتر، جیسے ہم جانتے ہی نہیں نہ کہ بچی کی حالت صرف تمہارے ڈانٹنے سے ہی خراب ہوتی ہے

آغا جان نے دبیر کو لتارتے ہوئے کہا

ایک ہر بات میں آپ میری مٹھی کیوں پلٹتے ہیں، کرتا یہ بے غیرت ہے، گالیاں مجھے ملتی ہے

ایک صاحب نے آغا جان کی طرف دیکھ کے جھنجھلاتے ہوئے کہا

کیوں کہ یہ تیری ہی کارستانی کا نتیجہ ہے،

آغا جان نے دبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

تو مجھے کیا پتہ تھا کہ بڑا ہو کے یہ اتنا بے شرم اور بد دماغ ہو گا

ایک صاحب نے کہا

چلے میں تو بابا کی کارستانی کا نتیجہ ہوں، لیکن آغا جان مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی

دبیر نے آغا جان کی جانب دیکھتے ہوئے پرسوج انداز میں پوچھا

وہ کیا

آغا جان نے پوچھا

کہ بابا کس کی کارستانی کا نتیجہ ہے، آپ کی یا خانم (دبیر کی دادی) کی

دبیر نے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا جبکہ دبیر کی بات سن کے آغا جان کا چہرہ سرخ ہوا

دبیر آفریدی انتہا کے بے شرم اور بے غیرت انسان ہوں

ایک صاحب نے کہا

ٹینشن ناٹ بابا، بے شرم میں بھی شرم اور بے غیرت میں بھی غیرت آتی ہے

دبیر نے ایک صاحب کو آنکھ و نک کرتے ہوئے کہا جبکہ سب اسکی ڈھٹائی پہ دیکھتے رہ گئے

وہ سیڑھیاں پلانگھ کے اوپر آیا تو سامنے ہی وہ چاند کی روشنی میں سوگوار حسن لیے کھڑی تھی، اس کا شفاف چہرہ چاند کی روشنی میں چمک رہا تھا، وہ ہر چیز سے بے گانہ چاند کو تھکنے میں محو تھی، اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ آکے اس کے پاس کھڑا ہو گیا

”ہہہہم بھٹکی ہوئی چڑیلوں کی طرح یہاں بھٹک رہی ہوں اور میں تمہیں نیچے ڈھونڈ رہا ہوں

دیر نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کے چاند کو دیکھتے ہوئے کہا

لیکن ذنجبیل نے کوئی جواب نہیں دیا

چلو آؤ تارے گنتے ہیں، ایک دو تین، وہ والا چار

دیر نے آسمان میں تارے گنتے ہوئے کہا، وہ اسکو وہی منڈیر کے پاس چھوڑ کے نیچے کی جانب بڑھنے لگی کہ دیر نے ایک ہی جست میں اسکا ہاتھ پکڑا

منار ہا ہوں، زیادہ باؤ کس خوشی میں

دیر نے اسکارخ اپنی جانب کرتے ہوئے کیا لیکن اس کے سرخ آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو دیکھ کے اسکی بات اُدھوری رہ گئی

زنجبیل کی آنکھوں سے آنسو بہہ کے گال پہ لڑک رہے تھے، وہ اسکے آنسو دیکھ کے بے چین ہوا

یار سوری، پلیز رونا بند کروں،

دیر نے منت کرتے ہوئے کہا

اس کی بات سن نے زنجبیل اور رونے لگی

یار تمہارے آنسو تیزاب کی مانند میرے دل پہ گر رہے ہیں، پلیز معاف کر دوں، پھر نہیں ڈانٹوں گا

دیر نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

اچھا، دیکھو کان پکڑ رہا ہوں اب تو اس باگر بلے کو معاف کر دوں

دیر نے کان پکڑتے ہوئے کہا، اگر کوئی اس وقت دبیر کو دیکھ لیتا تو اسے اس چھوٹی سی لڑکی کی قسمت پہ رشک ہوتا، وہ شخص جو دنیا کو اپنی انگلی کے اشاروں پہ ناچاتا ہے، اس چھوٹی سی لڑکی کی منتیں کر رہا تھا، یہ سچ ہیں محبت اچھے اچھوں کو جھکا ہی دیتی ہیں

جبکہ زنجبیل اسکو کان پکڑتے دیکھ کے ہنس پڑی

دبیر اسکی آنسوؤں سے بھری آنکھوں اور کھلکاتی ہوئی ہنسی دیکھ کے مبہوت رہ گیا، اس نظارے کے بدلے دبیر آفریدی دنیا وار سکتا تھا

میں تبھی مانو گئی، جب تم مجھے آئس کریم کھلاؤ گئے

زنجبیل نے اسکی طرف معصومیت سے دیکھتے ہوئے کہا

آئس کریم کھا کھا آئس کریم جتنی ہی ہو گئی ہوں بونی

دیر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا

اسکی بات سن کے زنجیل نے اسکے بال مٹھیوں میں بھر کے کھینچ ڈالیں جبکہ آسمان پہ چمکتا ہوا چاند محبت کی ان دو پنچھیوں کو دیکھ کے بادلوں کی اوڑھ میں چھپ گیا۔

ہسپتال کے کمرے میں وہی چیخوں و پکار پھر سے تھی، محبت کی آگ میں چلتی ہوئی وہ دیوانی اپنے ہو اس میں نہیں تھی، بکھرے بال، متورم آنکھیں، شکستہ حالت میں وہ کہی سے بھی مغرور ذویا ملک نہیں لگ رہی تھی، یہ تو کوئی داسی تھی جو دبیر آفریدی کی محبت میں خود سے بے گانہ ہو چکی تھی

ماما مجھے وہ چاہیے، آپ نے کہا تھا کہ آپ وہ مجھے لا کے دے گئی

ذویا نے مسز ملک کے ہاتھ پکڑ کے روتے ہوئے کہا

دیکھو ذویا بیٹا سنبھالو خود کو، کیا حال بنا لیا ہے

مسز ملک نے اسکی بکھری حالت دیکھتے ہوئے کہا

پلیز ماما مجھے وہ لادیں، نہیں تو میں مر جاؤ گی

ذویانے روتے ہوئے کہا

دیکھو بیٹا، دنیا ایک شخص پہ تو نہیں رکھتی نہ، خدا کی مصلحت سمجھ کے بھول جاؤ اسے

مسز ملک نے ذویانے کے بال اسکے چہرے پہ سے ہٹاتے ہوئے پیار سے کہا

کیسے بھول جاؤ ماما، کیسے، وہ شخص ہی تو میری دنیا ہے،

ذویانے چیختے ہوئے کہا

میری جان کچھ چیزیں کبھی ہماری نہیں ہو سکتی، کچھ چیزیں ہمیشہ لا حاصل ہی رہتی ہیں، ان کے پیچھے جتنا بھی بھاگ لوں، کبھی حاصل نہیں ہوتی، بلکہ انسان بھاگتے بھاگتے اپنے پاؤں ہی زخمی کر بیٹھتا ہے

مسز ملک اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا

ذویا ملک کو جو چیز پسند آجائیں پھر وہ اسکی ہی ہوتی ہے، پھر چاہے وہ خود پاس آئیں یا زبردستی چھین کے، لیکن حاصل تو کر کے رہتی ہوں میں

ذویا نے انکی طرف دیکھتے ہوئے سرخ آنکھوں سے کہا

اور اگر وہ چیز زبردستی بھی حاصل نہ کی جاسکیں، پھر

کب سے کونے میں چھپ کھڑا احد بولا

اسکی بات سن کے ذویا کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی

تو پھر میں اسے کسی اور کے قابل بھی نہیں چھوڑتی، توڑ کے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں

ذویانے اپنی سرخ آنکھیں احد کی آنکھوں میں گاڑتے ہوئے جنون سے کہا

جبکہ اسکایہ جنون اور پاگل پن دیکھ کے احد اور مسز ملک پریشان ہو گئے، کیونکہ ذویا کا جنون کسی بڑی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہونے والا تھا

ان چاروں نے جیسے ہی حویلی میں قدم رکھا تو سامنے ہی لان میں بیٹھی سوئیٹر بنتی نجمہ بیگم پہ نگاہ پڑی تو وہ انکی جانب بڑھ گئے

ان چاروں کو سامنے دیکھ کے نجمہ بیگم کے دل کو قرار آیا

اسلام علیکم

معاویہ نے اونچی آواز میں سلام کیا اور نجمہ بیگم کے ماتھے کو چھوما

وہ سب باری باری ان سے ملے

انکی آمد کاسن کے ذنجبیل دوڑی چلی آئیں

میرے لیے کیا لائیں ہیں لالا

ذنجبیل نے یمان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

یار جن چیزوں کی لسٹ تم نے دی تھی، وہ مجھ سے کہی گم ہو گئی، اس لیے تمہارے لیے میں کچھ نہیں لایا، سوری

یمان نے ذنجبیل کو تنگ کرتے ہوئے کہا

کیا، اپ میرے لیے کچھ نہیں لائیں

ذنجبیل نے چیختے ہوئے کہا

یار بتا تو رہا ہوں کہ لسٹ گم ہو گئی مجھ سے

یہاں نے اسکی رونی صورت دیکھ کے کہا

تنگ نہ کریں یہاں اسے، جو جو تم نے کہا تھا سب لائیں ہیں تمہارے لیے

ذم نے ذنجبیل کی رونی صورت دیکھ کے کہا

ذم کی بات سن کے ذنجبیل کا چہرہ کھلا اٹھا

اتنے میں حویلی کے دروازے سے ایک کار اندر داخل ہوئی،

کار میں سے بلیک گلاسز لگائے زمان اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ اتر اور اسکے ساتھ ہی اسکی محبت میں نکھری
نکھری سی ماہ چل رہی تھی

ان دونوں کو دور سے ایک ساتھ دیکھ کے ذینب بیگم نے دل ہی دل میں انکی نظر اتاری

نزدیک آکہ دونوں نے باری باری سلام کیا اور سب بیٹھ کے باتیں کرنے لگے

جسکے دور قسمت کھڑی ان سب کے کھلکاتی ہوئے چہرے دیکھ کے آنکھیں موندھ گئی، کیونکہ جلد ہی یہ قہقہوں سے گونجتی ہوئی حویلی ماتم میں بدلنے والی تھی

دبیر سٹڈی روم میں داخل ہوا، سامنے ہی ایک آفریدی رانگ چئیر پہ بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے

بابا، اگر آپ فری ہے تو مجھے آپ سے بات کرنی ہے،

دبیر نے ایک صاحب سے کہا

آؤ، بیٹھو کیا بات کرنی ہے،

ایک صاحب نے کتاب کو سائیڈ پہ رکھتے ہوئے کہا

بابا وہ میں نے کہنا تھا کہ

دبیر نے تمہید باندھتے ہوئے کہا

-

کیا بات کرنی ہے، کھل کے کروں

-

ایک صاحب نے کہا

-

دبیر خاموش رہا، دبیر کی خاموشی کو دیکھ کے ایک صاحب کو تعجب ہوا کیونکہ وہ کبھی بھی بات کرنے سے پہلے تمہید نہیں باندھتا تھا

-

ایسی کون سی بات ہو گئی جو دبیر آفریدی کو تمہید باندھنی پڑ رہی ہیں

-

ایک صاحب نے کہا

-

آپ چاچو سے میرے اور ذنجبیل کے رشتے کی بات کریں

-

دبیر نے ایک ہی سانس میں کہا

دیر کی بات سن کے ایک صاحب کو حیرانی ہوئی

پچھلے دنوں تو تم ہی کہہ رہے تھے کہ تمہیں کوئی حسین و جمیل دوشیزہ ڈھونڈنی ہے اپنے لیے اور اب اچانک میری بھتیجی کا خیال کیسے آگیا

ایک صاحب نے دیر کی طرف دیکھتے ہوئے تفتیشی انداز میں پوچھا

یار، تب میری عقل گھاس چھڑنے لگی تھی، جو آپ کے سامنے بول دیا،

دیر نے چڑکے کہا

”ہم وجہ بتاؤ،“

ایک صاحب نے ہنکارہ بھر کے کہا

کیا یہ وجہ کافی نہیں کہ میں بچپن سے آپکی بھتیجی سے پیار کرتا ہوں،

دبیر نے ایک صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

صحیح، چلو میں آغا جان سے رشتے کی بات کرتا ہوں

دبیر کی آنکھوں میں سچائی دیکھ کے ایک صاحب نے کہا

کیا مطلب بات کرے گئے، آپ آغا جان سے شادی کی تاریخ لیں

دبیر نے ایک صاحب کی بات سن کے جلدی سے کہا

پاگل تو نہیں ہو گئے تم، ایسے کیسے رخصتی کی بات کروں، پہلے رشتہ تو مانگے ہم لوگ،

ایک صاحب نے اس سر پھرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ایک آفریدی مجھے سب پتہ ہیں کہ وہ بچپن سے میرے نام سے منسوب ہے، اسلیے مجھے منگنی پہ ٹرخانے کی ضرورت نہیں، سو آپ رخصتی مانگو گئے، ورنہ آپ کی بھتیجی کو اٹھالوں گا

دبیر نے ایک صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے شاطرانہ مسکراہٹ سے کہا

ایک نمبر کے کینے انسان ہوں تم

ایک صاحب نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا

اور کچھ،

دبیر نے صاف چھڑانے والے انداز میں کہا،

اس سے پہلے کہ ایک صاحب اسکی جم کے کلاس لیتے وہ باہر کی جانب بھاگا

وہ بیڈ پہ لیٹی لیپ ٹاپ میں مووی دیکھ رہی تھی کہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا، دستک کی آواز سن کے اس کے ماتھے پہ شکن آئی

افف کون ہے،

اس نے وہی بیڈ پہ بیٹھے بیٹھے آواز لگائی

اوبونی دروازہ کھولو

دیر نے کہا

تم کون

ذنجیل نے انجان بن کے کہا

بد ذوق لڑکی، میں ہوں، دروازہ کھولو، تم مجھے بھول گئی

دیر نے کہا

تم مجھے یاد کب تھے جو بھولو گئی تمہیں

زنجیل نے دروازہ کھول کے اسے دیکھتے ہوئے کہا

اوبونی،

تم مجھے بھول گئی

دیر نے اندر داخل ہو کہ اسے سائیڈ پہ کرتے ہوئے کہا

اب دنیا میں بہت سے کتے ہیں میں ہر کتے کو یاد کرنے سے تور ہی

زنجیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا

جبکہ اس کی بات سن کے خلاف توقع دبیر نے کچھ نہیں کہا اور آگے بڑھ کے بیڈ پہ بیٹھ گیا

یہ تم ہی ہوں نہ

ذنجبیل نے اسکے پاس بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا

ہاں کیوں

دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے آرام سے پوچھا

تمہارے دماغ میں اگر کچھ الٹا سیدھا چل رہا ہے تو چلتے بنو

ذنجبیل نے اسکی طرف مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

میرا آج تمہارے منہ لگنے کا ارادہ نہیں، اسلیے میرا دماغ نہ کھاؤ

دیر نے اسکی نظروں سے بچ کے منہ سے بیل نکالتے ہوئے کہا اور نامحسوس انداز میں بیل اس کے بالوں میں چبکا دیا

نکلو یہاں سے، عزت راس ہی نہیں تمہیں

ذنجبیل نے اسے گھورتے ہوئے کہا

اوکے، جارہا ہوں

دیر آرام سے کہہ کے چلا گیا جبکہ ذنجبیل پیچھے اسکی اتنی فرما برداری دیکھ کے بے ہوش ہوتے ہوتے پچی

اس وقت گھر کے سبھی افراد آغا جان کے روم میں موجود تھے،

خیریت آغا جان آپ نے ہمیں بلایا

ذینب بیگم نے آغا جان سے پوچھا

-
خیریت ہی ہے، بس مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے تم سب سے

-
جی آغا جان حکم کریں

-
ظہیر صاحب نے کہا

-
ذنجبیل بیٹا تم ادھر آؤں میرے پاس

-
آغا جان نے ذنجبیل کو پاس بیٹھاتے ہوئے کہا

-
ظہیر اگر تمہیں اور بہو کو کوئی اعتراض نہ ہوں تو میں دبیر کے لیے ذنجبیل کا ہاتھ مانگتا ہوں

-
آغا جان نے ظہیر آفریدی سے پوچھا

-
بھلا ہمیں کیا اعتراض ہوگا، بلکہ اس سے اچھا رشتہ تو ہمیں کہی مل ہی نہیں سکتا

ظہیر آفریدی نے کہا

تو چلو بھی پھر دیر کس بات کی، منہ میٹھا کروایا جائیں

نجمہ بیگم نے خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوئے کہا

بہور کھو ایک منٹ

آغا جان نے کہا

سب آغا جان کی طرف الجھن سے دیکھنے لگے

ذنجیل بیٹا تمہیں پورا اختیار ہے انکار یا اقرار کی

آغا جان نے ذنجیل کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

بتاؤ بیٹا تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں

ظہیر صاحب نے پوچھا

جو آپ کو ٹھیک لگے بابا

ذنجیل نے سر جھکائے کہا

جیتی رہوں، خوش رہو

نجمہ بیگم نے ذنجیل کو چھٹا چھٹ چھومتے ہوئے کہا

منہ میٹھا کیا گیا اور سب نے باری باری آکہ ذنجیل کو دعائیں دی

اگر زندگی رہی تو رخصتی اس مہینے کے آخر میں ہوگئی

آغا جان نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

تو کیوں عجوبہ بنے بیٹھے ہوں

زمان نے منہ کھولے دبیر کی پاس بیٹھتے ہوئے کہا

کیا سچ میں، میں بھی سنگل سے منگل ہو گیا

دبیر نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا

تیری بات سن کے دل کرتا ہے کہ ایک لگاؤں تمہارے کان کے نیچے

زمان نے دبیر کی بات سن کے کہا

ہائے میری بھی شادی ہونے والی ہیں

دبیر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا

اونادیدے انسان، بیٹھ جا، ابھی ہوئی نہیں،

زمان نے دبیر کو بیٹھاتے ہوئے کہا

ہائے مجھے میرے سپنوں کی رانی ملنے والی ہیں، ہائے میں کیا کروں میری شبو

دبیر نے ایک آفریدی کے پاس چھلانگ لگا کے بیٹھتے ہوئے کہا

تمہاری حرکتیں دیکھ کے میرا ارادہ بدل سکتا ہے برخوردار، اس لیے بند رہنے کے بجائے انسان ہی بنے رہو

ظہیر آفریدی نے چھلانگیں لگاتے ہوئے دبیر کو دیکھ کے کہا جبکہ ظہیر صاحب کی بات سن کے سب نے جاندار
قہقہہ لگایا

زمانہ صوفے پہ بیٹھالپ ٹاپ میں کام کر رہا تھا جبکہ ماہ سامنے الماری میں گھسی زمان کے کپڑوں کو ترتیب سے لٹکا رہی تھی

ماہ اگر تمہارا کام ختم ہو گیا ہوں تو مجھے ایک کپ چائے بنا دوں

زمان نے لپ ٹاپ پہ ہی نظریں جمائے ماہ سے کہا

اچھا، ابھی بنا کے لاتی ہوں

ماہ نے زمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی وہ آگے بڑھی اسے ذور کا چکر آیا اور وہ وہی گڑ پڑی

ماہ کو گرتے دیکھ کے زمان ایک ہی چست میں بھاگا اور اسکا سر گود میں رکھ کے چہرہ تھپتھپانے لگا

ماہ آنکھیں کھولو، کیا ہوا

زمان نے پریشانی سے پوچھا

ماہ کیا تم مجھے سن رہی ہوں، آنکھیں کھولو

زمان نے کہا لیکن جواب ندارد

اس نے ماہ کے جسم کو دوپٹے سے ڈھانپا اور اسے بازوؤں میں اٹھا کے باہر کی جانب بھاگا

پریشانی میں اس نے پینتالیس منٹ کا رستہ پندرہ منٹ میں طے کیا اور اسکو بازوؤں لیے ہو سہیٹل کے اندر بھاگا

ڈاکٹر، ڈاکٹر

زمان نے ایمر جنسی روم کے سامنے چلاتے ہوئے کہا

ڈاکٹر باہر آئیں تو سامنے زمان آفریدی کو دیکھ کے جلدی سے حرکت میں آئی،

ڈاکٹر پلیمیری وائف کو دیکھے

زمان نے پریشانی سے کہا

ریلکس مسٹر زمان، آپ باہر ہی رہے، ہم آپکی وائف کا چیک اپ کرتے ہیں

ڈاکٹر نے زمان کو تسلی دی اور اندر چلی گئی

وہ باہر پریشانی سے ٹہل رہا تھا کہ آدھے گھنٹے کے صبر آزما انتظار کے بعد ڈاکٹر باہر آئی

کیا ہوا ہے میری وائف کو، کیا وہ ٹھیک تو ہے نہ

زمان نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا

ریلکس مسٹر زمان، آپکی وائف بالکل ٹھیک ہے، آپ میرے ساتھ آئے

ڈاکٹر نے زمان کو تسلی دی اور کین کی طرف بڑھ گئی

زمان نے اندر داخل ہو کہ سامنے بیٹھتے ہوئے بے چینی سے کہا

آپ بتا کیوں نہیں رہی، آخر میری وائف کو ہوا کیا ہے، کیوں وہ بے ہوش ہو گئی

زمان نے پوچھا۔

یہ کوئی بڑی بات نہیں، دیکھے ایسی حالت میں یہ نارمل ہے

ڈاکٹر نے آرام سے کہا

کیا مطلب کیسی حالت

زمان نے الجھن بھری نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے پوچھا

مبارک ہوں، آپکی وائف امید سے ہے، آپ باپ بننے والے ہیں

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا

جبکہ ڈاکٹر کی بات سن کے ذمان کو اپنے کانوں پہ یقین نہیں آرہا تھا، خوشی سے وہ پاگل ہونے والا تھا

ڈاکٹر کیا میں اپنی وائف سے مل سکتا ہوں

جی بلکل آپ مل سکتے ہیں، انکی ڈرپ ختم ہو جائیں تو آپ انہیں گھر لے جاسکتے ہیں

ڈاکٹر نے کہا

تھینکیو سوچ ڈاکٹر

زمان نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا اور باہر آگیا، وہ اس وقت اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کرتا کم تھا

وہ کمرے کا دروازہ کھول کے اندر آیا تو سامنے ہی وہ ڈرپ لگے ہاتھ کے ساتھ نڈھال سی پڑی تھی

اس نے آگے بڑھ کے اس کے ماتھے پہ بوسا دیا، اپنی پیشانی پہ جانا پہچانا لمس محسوس کر کے ماہ نے آنکھیں کھولی تو سامنے ہی وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا

کیا ہوا زمان، اور ہم کہاں ہے

ماہ نے نقاہت سے بیٹھے ہوئے پوچھا

تھینکیو میری جان، اتنا پیارا تحفہ دینے کے لیے

زمان نے دیوانہ وار اس کے چہرے پہ بوسے دیکھتے ہوئے کہا جبکہ ماہ کا سانس سینے میں اٹھک گیا،

زمان کیا ہوا ہے، بتائیں تو

ماہ نے زمان کو پیچھے کرتے ہوئے کہا

ماہ تم ماما اور میں بابا بننے والا ہوں، شکریہ میری جان اتنا حسین تحفہ دینے کے لیے

زمان نے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کہا

جبکہ ماہ تو کچھ منٹ سکتے ہیں زمان کو دیکھتی رہی لیکن جیسے ہی اس نے شعور کی منزلیں طے کی وہ ایک دم زمان کے سینے میں چہرہ چھپائے رودی

مجھ --- مجھے یقین --- نہی --- آرہا

ماہ نے نم آواز میں کہا

میرا اللہ بڑا رحیم ہے، مجھے یقین نہیں آرہا کہ اس نے مجھ جیسی گنہگار کو اتنا نوازہ

ماہ نے زمان کے سینے میں منہ چھپائے کہا

بے شک میرا رب بڑا رحیم ہے، وہ نوازتے ہوئے نہیں دیکھتا کہ اگلا کتنا گنہگار ہے وہ تو بس نوازتا جاتا ہے،

زمان نے ماہ کے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

چلو، تمہاری ڈرپ ختم ہو گئی ہیں

زمان نے اس کے ہاتھ سے نیڈل نکالتے ہوئے کہا اور احتیاط سے اس کو بازوؤں کے حلقے میں لیے باہر بڑھ گیا

وہ بالوں میں گھنگی کرتے ہوئے گزری شب کا سوچ رہی تھی،

اس نے کبھی سوچا تک نہ تھا کہ کل کے دن کا اتنا اچھا اختتام ہوگا، وہ اپنے خیالوں میں کھوئی گھنگی چلا رہی تھی کہ گھنگھی بالوں میں اٹھک گئی،

مسلل زور آزمائی کے باوجود بال گھنگی ہونے کا نام نہیں کے رہے تھے

اف یہ کیا مصیبت ہے،

اس نے غصے سے اپنے سنہری بالوں میں سے گھنگی پھینکتے ہوئے کہا اور جا کر آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی

کیا مصیبت ہے، کیوں گھنگھی نہیں ہو رہے

اس نے جھنجھلاتے ہوئے پیچھے کے بالوں کو آگے کیا

جیسے ہی اس نے پیچھے کے بالوں کو آگے کیا، کیا دیکھتی ہے کہ اس کے بالوں میں چینگم چھپکا ہوا ہے

یہ کہاں سے چھپک گیا

اس نے رونی صورت بنا کے کہا

مسلسل زور آزمائی کے باوجود چینگم بالوں سے نکلنے کا نام نہیں لے رہا تھا، وہ وہی بیڈ پہ بیٹھتی رونے لگی کہ اسی اثنا میں اسکے روم میں ذل داخل ہوئی،

کیا ہوا ذنجبیل، کیوں رو رہی ہوں

ذمل نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا

ذمل کی بات سن کے ذنجبیل نے روتے ہوئے اپنے بال آگے کر دیئے

یہ کہاں سے چھپکادی تم نے پاگل لڑکی

ذمل نے اسکے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا

پتہ نہیں آپی، میں خود حیران ہوں یہ کہاں سے چھپک گیا

ذنجبیل نے مسلسل آنسوؤں بہاتے ہوئے کہا

یہ تو ایسے نہیں نکلے گئی، بال کاٹنے پڑے گئے

ذم نے کہا

نہیں، میں بال کبھی نہیں کاٹوں گئی، اپ کو پتہ ہے مجھے میرے بال کتنے پسند ہے

ذم کی بات سن کے ذنجیل نے روتے ہوئے کہا

دیکھو بس تھوڑے سے کاٹے گئے تاکہ چینگم نکل سکے، نہیں تو بال اور خراب ہو جائے گے

ذم نے کہا

تھوڑے سے ہی آپ کاٹوں گئی نہ

ذنجیل نے روتے ہوئے پوچھا

ہاں بس تھوڑے سے

ذم نے کہا

تم رکھو میں دبیر کے چائے دے کے آتی ہوئی، ساتھ میں کھینچی بھی لاتی ہوں

ذم نے کہا،

جبکہ دبیر کا نام سن کے ذنجیل کے ذماغ میں کھٹکا ہوا

ابھیہ دبیر آفریدی آج تمہارا جنازہ میرے ہاتھوں ہی نکلے گا

ذنجیل نے چیختے ہوئے کہا اور اسکے روم کے جانب بڑھ گئی

اب کیا تھا، پوری آفریدی حویلی میں چاروں طرف دبیر اور ذنجیل کی چھت پاڑ چنے تھی، دبیر آگے آگے اور
ذنجیل پیچھے پیچھے

آخر تھک ہار کے ذنجیل صوفے پہ بیٹھ گئی

ذیل نے اس نے چیغم لگے بالوں کو تھوڑا سا کاٹا جبکہ وہ مسلسل ان بالوں کو دیکھ رہی تھی

چھپ کر جاؤ بیلا اور کتنا رونا ہے

ارمان نے روتی ہوئی ذنجیل کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا

لالا میرے بال

ذنجیل ایک بار پھر سے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا

بس میرا بچہ چھپ کر جاؤ، ایک باریہ نالائق آئیں، میں اسکی خبر لیتا ہوں

ارمان نے اس کے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے کہا

جبکہ ذنجیل کی سو سو مسلسل جاری تھی

وہ لوگ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے سامنے ہی سب پریشانی سے بیٹھے تھے، ان دونوں کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر
ذینب بیگم جلدی سے آگے بڑھی

کیا ہوا ہے ماہ، کہاں چلے گئے تھے تم دونوں، پتہ بھی ہے سب کتنے پریشان ہوں گے تھے

ذینب بیگم نے پریشانی سے پوچھا

کچھ نہیں ہوا، ہم ٹھیک ہے، آپ پریشان نہ ہوں

زمان نے ماہ کو آرام سے صوفے پہ بیٹھا کے ذینب بیگم کو بازوؤں کے حلقے میں لیے کہا

تم دونوں بتا کیوں نہیں رہے، آخر ہوا کیا ہے

اب کے ذینب بیگم نے جھنجلاتے ہوئے پوچھا

آپ نانی بننے والی ہوں

زمان نے ذینب بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

جبکہ زمان کی بات سن کے لاؤنچ میں ایک دم خاموشی ہو گئی

ہر انا، میں چوچو بننے والا ہوں

اس خاموشی کو یمان کی آواز نے توڑا

اور پھر سب نے مل کے وہ طوفان برپا کیا کہ الامان، سب نے آگے بڑھ کے باری باری ماہ کو پیار کیا اور مبارکباد دی

ماہ اب تم بیڈ سے پاؤں تک نہیں اتارو گئی، سمجھ گئی نہ

نجمہ بیگم نے ماہ کو تاکید کرتے ہوئے کہا جبکہ وہ شرمائی سی سب کے بیچ بیٹھی سر ہلا گئی

واہ اب تو جو نئیر آنے والا ہے، اب تو اور بھی مزہ آئے گا

دبیر نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا

خبردار اگر تم یہ کچھ مہینے ماہ کے ارد گرد بھی نظر آئے تو ورنہ بے بی بھی تمہاری طرح ایک نمبر کا بد تمیز اور بد دماغ انسان ہو گا

ذنجبیل نے دبیر کو خبردار کرتے ہوئے کہا

او بونی چھپ رہو تم تو، تم ماہ سے دور رہو میں نہیں چاہتا کہ میرے ہونے والے بھانجے پہ تم جیسی نکمی، پوہڑ اور چڑیل کا سایہ پڑے

دبیر نے ذنجبیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

وہ دونوں بچوں کی طرح ایک دوسرے کو ماہ سے دور رہنے کا کہہ رہے تھے جبکہ باقی سب انہیں افسوس سے دیکھ رہے تھے کہ ان کا کچھ نہیں ہو سکتا

وہ رات کے اس پہر کمرے کی بالکونی میں کھڑی اپنے ہاتھ کی تیسری انگلی میں اسکے نام کی پہنائی گئی انگوٹی کو محبت سے دیکھ رہی تھی، اس کے ہونٹوں پہ ذندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی، اس نے کبھی سوچا تک نہیں تھا کہ بچپن سے جس شخص کو دل کے نہاں خانے میں چھپائے بیٹھی تھی، اللہ ایسے اتنی آسانی سے اسکی جھولی میں ڈال دے گا، وہ جتنا بھی اللہ کی ذات کا شکر ادا کرتی کم تھا، وہ شخص جس پہ ایک دنیا مرتی تھی، وہ اسے چاہتا تھا، یہ احساس ہی خوش گن تھا،

ا،،،،،

وہ اپنی سوچوں میں گم کھڑی تھی جب وہ اسکے پیچھے آکے کھڑا ہوا اور گلا کھنکھارا

زنجبیل نے مڑ کے دیکھا تو سامنے وہ اپنی بھرپور وجاہت لیے کھڑا تھا

تم، یہاں اس وقت

زنجبیل نے اس کی لودیتی آنکھوں سے نظریں چھراتے ہوئے کہا

کیوں میں یہاں نہیں آ سکتا

دبیر نے اس کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے کہا

میں نے ایسا تو نہیں کہا

ذنجبیل نے نظریں جھکائے کہا

تو پھر

دبیر نے اس کے کھترائے ہوئے روپ کو نظروں کے ذریعے دل میں اتارتے ہوئے کہا

کچھ نہیں، تم چھوڑو میرا ہاتھ اور جاؤ یہاں سے

ذنجبیل نے اس کے ہاتھوں سے ہاتھ نکالتے ہوئے کہا

یہ ہاتھ چھوڑنے کے لئے نہیں پکڑا میں نے

دبیر نے اسکے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا

اور اگر میں نے کہی چھوڑ دیا یہ ہاتھ تو

ذنجبیل نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

ذنجبیل کی بات سن کے ایک دم دبیر کی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہوئی اور اس نے ایک ہی جھٹکے میں اسکو اپنی اوڑکھینچا، ذنجبیل کھٹی ہوئی شاخ کی مانند اسکے سینے سے ٹکرائی

اگر کبھی ایسا سوچا بھی تم نے تو اس دن آفریدی حویلی سے دو دو جنازے اٹھے گے، تمہاری جان لے لوں گا میں، اب سے تم پہ تمہارا بھی حق نہیں رہا، سر کے بال سے لیکر پاؤں کے ناخن تک تم اب میری ہوں، دبیر آفریدی کی ہوں تم، جس دن تم نے یہ ہاتھ چھوڑنے کی کوشش کی باخدا پوری دنیا میں آگ لگا دوں گا

دبیر نے اس کے چہرے کے نزدیک غراتے ہوئے کہا، اسکی سانسیں ذنجبیل کے چہرے پہ پڑ رہی تھی، جبکہ وہ دبیر کا یہ روپ دیکھ کے سہم سی گئی تھی، اس کی گرفت ذنجبیل کے بازو پہ سخت تھی

چھوڑو مجھے، درد ہو رہا ہے

ذنجبیل نے نم لہجے میں کہتے ہوئے بازو چھڑانا چاہا

اسکی نم آنکھیں دیکھ کے دبیر نے اسے اپنی سخت گرفت سے آزاد کیا اور سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گیا

جبکہ پیچھے وہ اسکا یہ روپ دیکھ کے دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی

یہ کس نے سارا جہاں سو گوار کر ڈالا!
یہ کون لوگ ہے جو بار بار روتے ہیں
سمندروں کو سلیقہ واردات نہیں !

ڈبو کے بعد میں زار و قطار روتے ہیں

وہ رات کے تیسرے پہر لان میں بیٹھی بنا کوئی شال اوڑھے ارد گرد سے بیگانہ آسمان پہ چمکتے چاند کو دیکھ رہی تھی، چاند کی روشنی میں اسکا آنسوؤں سے تر چہرہ چمک رہا تھا، ساتھ ہی اسکی آسٹریلین بلی قدموں میں بیٹھی اداسی سے اسے دیکھ رہی تھی

ذویا بیٹرات کے اس وقت یہاں کیا کر رہی ہوں

مسٹر ملک نے ذویا کو لان میں بیٹھے دیکھ اسکے پاس آتے ہوئے پوچھا

کچھ نہیں ڈیڈ، ویسے ہی تازہ ہوا لینے آگئی

اس نے جلدی سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

طبیعت تو ٹھیک ہے نہ میری بیٹی کی

مسٹر ملک نے پاس بیٹھ کے اس کو بازوؤں کے حلقے میں لیتے ہوئے پوچھا

جی ڈیڈ ٹھیک ہوں

ذویانے ان کے کندھے پہ سر رکھ کے تھکے ہوئے لہجے میں کہا

کیوں دے رہی ہوں خود کو تکلیف، اس کو بھول کے زندگی میں آگے بڑھو میری جان

مسٹر ملک نے اس کے درد بھرے تھکے ہوئے لہجے کو دیکھ کے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا

کیا کسی کو بھولنا اتنا آسان ہوتا ہے ڈیڈ

ذویانے آنسوؤں کے بیچ پوچھا

یہ دنیا ہے ذویا، یہاں بہت جلد لوگ بھول جاتے ہیں، میری جان تم کو شش تو کروں

مسٹر ملک نے کہا

بھولتا کوئی نہیں ہے ڈیڈ، بس وقت کے ساتھ ساتھ آنکھیں آنسوؤں بہاتے بہاتے تھک جاتی ہے اور دل روتے روتے، سسکتے سسکتے آخر صبر کر ہی لیتا ہے

ذویانے اپنے آنسوؤں کو حلق نے اندر اتارتے ہوئے کہا

تو پھر ایک ہی بار دل کھول کے رولوں اور صبر کر کے دل کے کسی خانے میں اسکو دفنادوں

مسٹر ملک نے کہا

وہ مجھ میں سمایا ہوا ہے ڈیڈ، اس کو دفن کروں گی تو ساتھ میں خود بھی ہو جاؤ گی

ذویانے درد بھری آواز میں کہا

ذویا کسی باتیں کر رہی ہوں میری جان، ایسا نہیں کہتے

مسٹر ملک نے ذویا کی بات سن کے جلدی سے کہا

ڈیڈ وہ میری روح میں بستا ہے، اس کے بغیر میرا وجود آدھا ادھورا ہے، بے مقصد سا لگتا ہے اپنا آپ، اس کو دیکھے بنا، سنے بنا میرا ایک لمحہ نہیں کٹتا اور آج دیکھے کتنے دن ہو گئے اس کو دیکھے سنے بنا، دیکھے ڈیڈ اب بھی زندہ ہوں میں تو آپ پریشان نہ ہوں کچھ نہیں ہونے والا مجھے

ذویا نے بھرائی لہجے میں کہا جسے اسکی روح ابھی سے تھکنے لگی ہوں

چلو اٹھو یہاں سے، سردی لگ جائیں گی

مسٹر ملک نے اسکے آنسو صاف کر کے بازوؤں سے پکڑ کے اٹھایا اور اندر کی طرف بڑھ گئے جبکہ پیچھے سیڑھیوں پہ بیٹھی بلی خاموشی سے آنکھیں موندھ گئی

اس وقت سب لڑکیاں لاؤنچ میں بیٹھی آج شام مہندی کے فنکشن میں پہنے جانے والے کپڑوں کو بھی ڈسکس کر رہی تھی

ماہ تم شام کو کیا پہن رہی ہوں

-

ذم نے ماہ سے پوچھا

-

مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ میں اس حالت میں کیا پہنوں

-

ماہ نے ذم کو دیکھتے ہوئے کہا

-

کیا ہو گیا ہے ماہ، اجکل تو لوگ لاسٹ منتھ تک بھاری کپڑے پہنتے ہیں، تمہارا تو پھر بھی ابھی پہلا مہینہ چل رہا ہے

-

عروش نے ذم کے ہاتھ سے جیولری کا باکس لیتے ہوئے کہا

-

ہاں بھابھی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں اور تمہیں تو دیکھ کے لگتا تھا کہ تم امید سے ہوں

-

اب کے مینے نے کہا

-

ہہم کہہ تو تم لوگ ٹھیک ہی رہے ہوں

-

ماہ نے ہنکارہ بھر کے کہا

-

ذنجیل کو مہندی لگ گئی یا نہیں

-

مینے نے پوچھا

-

مہندی والی لگا رہی ہیں اسکو، اس کے بعد جس نے لگانی ہے لگالیں

-

عروش نے مینے سے کہا

-

لڑکیوں کب تک یہی بیٹھی رہوں گی، چلو اٹھو شام کی تیاریاں کرو

-

نجمہ بیگم نے آکہ سب لڑکیوں کو گپیں ہانکتے دیکھ کے کہا

-

کیا ہو گیا ہے مورے، ابھی تو بہت وقت ہے

مینے نے براسہ منہ بنا کر کہا

کوئی وقت نہیں، جتنا وقت تم لوگ تیار ہونے میں لگاتی ہوں، شام ہو ہی جائیگی، اٹھو چلو

نجمہ بیگم نے کہا

انکی بات سن کے سب لڑکیاں برے برے منہ بناتی اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئی

ہر طرف خوشی کا سماں تھا، آفریدی حویلی کو رنگ بھرنگے پھولوں اور قلموں سے سجایا گیا تھا، لان بڑا ہونے کی وجہ سے ساری تیاریاں وہی کی گئی تھی، حشمت آفریدی کے سب سے چہیتے پوتے کی شادی تھی اس لیے تیاریاں کافی وسیع پیمانے پہ کی گئی تھی،

وہاں سے دبیر کے کمرے کی طرف آئے تو زمان بیچارہ اسے اٹھانے کی مہم سر کر رہا تھا

او گدھے اٹھ جا، کب سے تجھے اٹھا رہا ہوں

بیان نے اوندھے منہ پڑھے ہوئے دبیر کو دیکھتے ہوئے کہا

یار چھوڑ دے، سونے دیں

دبیر نے تکیہ منہ پہ رکھتے ہوئے کہا

او منحوس انسان اگر تجھے یاد ہوں تو آج تیری مہندی کی رسم ہے، اٹھ جا

زمان نے اس پہ سے کمبل کھینچتے ہوئے کہا

یار سونے دیں کیوں دشمن بنا ہوا ہے میری نیند کا

دبیر نے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ چلا کے بیٹھتے ہوئے کہا

او میرے شہزادے کی نیند خراب ہو گئی،

اس نے دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے افسوس بھرے لہجے میں پوچھا

دفع ہو جا یہاں سے جاہل، اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی نیندیں حرام کرتا ہے

دبیر نے بیڈ پہ سے اٹھ کے کمر ڈمیں سے کپڑے نکالتے ہوئے کہا، جبکہ دبیر کی بات سن ذمان کا چہرہ سرخ ہو گیا

بڑا ہی کوئی ڈیش انسان ہے تو

ذمان نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کوئی شک

دبیر نے اسکی جانب دیکھ کے کہا، جبکہ ذمان اس کو افسوس سے دیکھتے رہ گیا

یار ذل میں پیاری تو لگ رہی ہوں نہ، میک آپ ہیوی تو نہیں ہو گیا،

اس نے ڈوپٹہ ٹھیک کرتی ذل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

اوہو میری ماں، اور کتنی باریہ سوال پوچھے گئی، تم بہت اچھی لگ رہی ہیں،

ذل نے مصروف انداز میں کہا

پھر بھی اگر میں پیاری نہیں لگی تو

ذنجبیل نے دس بار کا بولا ہوا جملہ پھر سے بولا

آسمان سے اتری ہوئی کوئی پری لگ رہی ہوں تم، اتنی پیاری لگ رہی ہوں کہ تمہیں دیکھ کے دبیر کے ہوش اڑ جائینگے

ذمل نے اسکے دوپٹے کو سیٹ کر کے آخر میں شرارت سے کہا

جبکہ ذمل کی بات سن کے اسکا چہرہ حیا کی تمازت سے سرخ ہو گیا

ہائے زنجبیل بہت اچھی لگ رہی ہوں، اور یہ شرما تے ہوئے تو تم مجھ پہ بجلیاں گڑا رہی ہوں، پتہ نہیں میرے لالے کا کیا حال ہو گا

مینے نے اسکو نظر کاٹیکہ لگاتے ہوئے کہا

جبکہ اس نے آہستہ سے نظر اٹھا کے خود کے عکس کو آئینے میں دیکھا تو ایک پل کو تو وہ بھی دیکھتی رہ گئی

گھٹنوں سے اوپر بھاری کام کی شارٹ سیلے رنگ کی کمیز اور نارنجی رنگ کی پٹیا لا پہنے، سر پہ بھاری گوٹے کے کام کا دوپٹہ سجائے، بالوں کی بڑیڈ ٹیل بنائے موتیے کے پھولوں سے سجائے سائیڈ پہ ڈالے ہلکے سے میک اپ کیے دل مو لینے والے روپ کو دیکھ رہی تھی

اب ذرا میرے بھائی کی نظر سے خود کو دیکھوں

مینے نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا

جبکہ مینے کی بات سن کے وہ نخل سی ہو گئی، اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی، ہ جلدی سے آئینے کے آگے سے ہٹی اور اپنی حالت پہ قابو پانے لگی

اوہوں ابھی سے یہ حال ہے تو کل کیا کروں گی

مینے نے شرارت کو طول دیتے ہوئے کہا

پلیز مینے چھپ کر جاؤ، بہت ہی بے شرم ہوں

ذنجبیل نے حیا آمیز لہجے میں کہا

تم اپنی دھڑکنوں کو سنبھالو، تب تک میں میں ذرا باہر کا جائزہ لیکر آتی ہوں

مینے نے اسکے گلابی گالوں کو شرارت سے کھینچتے ہوئے کہا اور مسکراتی ہوئی کمرے سے نکلی

سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنے گلے میں پیلے رنگ کی پٹی ڈالے وہ اپنی بھرپور وجاہت لیے اس وقت سارے ماحول پہ چھایا ہوا تھا، کئی لڑکیاں اسے حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی لیکن وہ ان سب نظروں سے بے پروا زمان لوگوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا کہ اچانک اسکی نظر سامنے پڑی اور پھر پلٹنا بھول گئی

سامنے ہی وہ لڑکیوں کی جھرمٹ میں رنگوں سے پور پور سچی دھیرے دھیرے قدم بڑھا رہی تھی

جب وہ قریب پہنچی تو دبیر نے بنا دیر کیے اپنی مضبوط ہتھیلی کو بے اختیار آگے بڑھایا،

اس نے لرزتے ہوئے اپنا نازک ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا جسے دبیر نے مضبوطی سے تھام لیا

دبیر نے بہت احتیاط سے اسکا ہاتھ پکڑ کے ساتھ بیٹھایا

جبکہ اس کے اس اقدام پہ زمان نے سیٹھی ماری وہی لڑکیوں نے چیخے اور قہقہے بھی فضا میں شامل ہو گئے

وہ چہرہ جھکائے اپنے ہاتھوں کو آپس میں ملائے مسلسل اپنا نچلا لب چھبار ہی تھی

ان پہ تو ظلم نہ کروں، ابھی تو آنکی نرمی کو میں نے بھی محسوس نہیں کیا

دبیر نے اسکی جانب جھک کے ہلکی سی سرگوشی کی، جبکہ وہ اسکی سرگوشی سن کے سمٹ سی گئی

رسم کی شروعات ہو چکی تھی، باری باری سب نے آکر رسم کی،

اب بیٹا تو اپنی خیر مناء،

یمان نے آگے بڑھ کے ڈھیر ساری مہندی کو ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا

خبردار اگر تونے

اس سے پہلے کے دبیر اپنی بات پوری کرتا،

زمان نے جلدی سے اسکو پکڑا

جب کہ یمان نے جلدی سے مہندی سے لتھرا ہاتھ اس کے چہرے پہ پھیرا اور اسٹیج سے اتر گیا،

جبکہ پیچھے سب دبیر کے چہرے پہ مہندی سے بنے نقش و نگار دیکھ کے اپنے قہقہے نہ روک سکے

رسم تقریباً ختم ہو چکی تھی، مہمان کھانا کھا کے گھروں کو روانہ ہو چکے تھے،

تہائی رات گزر چکی تھی، وہ سب ایک بھرپور دن منانے کے بعد اندر کی جانب بڑھ گئے

وہ چینج کر کے باہر نکلی تو سامنے ہی وہ بیڈ سے پاؤں نیچے لٹکائے آنکھیں موندے پڑا تھا،

وہ آگے بڑھ کے آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی اور روشن اٹھا کے ہاتھوں پہ لگانے لگی،

وہ آج کے فنکشن کے بارے میں سوچ رہی تھی،

بالوں کو باندھ کے جیسے ہی وہ آگے بڑھی شلوار کے پائچے میں اسکا پاؤں اٹکا، اس سے پہلے کہ وہ اوندھے منہ گرتی،
دو مضبوط ہاتھوں نے اسے مضبوطی سے تھاما

دھیان کہاں ہے تمہارا،

اس کی غصیلی آواز سن ماہ نے ڈر کے مارے آنکھیں میچلی

و۔۔۔ وہ میں

ماہ نے منمناتے ہوئے بات اُدھوری چھوڑ دی

خبردار اگر اپنے آپ سے کوئی لاپرواہی برتی تو، اب تمہارے ساتھ ساتھ ایک اور جان بھی ہے، اگر میری بیٹی کو
کچھ ہوا تو اچھا نہیں ہوگا، اس لیے بچپنا چھوڑ دوں

زمان نے اس کے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرد لہجے میں کہا

زمان کی بات سن کے ماہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے

اپنی بیٹی کی فکر ہے میری بلکل بھی نہیں

ماہ نے اس کے سینے میں منہ چھپا کے سوس سوس کرتے ہوئے کہا

تمہاری بدولت ہی مجھے وہ ملیں گی، تم میرے لیے کیا ہوں، یہ مجھے تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں جاناں

زمان نے اسکا سر اپنے سینے سے نکال کے اسکے گردن پہ بائٹ کرتے ہوئے کہا اور اپنی دراڑھی کو اس کی گردن پہ
رب کیا

سی، ذما---زمان

ماہ نے اس کے کالر کو مٹھی میں دبوچتے ہوئے سسک کے کہا

ابھی کوئی کچھ دیر پہلے شکوہ کر رہا تھا کہ مجھے فکر نہیں، تو آج میں اس کو بتاتا ہوں کہ مجھے کتنی فکر ہے

زمان نے اس کے کندھوں سے شرٹ سرکاتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا

مجھے پتہ ہے آپ کو کتنی فکر ہے پلیز پیچھے ہوں

ماہ نے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کے پیچھے کرتے ہوئے کہا

اچھا جی اگر پتہ ہے تو پھر تو مجھے بنا وقت ضائع کیے اپنا کام کرنا چاہیے

زمان نے اسکی قمر پہ پیار بھری جسارت کرتے ہوئے جزبات سے بھرپور لہجے میں کہا

وہ اسکی سانسوں میں سانسیں ملا گیا، کتنی ہی دیر گزر گئی، جب زمان کو اسکی ابتر حالت کا احساس ہوا تو اسکی سانسوں کو آزاد کیا

ہونٹوں پہ اسکے ہونٹوں کی نمی لیے، دھک دھک کرتی سانسوں کے ساتھ وہ اپنا سرا اسکے سینے پہ ٹھکا گئی

جبکہ وہ آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے اس کو اپنی قربت کے رنگوں میں رنگا دیکھ رہا تھا

اس سے پہلے کہ ماہ اس سے دور ہوتی زمان نے اس کو ایک جھٹکے سے بانہوں میں اٹھایا اور بیڈ پہ لے جا کر اسکے روح کی گہرائیوں میں اترنے لگا

جبکہ وہ اس کی قربت میں نڈھال ہوتی مزحمت ترک کر کے اپنا آپ اس کے حوالے کر گئی وہ اس کو کمرے میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے کچن میں آیا جہاں وہ کھڑی کافی بنا رہی تھی، مہرون کلر کاناٹ ڈریس پہنے، بالوں کو کندھوں پہ کھولا چھوڑے، ہر قسم کی آرائش سے پاک چہرہ لیے وہ بری طرح اسے اپنی طرف اٹریکٹ کر رہی تھی

وہ وہی کچن کے دروازے سے ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا اور اس کو فرصت سے دیکھنے لگا

اپنی پشت پہ مسلسل پر تپش نظریں محسوس کر کے جیسی ہی وہ پلٹی سامنے ہی کھڑا وہ آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھے مارتا سمندر لیے اسے دیکھ رہا تھا

نگاہ اس کی ہمیں بولنے نہیں دیتی

تمام لفظ کسی آنکھ کے حصار میں ہیں

کچھ چائیے آپ کو

ذم نے اسکی پر تپش نظروں سے بچنے کے لیے رخ موڑ کے پوچھا

تمہاری طلب ہے مجھے، دوں گی اپنا آپ مجھے

یمان نے اس کو بازوؤں کے حلقے میں لیکر کہا

یمان کیا کر رہے ہیں، چھوڑے کوئی دیکھ لے گا

ذم نے گڑبڑاتے ہوئے کہا

تو کیا ہو گیا، اپنی بیوی کے ساتھ بزی ہوں، کسی اور کی بیوی کے ساتھ تو نہیں

یمان نے اسکی گردن پہ اپنی بیڑ ڈسے رب کرتے ہوئے کہا

شرم تو آپ کو چھو کے نہیں گزری

ذمل نے اسکے بازو پہ چھپت لگاتے ہوئے حیا آمیز لہجے میں کہا

اور یہ شرم کہتے کسے ہیں، زرارو شنی ڈالنا پسند کروں گی

یمان نے معصوم بننے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا

وہی جو آپ میں دور دور تک نہیں پائی جاتی

ذمل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اچھا جی تو یہ بات ہے

اس نے ذمل کے چہرے کو تارتے ہوئے کہا

ہاں جی

ذم نے زور و شور سے سر ہلاتے ہوئے کہا

بے شرم جیسے قابل تعریف لقب سے تو تم مجھے نواز ہی چکی تو پھر کیا خیال ہے تمہیں کچھ اپنی بے شرمی کے نظارے دیکھانہ دوں

یہاں نے اسکو گود میں اٹھا کے شرارت بھرے لہجے میں کہا

ذمان اتارے ہمیں،

ذم نے اسکے سینے پہ مکے برساتے ہوئے کہا

جبکہ وہ اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے اٹھائے باہر بڑھ گیا جبکہ پیچھے کافی کا بھاپ اڑاتا کپ ویسے ہی پڑا رہ گیا

سب لوگ رات کے تھکے ہارے اپنے اپنے کمروں میں آرام فرما رہے تھے کہ اتنے میں وہ دبے پاؤں اسکے کمرے کے پاس پہنچا، ہوا میں ایک سرد سانس خارج کی اور دروازے کے لوک پہ ہاتھ رکھا

اس سے پہلا کے وہ دروازہ کھول کے اندر داخل ہوتا اسے پیچھے سے آواز سنائی دی، دانت پیستے، ٹھنڈی آہ بھر کے وہ مڑا تو سامنے ہی مینے کھڑی اسے تیکے چتونوں سے گھور رہی تھی

تم صبح صبح یہاں کیا کر رہے ہوں

مینے نے آبرو اچھا کے اس سے پوچھا

کچھ نہیں، میں وہ میں

دبیر نے اس کو دیکھتے ہوئے بہانہ تراشنا چاہا

کیا میں وہ میں وہ لگا رکھی ہے، سیدھی طرح بتاؤ تم ذنجبیل کے روم کے باہر کیا کر رہے ہوں

مینے نے تیز نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا

تمہیں کیا، میں جو بھی کروں

اسکی بات سن کے وہ بولا

اچھا جی تو یہ بات ہے

اس کی بات سن کے مینے نے کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تفتیشی انداز میں پوچھا

ہاں، میں کوئی ڈرتا تھوڑی ہوں کسی سے

اس نے گردن اکڑا کے کہا

مورے، مورے

اس کی بات سن کے وہ تیز آواز میں نجمہ بیگم کو صدائیں لگانے لگی

کیا کر رہی ہوں پاگل لڑکی، کیوں سب کے سامنے عزت کا فالودہ بنانے پہ تلی ہوئی ہوں

جلدی سے آگے بڑھ کے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اگر اپنی خیر چاہتے ہوں تو یہاں سے چلتے بنوں

مینے نے اسکا ہاتھ اپنے منہ پہ سے ہٹاتے ہوئے کہا

جبکہ وہ اس پاپا کٹنی کو صرف گھور کے رہ گیا اور پاؤں پٹخ کے وہ اپنے روم کی جانب چل دیا جبکہ پیچھے مینے خود کو داد دینے لگی

وہ منہ لٹکائے کمرے میں داخل ہوا اور ٹھاہ کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کر کے بیڈ پہ گر پڑا۔

مطلب حد ہی ہو گئی، میری خود کی بہن ظالم سماج بن بیٹھی ہے، یہ نہیں کہ بھائی بیچارے کی ایک آدھ ملاقات کروا دیں

خیالوں میں مینے کی گردن موڑتے ہوئے وہ
خود سے بڑبڑا رہا تھا

کیا ہو جاتا اگر میں ایک نظر اپنی بیگم کو دیکھ لیتا، لیکن نہیں یہاں تو بس ہر کوئی ظالم سماج بنا بیٹھا ہے، چل کوئی نہیں بیٹا، ایک بار میری بیگم کو میرے پاس آ لینے دو پھر سب سے گن گن کے بدلے لوں گا

خود کو تسلی دیتے ہوئے وہ آنکھیں موندھ گیا

صبح سے ہی آفریدی حویلی میں ہلچل مچی ہوئی تھی، ملازم ادھر سے ادھر بھاگتے ہوئے سارے کام کر رہے تھے، ایونٹ آرگنائزر بارات کے ایونٹ کے لیے حویلی کو سجا رہے تھے، گھر کے مرد حضرات باہر کے انتظامات دیکھ رہے تھے جبکہ نجمہ بیگم اور زینب بیگم ملازموں کے ساتھ ہر کام میں مدد کر رہی تھی

ذنجیل اپنے کمرے میں بند بیوٹیشن کے رحم و کرم پہ بیٹھی تھی جبکہ بیوٹیشن جانے جانے کیا کیا اس کے چہرے پہ لگائے اس کو بارات کے لیے سجا رہی تھی

بیوٹیشن نے بارات کے فنکشن کے مناسبت سے اس کے چہرے پہ کافی نفاست سے میک اپ کیا،

ڈیپ ریڈ بھاری کام دار لہنگ پہنے، دوپٹے کو سر پہ سجائے وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی، چاند سے چہرے پہ مہارت سے کیا گیا میک اپ اس کے حسن کو مزید نکار رہا تھا

واؤ میم یو آر لوکنگ سو پریٹی

بیوٹیشن نے اس کا دوپٹہ سیٹ کر کے اسے دیکھتے ہوئے کہا، جبکہ بیوٹیشن کی بات پہ وہ مسکرا دی

اب آپ ریڈی ہو گئی ہے تو خود کو آئینے میں دیکھ سکتی ہے

بیوٹیشن نے اس کی تیاری کو فائنل ٹچ دیتے ہوئے کہا

اس نے دھیرے سے اپنی بھاری پلکوں کی جھالراٹھا کے خود کو آئینے میں دیکھا تو مبہوت رہ گئی،

اس پہ خوب روپ آیا تھا

ماشاء اللہ میری بیٹی تو آج چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے

بلقیس بیگم نے اندر داخل ہو کے اس کے سچے سنورے روپ کو دیکھ کے بلائیں لیتے ہوئے کہا

مورے

ذنجبیل آگے بڑھ کے ان کے گلے لگ گئی

پتہ ہی نہیں چلا کب میری بیٹی اتنی بڑی ہو گئی، کہ آج تمہیں رخصت کرنا پڑ رہا ہے، تمہیں کسی کی نظر نہ لگے
میری بچی، ہمیشہ اپنے گھر میں خوش رہو

بلقیس بیگم نے آنکھوں میں آنسو لیے اس کے ماتھے پہ بوسا دیتے ہوئے ممتا سے بھرپور لہجے میں کہا

چلو لڑکیوں میں نیچے جارہی ہوں تم لوگ زنجبیل کو نکاح کے لیے نیچے لے آؤ

بلقیس بیگم نے لڑکیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی

اسلام علیکم آنٹی

احد نے لاؤنچ میں قدم رکھتے ہوئے سامنے صوفے پہ بیٹھی مسز ملک کو سلام کیا

وعلیکم السلام، کیسے ہوں بیٹا

مسز ملک نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے حال پوچھا

شکر ہے میں ٹھیک ہوں آنٹی

احد نے ان کو دیکھتے ہوئے ادب سے کہا

آؤ بیٹھو بیٹا،

مسز ملک نے کہا

نہیں شکریہ آنٹی، بس آپ بتادیں ذویا کہاں ہے

احد نے مسکراتے ہوئے ذویا کا پوچھا

جاؤ مل لوں اس سے، اپنے روم میں ہے وہ

مسز ملک نے اسکو ذویا کا بتایا،

انکی بات سن کے وہ ذویا کے روم کی طرف بڑھا، دروازہ کھول کے وہ اندر داخل ہوا تو اندھیرے نے اسکا استقبال کیا،

ہاتھ مار کے اس نے لائٹ جلائی تو سامنے ہی وہ اجڑی حالت میں بیٹھی نظر آئی

ذویا یہ کیا حال بنایا ہوا ہے

احد نے آگے بڑھ کے اس کی اجڑی حالت دیکھتے ہوئے تکلیف سے پوچھا

تم کب آئیں،

ذویا نے اسکی بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا

ابھی ہی آیا ہوں،

احد نے کہا

یار اٹھو، چلو باہر چلے، میں تمہیں لینے آیا ہوں

کچھ لمحے خاموش کی نظر ہونے کے بعد احد نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اٹھاتے ہوئے کہا

نہیں تم چلے جاؤ، میرا موڈ نہیں۔

ذویانے بے زار لہجے میں کہا

یار کیا ہو گیا ہے ذویا، کیوں دے رہی ہوں خود کو تکلیف، جب تمہیں پتہ ہے کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتا تو پھر کیوں ایسے شخص کے لیے خود کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اذیت دے رہی ہوں

احد نے اس کے پر مزدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا

پلیز جاؤ تم یہاں سے، مجھے کسی سے بات نہیں کرنی

ذویانے اس کو دیکھتے ہوئے کہا

کیوں بات نہیں کرنی، آخر تمہیں ایک چھوٹی سی بات سمجھ کیوں نہیں آتی، یہ سب کر کے تمہیں وہ مل نہیں جائیگا، وہ اپنی زندگی میں خوش ہے، آج اسکی شادی ہے اور تم یہاں روگ لگائے بیٹھی ہوں، حد ہے

آخر کار احسن نے اس کے سامنے پٹے ہوئے تیز لہجے میں کہا،

جبکہ وہ تو دبیر کی بات سن کے جیسی مر سی گئی تھی

نہیں تم جھوٹ بول رہے ہوں، وہ کیسے میرے علاوہ کسی اور سے شادی کر سکتا ہے، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا

ذویانے احسا کا گریبان پکڑ کے چیختے ہوئے کہا

ایسا ہو چکا ہے زویا،

احسن نے اس کے سسکتے ہوئے وجود کو پکڑ کے جھنجھوڑتے ہوئے کہا

احد کی بات سن کے کچھ لمحے وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی اور پھر اسکے سینے پہ سر رکھ کے رونے لگی

-
احد تم اسے کہو نہ، میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی، مجھے اپنا لیں وہ

-
ذویا نے سسکتے ہوئے کہا

-
ذویا ہم کسی سے پیار کر تو سکتے ہیں لیکن کسی کو زبردستی خود سے پیار کرنے پہ مجبور نہیں کر سکتے، تم کیوں نہیں سمجھتی

-
احد نے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے کہا

-
کیا تم مجھے ابھی اس کی شادی میں لے جاسکتے ہوں

-
ذویا نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا

-
کیا تم پاگل ہو گئی ہوں ذویا

-
احد نے اس کو دیکھتے ہوئے کہا

پلیز تمہیں میری قسم احد، پلیز انکار نہیں کرنا

جبکہ وہ ذویا کی بات سن کے بے بس ہو گیا

میں باہر ویٹ کر رہا ہوں، آ جاؤ تم

احد نے اس کے چہرے پہ سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا اور باہر نکلتا گیا

جبکہ وہ جلدی سے اس کے پیچھے نکلی

وہ بلیک شیر وانی پہنے، ہاتھ میں مہنگی گھڑی پہنے خوشبوؤں میں رچا بسا اندر داخل ہوا، ارد گرد کے لوگ اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے، اسکی پرسنالٹی ہی ایسی تھی کہ جو ایک بار دیکھتا اس کا اسیر ہو جاتا، لیکن وہ ارد گرد سے بے نیاز سیدھا جا کے سٹیج پہ بیٹھ گیا،

وہ سٹیج پہ بیٹھا معاویہ سے باتیں کر رہا تھا کہ اس نے ایک سرسری سی نگاہ اٹھائی اور پھر وہ دیکھتا ہی رہ گیا

سامنے ہی وہ پری پیکر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہی تھی، وہ ہنوز اپنی جینے کی وجہ، بچپن کے پیار، اپنے عشق کو دیوانہ وار دیکھتے ہوئے جیسے برسوں کی تشنگی مٹا رہا تھا

سالے منہ تو بندھ کر، اور آگے بڑھ کے ہاتھ پکڑ

معاویہ نے اس کو ٹھوکہ دیتے ہوئے کہا تو وہ ہوش کی دنیا میں آیا اور آگے بڑھ کے اس کے نازک ہاتھ کو پکڑا اور اس کو اپنے پہلو میں بیٹھا کے بیٹھ گیا

ہال میں موجود تمام لوگ اس جوڑے کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے، اس نے نرمی سے اسکا لرزتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس کے ہاتھ پہ ہلکا سا دباؤ ڈالتے ہوئے ریلکس ہونے کا کہا،

میرا ہاتھ چھوڑیں

ذنجبیل نے ارد گرد دیکھتے ہوئے لرزتی ہوئی آواز میں کہا

یہ ہاتھ تو اب میں کبھی نہیں چھوڑنے والا، باخدا اگر اس ہاتھ کو چھوڑا تو جان سے چلا جاؤ گا

دبیر نے اس کی طرف جھکتے ہوئے بھاری گھمبیر لہجے میں کہا جبکہ وہ خود میں سمٹنے لگی

چلیں مولوی صاحب، بسمہ اللہ کریں اور نکاح شروع کریں

آغا جان نے مولوی صاحب سے کہا

ذنجبیل نے تین بار قبول ہے کہہ کر اپنا آپ دبیر کے نام کر دیا

جیسے ہی دبیر نے تیسری بار قبول ہے کہہ کے ذنجبیل کو اپنے نکاح میں لیا، تبھی ذویا ٹوٹی بکھری حالت میں اندر داخل ہوئی لیکن سامنے ہی وہ کسی اور کا کوچکا تھا،

جبکہ وہ سامنے تھی دامن کھڑی اس کو کسی اور کا ہوتا دیکھ رہی تھی، اچانک ہی اسے ایسا لگا جیسے کسی نے اس کا دل نکال کے پاؤں تلے کچل دیا ہوں

وہ ملا کیوں تھا اگر اسے بچھڑنا تھا

مقدر دل کا تھا شاید مجھے آخر بکھرنا تھا

تمنا کیوں تھی جینے کی اگر وہ ہی میرا نہ تھا

کوئی ایسا درد دے نکل جائے جاں

نکل جائے جاں

اس کو زنجیل کے ساتھ بیٹھے دیکھ کے ذویا کے جسم سے جان نکل رہی تھی، اس سے پہلے کہ وہ وہی گرتی احد اس کو جلدی سے بازوؤں میں اٹھائے باہر کی جانب بھاگا

زنجیل قرآن پاک اور دعاؤں کے سائے تلے دبیر کے سنگ رخصت ہو چکی تھی، مہمان مبارکباد دینے اور کھانا کھا کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو چکے تھے

بڑی مشکلوں سے وہ باہر مینے سے جان چھڑوا کے اندر داخل ہوا تو سامنے ہی وہ بیٹھی پور پور سجائے اپنا آپ اس کے نام کیے اس کا انتظار کر رہی تھی،

وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب آ بیٹھا اور اس کے نازک ہاتھ پکڑ کے اس کی پشت کو اپنے انگوٹھے سے سہلانے لگا

تمہیں پتہ ہے آج اس زمیں پہ مجھ سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں،

کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ اپنی بھاری آواز میں بولا

تم میری بچپن کی محبت ہوں، نہیں جانتا کب، کہاں کس طرح تم میرے دل میں آسمانی اور میرے جینے کی وجہ بن گئی

وہ اپنی خمار آلود آنکھیں اس کے چہرے پہ گاڑتے ہوئے

بولا

جبکہ وہ اسکی محبت بھری سرگوشیوں سے خود میں سمٹنے لگی

کچھ لمحے اس کے چہرے کو دیکھنے نے بعد اس نے زنجبیل کی گردن میں ایک نازک سی چین پہنائی

دیر نے اس کی گردن میں باریک چین پہنا کر اس کی گردن پہ اپنے لب رکھے جبکہ اس کے ہونٹوں کے لمس کو اپنی گردن پہ محسوس کر کے اس کو اپنا دل رکھتا ہوا محسوس ہوا

جائز رشتے کا احساس، کمرے کا پرسوں ماحول اسے بہت کچھ کرنے پہ اکسار ہا تھا آخر کار اپنے دل کی صدا پہ لبیک کہتے ہوئے وہ اس پہ جھکا اور اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی دسترس میں کیا جبکہ وہ اس کا روئی پہ کانپ کے رہ گئی، کچھ دیر خود کو سیراب کرنے کے بعد وہ اس سے دور ہوا

شیر وانی اتار کے وہ اس کے پہلو میں دراز ہوا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس کو خود پہ گرایا،

جبکہ وہ مسلسل کانپتی ہوئی اس کی ہاتھوں کی حرکت کو اپنے جسم پہ محسوس کر رہی تھی

اس نے اس کے لبوں کو چھوتی نتھ کو ہٹھایا اور ایک ایک کر کے اس کے زیور اتارنے لگا

---دیر

ذنجبیل نے کانپتی ہوئے اسے پکارا،

آج وہ چھوٹی موٹی سی بنی اس کی بانہوں میں اس کے رحم و کرم پہ تھی، کہی سے نہی لگ رہا تھا کہ یہ وہی ذنجبیل ہے جو ہر وقت دبیر کے ناک میں دم کیے رکھتی

حکم جان دبیر

اس نے اس کی نازک قمر میں ہاتھ ڈال کے خود میں سماتے ہوئے کہا

مجھ --- مجھے جی --- چیچ کر --- کرناہ --- ہے

ذنجبیل نے اٹھک اٹھک کے کہا

دونوں بعد میں ملکر شاور لیکر چیچ کرتے ہیں نہ میری جان، ابھی صرف تم میری محبت کو محسوس کروں

دبیر نے اسکے لہنگے کی ڈوریوں کو کھولتے ہوئے کہا اور ایک ہی جھٹکے سے اس کو اپنے نیچے کیا اور جا بجا اس کی گردن پہ اپنے پیار کی بارش کرنے لگا

پلیز دبیر

وہ اپنا سر پیچھے کرتے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

نو، نیور، اچ خود کو محسوس کر لینے دوں، جانے کب سے ان لمحوں کا انتظار کیا ہے میں نے

وہ
دوبدو اس کو جواب دیتے ہوئے اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبا گیا

نرم گداز لبوں پہ اس کی گستاخیاں مسلسل بڑھ رہی تھی جبکہ اس کو سانس نہیں آ رہا تھا، خود کو سیراب کرتے کرتے وہ اس کے نچلے لب کو بری طرح زخمی کر چکا تھا، درد کے مارے اسکی سسکی نکلی، وہ درد کے مارے سک رہی تھی، وہ مسلسل لرز رہی تھی

کیا ہوا

گھمبیر لہجے میں اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا

مجھ --- مجھے --- ڈر --- لگ --- رہا --- ہے

اس نے کانپتے ہوئے اس کے سینے میں خود کو چھپاتے ہوئے کہا

کس سے ڈر لگ رہا ہے میری بونی کو

دیر نے اس کی گردن میں اپنی بیڑ ڈرب کرتے ہوئے کہا

نہ تنگ کروں مجھے

اس نے کانپتی آواز میں کہا

میں کب تنگ کر رہا ہوں، میں تو پیار کر رہا ہوں اپنے بونی کو

دبیر نے اس کے کندھے پہ دانت گاڑتے ہوئے کہا، سسکتے ہوئے اس نے اپنے ناخن اس کی پشت میں گاڑ دیئے

اس کی شدتیں بڑھتی جا رہی تھیں، اور اس کی نازک جان ہلکان ہو رہی تھی

اس نے ہاتھ بڑھا کے لائٹ آف کی اور اس کے وجود پہ قابض ہو گیا،

ساری رات وہ اس پہ اپنی پیار کی بارش کرتا رہا، آخر کار دو محبت کرنے والے دل مل ہی گئے تھے

آسمان پہ چمکتا چاند ان دونوں کے ملن کو دیکھ کے شرما کے بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔

نئی زندگی کی پہلی صبح مبارک میری بونی

وہ کروٹ کیے اس کے بازوؤں کے حلقے میں تنگی ہاری سوئی تھی جب اس نے اس کا رخ اپنے جانب کرتے ہوئے

اس کے گال پہ شدت بھری جسارت کرتے ہوئے کہا، اس کا آنکھ بڑی مشکل سے اس کے لمس سے کھلی، ابھی گھنٹہ

پہلے ہی تو بڑی مشکلوں سے اپنا آپ اس باگر بلے سے چھڑوا کے سوئی تھی وہ،

نوں نوں دبیر پلیز نو

اس کو خود پہ جھکتے دیکھ کر اس نے جلدی سے کروٹ بدلتے ہوئے کہا

میری بونی اب تو تم پوری کی پوری میری دسترس میں ہوں، ایسے کیسے نو

اسکی ناک پہ لب رکھتے ہوئے کہا

بہت برے ہوں تم

ذنجبیل نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اسکو خود سے دور دھکیل کے کمبل سے خود کو اچھی طرح کور کیا

اس کی گردن اور کندھوں پہ سرخ نشان اسکی گزری رات کی شدتوں کی نشانیاں تھیں، خود کے رنگ میں اسکو رنگے دیکھ کے اس کے سوئے جزبات نے پھر سے انگڑائی لی لیکن اپنے منہ زور جزبات پہ قابو پاتے ہوئے وہ اٹھا

چلو اچھا ریڈی ہو جاؤ، نیچے سب ناشتے پہ ویٹ کر رہے ہیں

اس کو اٹھا کے بیٹھاتے ہوئے نائٹی گاؤن دیتے ہوئے کہا

میں شاور لیکر آتی ہوں جلدی سے

اس نے جلدی سے گاؤن پہنتے ہوئے کہا اور کبرڈ میں سے ڈریس لیکر واشروم میں جا گھسی

کچھ دیر بعد وہ بالوں کو ٹاول میں لپیٹے فریش سی نم نم وجود لیے باہر آئی

بالوں کو ڈرائے کر کے لائٹ سامیک اپ کیے ڈریسنگ پہ سے دبیر کی فیورٹ پرفیوم اٹھا کے خود پہ چھڑکنے لگی، وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا اور پیچھے سے اس کو بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

جانم تمہیں کیا ضرورت خوشبو کی، تم تو خود ایک مہکتا ہوا گلاب ہوں جو کسی خوشبو کا محتاج نہیں

اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے خمار آلود لہجے میں کہا، جبکہ وہ اس کی اتنی سی قربت پہ سرخ پڑھ گئی

اس کے ہاتھوں سے جھمکے لیکر وہ اس کے کانوں کی زینت بنا گیا، سامنے آئینے میں اس کے سچے سنورے روپ کو دیکھ کے بے ساخت وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں بولا

یوٹیفل، یار کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے اور پھر سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے

دوبھاری جھراؤ کنگن کو اس کے ہاتھ کی زینت بناتے ہوئے کہا جبکہ وہ چھوٹی موٹی سی اس کے حصار میں کھڑی خود کی قسمت پہ ناز کر رہی تھی

تھینکیو میری بونی میری زندگی میں آنے کے لیے، میری زندگی کو کمپلیٹ کرنے کے لیے، تمہیں پا کے جتنا بھی میں خدا کا شکر ادا کروں کم ہے

دبیر نے اس کے نم بال کان کے پیچھے ارستے ہوئے کان کی لوپہ لب رکھتے ہوئے کہا

جب ہی دروازے پہ دستک ہوئی

یس

دیر نے اس کو آرام سے اپنے حصار سے نکالتے ہوئے کہا

بیٹا نیچے ناشتے کی ٹیبل پہ سب آپ کا ویٹ کر رہے ہیں، آپ دلہن کو لیکر جائیں

ملازمہ نے کہا

اوکے آپ جائیں ہم آرہے ہیں

دیر نے کہا

جبکہ وہ ذنجبیل کو اشارہ کر کے خود بھی شاہور لینے واشروم میں گھساکھا

سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پہ انکا انتظار کر رہے تھے جب وہ دونوں سیڑھیاں اترتے دیکھائی دیئے،

ماشاء اللہ رب سوہنا کیسی کی نظر نہ لگائے میرے بچوں کو

نجمہ بیگم نے آگے بڑھ کے دونوں کا ماتھا چھومتے ہوئے کہا اور کئی نوٹ دونوں کے سر پہ سے وار کر ملازمہ کو تھما دیئے

بہو بچوں کو آنے بھی دوں گی یا انکی نظر ہی اتارتی رہو گی

آغا جان نے نجمہ بیگم سے شفقت بھرے لہجے میں کہا

آغا جان کی بات سن کے نجمہ بیگم ان دونوں کو لیے آگے بڑھی، جہاں سب نے ان دونوں کو دعائیں دی

ذنجبیل آگے بڑھ کے اپنی جگہ پہ بیٹھنے لگی کہ دبیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کے روکھا

آج سے تمہاری جگہ وہ نہیں یہ والی ہے اور تم یہی بیٹھو گی

دبیر نے اس کو اپنے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھاتے ہوئے کہا

جبکہ ذنجبیل اس کی بات سن کے خاموشی سے اس کے پہلو میں بیٹھ گئی

سب لوگ خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے، صرف چچ اور کانٹوں کی آواز تھی جو ڈاننگ ہال میں گونچ رہی تھی، اس خاموشی کو یمان کی آواز نے توڑا

ہاں بھی تو اور سناؤ سب ٹھیک ٹھاک ہے نہ

یمان نے دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے رازداری سے پوچھا جبکہ اس کی آواز ٹیبل پہ بیٹھے سبھی لوگوں تک بآسانی پہنچ چکی تھی

ہاں خیر ہی تھی، جہاں تم جیسے پھا پھا کٹنے ہوں وہاں خیر کی امید نہیں کی جاسکتی لیکن پھر بھی خیر ہو گئی

دبیر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دانت کچھکا کے کہا، جبکہ اس کی پتلی حالت دیکھ کے یمان نے مسکراہٹ چھپائی

پھا پھا کٹنا اور فساد کی کون ہے، یہ تو ہم سب ہی جانتے ہیں

ہمان نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا

تیری تو

اس سے پہلے کہ دبیر اس پہ چھپٹتا، آغا جان کی آواز سن کے بیٹھ گیا اور خاموشی سے ناشتہ کرنے لگا

ناشتہ کے بعد آغا جان نے ولیمے کا کہا جو دبیر نے یہ کہہ کر پوسپون کر دیا کہ ابھی وہ اپنی بونی کے ساتھ انجوائے کرنا چاہتا ہے، کچھ ٹائم بعد ولیمے کی تقریب کر دی جائیں گی، جس پہ سب راضی ہو گئی

یہ لے تیری اور ذنجبیل کے لیے سویٹز لینڈ کی ٹکٹس، کیا یاد رکھے گا کہ کس سخی سے تمہارا واسطہ پڑا تھا

ہمان نے اس کو ٹکٹس پکڑاتے ہوئے کہا

سخی اور تو، بیٹابا کچھ ہضم نہیں ہو رہی

- دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں گھما کے کہا

- تو ہے ہی بیغیرت، واپس کر میری ٹکٹس، اس سے اچھا تو میں اپنا اور اپنی بیوی کا دوسرا ہنی مون پلان کر لیتا

- یمان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

- جاؤ بیٹا منہ دھو کر آؤ، تیری بیوی تجھے منہ تک نہیں لگاتی، بڑا آیا دوسرے ہنی مون پلان کرنے والا

- دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے گندی سی شکل بنا کے کہا جبکہ اسکی بات تو یمان جل کے کوئلہ ہو گیا

- اب دیکھ بیٹا میری بیوی مجھے کتنا منہ لگاتی ہے

- یمان نے دبیر کو کہا اور تیز تیز آواز میں ذل کو آوازیں دینے لگا

-- کیا ہو گیا ہے، کیوں اتنا چلا رہے ہیں

ذم نے اکہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا

تم بتاؤ اس خبیث انسان کو، کہ تم مجھے روز کتنا منہ لگاتی ہوں

یہاں نے ذم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جبکہ ذم تو منہ کھولے یہاں کی گوہر افشانی سن رہی تھی، سب کی چہروں پہ
دبی دبی مسکراہٹ تھی جبکہ نجمہ بیگم تو باقاعدہ ماتھا پیٹ کے رہ گئی

دماغ تو ٹھیک ہے نہ، کیا فضول بولے جارہے ہوں

ذم سب کے سامنے ایسے بات سن سرخ پڑھ گئی اور یہاں پہ چڑھ دوڑی

ہاں ٹھیک ہے میرا دماغ، چلو آؤ بتاؤ اس چھچھورے انسان کو

یہاں نے کہا

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے، جا کہ اپنے دماغ کا علاج کروائیں، شرم نام کی چیز تک نہیں آپ دونوں میں، اور تم گدھے جتنے ہوں گئے ہوں لیکن عقل ابھی بھی تمہاری گھٹنوں میں ہی ہیں، خبردار آپ دونوں میں سے کسی نے مجھ سے بات کی تو

ذمہ نے اپنی شرم کو غصے میں لپیٹ کر دونوں کی مٹی پلٹ کرتے ہوئے کہا اور وہاں سے واک آؤٹ کر گئی

جبکہ پیچھے وہ دونوں اتنی عزت افزائی پہ اپنا سہ منہ لیکر رہ گئے تھے

اگر کوئی کمی باقی ہوں تو میں ذمہ سے کہہ کے پوری کروا سکتا ہوں

زمان نے دونوں کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کے جلتی پہ تیل چھڑکنے والا کام کیا

ہٹو مروسالوں تم لوگوں کی وجہ سے میری بیوی ناراض ہو گئی

یمان نے دونوں کو دور کیا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

ہاں جی نواب زادے تو اب تم بتاؤ، شادی ہو چکی تمہاری لیکن حرکتیں اب بھی بچوں والی

زمان نے اب اپنا رخ دبیر کی طرف موڑا اور اسکا کان پکڑتے ہوئے کہا

ہائے چھوڑ دیں ظالم انسان، میں تو بس چیک کر رہا تھا کہ کیا سب کی بیویاں میری بیوی کی طرح ہی منہ لگاتی ہے یا نہیں

دبیر نے سامنے سے آتی ذنجبیل کو دیکھتے ہوئے بلند آواز میں کہا جبکہ دبیر کی بات سن کے ذنجبیل نے وہاں سے دوڑ لگائی کیونکہ اس بے شرم انسان سے کوئی بعید نہیں کہ سب کے سامنے اور کیا کیا بول جائیں

بہت بد معاش ہوں، شرم کو کر لوں کچھ، کسی کو تو بخش دوں

زمان نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

جس نے کی شرم، اس کے پھوٹے کرم، اور رہ بات کسی کو بخشنے کی تو بیٹا دھیان سے، کہی میرا گلا شکار آپ اور آپکی بیگم نہ ہوں

دیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے شاطرانہ انداز میں آنکھ ونک کر کے کہا جبکہ زمان اس کو دیکھ کے افسوس سے سر ہلا گیا کہ اسکا کچھ نہیں ہو سکتا

وہ روم میں اپنی اور اسکی پیکنگ کر رہی تھی جب وہ روم میں آیا اور دھڑام سے بیڈ پہ گرا

یہ کون سا طریقہ ہے سونے کا

ذنجیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

چلو جی اب سوائے گئے بھی طریقے سے،

دیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

بلکل اگر میرے روم میں رہنا ہے تو ادب آداب کے ساتھ رہنا ہوں گا نہیں تو تم اپنے لیے دوسرے روم کا انتظام کروں

ذنجیل نے اسکو ہری جھنڈی دیکھاتے ہوئے کہا جبکہ وہ تو اسکی بات سن کے تڑپ اٹھا

ایسے کیسے، یہ روم میرا ہے، اور واہ کیا کہنے میری بونی کے، اب شادی کے بعد بھی الگ روم میں، واہ دل کرتا ہے تمہارا منہ چھوم لوں

اس نے داد دیتے انداز میں کہا

او مسٹر باگڑ بلے، یہ کمرہ تمہارا تھا، اب سے میرا ہے او کے نہ،

ذنجیل نے اسکی غلط فہمی دور کرتے ہوئے کہا

واہ واہ واہ میڈم کے تو کیا کہنے، اوو چار فٹ دو انچ یہ روم میرا ہے، سمجھی نہ

دبیر نے اسکے قد پہ چوٹ کرتے ہوئے کہا جبکہ ذنجبیل منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی

تم نے مجھے --- مطلب مجھے چارنٹ دوانچ کہا

ذنجبیل نے خود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تصدیق چاہی

ہاں بلکل خدا کے فضل سے اس گھر میں ایک تم ہی ہونی ہوں

دبیر نے اسکو سر سے لیکر پاؤں تک دیکھتے ہوئے کہا

تم -- تم خود کیا ہوں باگڑ بلے کہی کے، بندر کی شکل والے، گدھے کہی کے، خود کی شکل کبھی آئینے میں دیکھے، عقل کے اندھے، شکل سے بندر، گوریلا کہی کے، بڑے آئے مجھے بونی کہنے والے

ذنجبیل نے ہاتھ نچانچا کے ایک ایک نام لیا جبکہ دبیر نے خود کو یہ سب امیجن کر کے جھر جھری لی

تم بونی آج تو تم میرے ہاتھوں گئی

دیر نے اس کی اوڑ بڑھتے ہوئے کہا جبکہ ذنجبیل اس کو خود کی اوڑھ بڑھتے دیکھ کے پیچھے قدم لینے لگی

ت--- تم دور رہو، پاس نہیں آؤ ورنہ اچھا نہیں ہوگا

ذنجبیل نے اسکو دھمکی دیتے ہوئے کہا

کیا ورنہ

مسلسل آگے بڑھتے ہوئے اس نے پوچھا

ورنہ میں تمہیں گھنجا کر دوں گی

جلدی میں اس کے منہ میں جو آیا بول گئی

اچھا تو پھر کر کے دکھاؤ

دیر نے کہا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے پکڑتا زنجبیل نے دوسری طرف دوڑھ لگائی

اب کیا تھا پورے روم میں ایک اودھم مچا ہوا تھا، اگے آگے زنجبیل پیچھے پیچھے دیر، پورے کمرے میں ان دونوں کے قہقہوں کی آوازیں گھونچ رہی تھی، دونوں تکیوں سے ایک دوسرے کو مار رہے تھے، پورے روم میں روئی پھیلی ہوئی تھی، کہی سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ دونوں ایک دن کا شادی شدہ جوڑہ ہے۔

کچھ دیر بعد ایک دوسرے کو خوب مار لینے کے بعد تھک ہار کے دونوں نے تکیے پھینکے اور دھڑام سے بیڈ پہ گر پڑے، کچھ وقت تک دونوں لمبی لمبی سانسیں لیتے رہے اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ کے ہنس پڑے

سب لوگ اس وقت لاؤنچ میں تھے جہاں زنجبیل بلقیس بیگم کے گلے لگے رونے کا شغل فرما رہی تھی، جبکہ دیر یہ سب دیکھ کے باہر چلا گیا

زنجبیل بس کر دو، کیا ٹھینکی فٹ کرائی ہوئی ہے جو آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے

یمان نے اسے مسلسل روتے دیکھ کے شرارت سے کہا

آپ تو ہم سے بولے ہی نہیں لالا

ذنجبیل نے بلقیس بیگم سے دور ہو کہ آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

ہائے لڑکی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے نہیں شادی کو اور شوہر کے آتے ہی بھائی کو بھول گئی، چیخ بہت افسوس ہو رہا ہے مجھے بہت

اسکی بات سن یمان نے پوری پھا پھا کٹنی عورتوں کی طرح افسوس سے سر ہلاتے، ہاتھ نچانچا کر کہا جبکہ سب اسکی ٹونکی دیکھ کے صرف صبر کے گھونٹ پی کے رہ گئے

چلو بیٹا دیر ہو رہی ہے، دبیر تمہارا ویٹ کر رہا ہے، اپنا بہت سارا خیال رکھنا اور کوئی بھی مسئلہ ہوں تو کال کر کے ہمیں بتانا، اب جاؤ اللہ کی امان میں

نمبہ بیگم نے اس کو قریب کرتے ہوئے کہا

چلو لیڈیز اب یہ جزباتی سین بند کرو، باہر اسکا نکما شوہر انگاروں پہ لوٹ رہا ہو گا جسکی بیوی پہ آپ ڈائینوں سوری
مطلب خواتین نے قبضہ کیا ہوا ہے

ہیمان نے اسکو نجمہ بیگم کے ساتھ ایک پھر سے وہی جزباتی سین دھراتے دیکھ انکا دھیان ویٹ کرتے دبیر کی طرف
کروایا

سب سے مل کے وہ باہر آئی تو سامنے ہی دبیر اسکا ویٹ کر رہا تھا

وہ دونوں ایک دوسرے کی سنگت میں ایک نئے سفر پہ نکل گئے

وہ دونوں اس وقت جہاز میں بیٹھے تھے، جہاز اڑان پھرنے ہی والا تھا، ذنجبیل بچوں کی طرح کھڑکی سے باہر نظارے
دیکھنے میں مصروف تھی، دبیر نے پہلے اسکی اور پھر اپنی سیٹ بیلٹ باندھی

جہاز اڑان بھرنے کی والا تھا، ذنجبیل نے دبیر کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا،

کیا ہوا ڈر لگ رہا ہے

اپنے ہاتھ پہ اسکی مضبوط پکڑ دیکھ نے دبیر نے اس سے پوچھا

تو ذنجبیل نے ہاں میں سر ہلایا

کچھ نہیں ہے، ریلکس رہوں، میں تمہارے ساتھ ہوں، کچھ نہیں ہونے دوں گا

جیسے ہی جہاز نے اڑان بڑھی دبیر نے اسکو قریب کرتے ہوئے کہا

ڈر کے مارے وہ مسلسل کانپ رہی تھی، اپنے ڈر پہ قابو پانے کے لیے اس نے اپنا چہرہ دبیر کی گردن میں چھپالیا

کچھ نہیں ہے ڈارلنگ، مجھے دیکھو کیسے ریلکس سا بیٹھا ہوا آنے والے نظاروں کے بارے میں سوچ رہا ہوں،

دبیر نے اسکا دھیان بھٹکانے کے لیے کہا

کون سے نظارے

ذنجبیل نے اسکی گردن میں سے چہرہ نکال کے الجھن سے پوچھا

اففف میری بونی کیا بتاؤ وہاں کے نظاروں کے بارے میں، ہائے قاتل حسینائیں جب ٹھک ٹھک کرتی وہاں کے لباس میں سامنے سے گزرتی ہے تو دل پہ بجلیاں گراتی ہے بجلیاں

دبیر نے تخیل میں ان حسیناؤں کو سامنے چلتے دیکھ ٹھنڈی آپ بھرتے ہوئے کہا

خبردار جو تم نے وہاں میرے علاوہ کسی اور کو دیکھنے کو کوشش کی تو دونوں کو ہی گولی مار دوں گی، پھر دونوں جہنم میں بیٹھ کے دیکھتے رہنا ایک دوسرے کو

ذنجبیل نے اسکے جیکٹ کو مٹھیوں میں جکڑ کے غصے سے سرخ پڑھتے چہرے کے ساتھ کہا

ہائے ڈارلنگ تمہیں کیسے پتہ کہ میں اور وہ نازک اندام حسینہ جہنم میں جائیں گے

دبیر نے اسکے غصے سے تپے ہوئے چہرے کو دیکھ کے مزے لیتے ہوئے پوچھا

جس طرح آپ دونوں کے کام ہیں دوزخ ہی ٹھکانہ ہو گا دونوں کا

ذنجبیل نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا

کون سی حرکتیں، محترمہ بونی صاحبہ ذرا روشنی ڈالیں

دبیر نے اس کو مزید قریب کرتے ہوئے کہا وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ارد گرد سے بے گانہ محو تھے

پرائی عورتوں کو دیکھنے سے گناہ ملتا ہے، اور وہ آپکی نازک اندام حسینائیں جو کہ چھوٹے چھوٹے کپڑے پہن کے ٹک ٹک کر کے چلتی ہے وہ بھی جہنم میں آپکے ساتھ جلے گئی

ذنجبیل نے آنکھیں سکور کے کہا جبکہ دبیر اسکی بات سن کے سر ہلانے لگا

اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے

دیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پرسوج انداز میں کہا

میں تو صرف اپنے شوہر کو چاہتی ہوں، غیر مردوں کے سامنے وہ چھوٹے چھوٹے کپڑے پہن کے ٹک ٹک کر کے نہیں چلتی، میں تو جنت میں جاؤ گی

ذنجبیل نے معصومیت سے کہا

اچھا جی تو تم اپنے شوہر کو چاہتی ہوں

دیر نے تصدیق چاہی

ذنجبیل نے اسکی بات سن کے زور و شور سے سر ہلایا

اچھا جی تو پھر تم اپنے شوہر کے سامنے وہ چھوٹے چھوٹے کپڑے پہن کے ٹک

ٹک کر کے چلو گئی، افٹر آل شوہر جو ہوں اور شوہر کے سامنے پہننے سے تو گناہ نہیں ملتا

دیر نے اس کی گردن کو رب کرتے ہوئے کہا

جبکہ اسکی بات سن کے ذنجبیل نے بنا سوچے سمجھے سر ہلا دیا

اچھا جی تو پھر وہاں جا کر مکر نہیں جانا

دیر نے اسکی آنکھوں میں اپنی لودیتی آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا

ذنجبیل کو جیسے ہی اسکی بات کی سمجھ آئی وہ اسی حساب سے سرخ پڑی

آپ بہت بے شرم ہوں، بے شرمی میں کوئی خاص ڈگری حاصل کی ہوئی ہے کیا آپ نے

ذنجبیل نے اسکے سینے پہ مکے برساتے ہوئے کہا جبکہ وہ اس کے ہاتھ پکڑ کے ہسنے لگا

اپنی بیوی سے رومینس کرنے کے لیے کسی ڈگری کی ضرورت نہیں یہ تو اندر کی فیلنگز ہے جو خود بہ خود ہی اٹھ کے آتی ہے

دیر نے اس کے گال پہ پڑتے ہوئے ڈمپل کو چھوتے ہوئے لو فرانہ انداز میں کہا

دور ہٹے مجھ سے

ذنجبیل نے اس کو خود سے دور کرتے ہوئے کہا

ایسے کیسے دور ہو جاؤ، تمہیں ہی جنت میں جانے کا بہت شوق ہے نہ تو جنت میں جانے کے لیے شوہر کی خدمت کرنی پڑتی ہے

دیر نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسیپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

بہت چھچھورے ہوں آپ، دور ہو مجھ سے، اگر تمہیں پتہ ہوں تو اس وقت ہم پبلک پلیس پہ ہے اور سب لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں

ذنجیل نے اسکو یاد دلاتے ہوئے کہا

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم پبلک پلیس پہ ہے یا ہمارے روم میں

دیر نے اسکے کان کے پیچھے بال ارستے ہوئے کہا جبکہ وہ مسلسل اس کی شوخ نظریں اپنے چہرے پہ محسوس کر کے اسکے سینے میں سر چھپا گئی جبکہ وہ اس کی اس چھوٹی سی حد بندھی پہ مسکرا کے رہ گیا

کچھ دیر بعد دیر نے اسکا چہرہ دیکھا تو وہ بچوں کی طرح معصومیت لیے اسکی جیکٹ کو مضبوطی سے تھامے سوئی ہوئی تھی، دیر مسکراتا ہوا اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو خض کرنے لگا مجھ کو نہیں رہی اب کوئی رغبت۔۔۔

تو نے مجھے ہر ایک سے بے زار کر دیا ہے

اس وقت وہ پارک کے بچوں بیچ بنے فوارے کے پاس بیٹھی گرتے ہوئے پانی کو دیکھ رہی تھی،

جہاں ہر طرف تھہرتے تھے،

بچے جھولے جھل رہے تھے کچھ شادی شدہ جوڑے اپنے ہم سفرؤں کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے نرم و گداز گھاس پہ
ننگے پاؤں چل رہے تھے،

جبکہ وہ ارد گرد کی رونقوں سے بے زار اس کے بارے میں سوچ رہی تھی

میں مانتی ہوں کچھ چیزیں نصیب میں نہیں ہوتی، لازم نہیں کہ جس چیز کی چاہ کی جائے وہ حاصل بھی ہو جائیں،
لیکن میں اپنے اس دل کا کیا کروں،

جو ایک ضدی بلکتے تڑپتے بچے کی مانند تمہاری ضد کر رہا ہے، مجھے میرے دل پہ کوئی اختیار نہیں،

کاش میں کبھی تم سے دل نہ لگاتی،

دیر آفریدی کبھی نہیں، لیکن میرا تو کوئی قصور نہیں،

دل کب کہاں کس کی طلب کر ڈالے پتہ ہی نہیں چلتا،

انسان نہیں جانتا اسے کب، کہاں، کس سے محبت ہونی ہے،

اگر کسی کو پتہ ہوتا تو،

وہ کبھی محبت نہ کرتا کیونکہ محبت تو ایک صحرا کی مانند ہے جس میں تمام حیات پیاس بجھانے کے آس میں سراب کو

پانی سمجھ کے بڑھنا ہوتا ہے،

محبت بھی ویسی ہی ہے جہاں ہم ایک سراب کی خاطر چلتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے پاؤں میں چھالے پڑ جاتے ہیں، روح پور پور زخمی ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی اُسی ایک کے پیچھے بھاگتے ہیں، جانتی ہوں تم بھی محض ایک سراب ہوں لیکن کیا کروں دل کو قرار ہی نہیں، دل کی تشنگی بڑھنے کے بجائے مزید بڑھتی جا رہی ہیں

ذویانے سامنے زمین میں پڑے ہوئے زرد پتوں کو جو ہر آتے جاتے کے پاؤں کے نیچے کچلے جا رہے تھے کو دیکھتے ہوئے سوچا

میں تو محبت نامی لفظ سے نابلد تھی لیکن پہلی بار جب تمہیں یونی میں دیکھا، تب ہی میں محبت نامی بیماری میں گرفتار ہو گئی، ہر بار مجھے تم سے ایک نئے انداز میں محبت ہوئی، ہر بار میرے دل نے تمہارے نام کی مالا پروئی ہے، اور میں پاگل دل کی صدا پہ لبیک کہتی جھک گئی اور تمہیں اپنے دل کا مکین بنا ڈالا، لیکن نہیں جانتی تھی کہ کسی کو دل کا مکین بنالینے سے وہ ہمارا نہیں ہو جاتا

وہ گھٹنوں پہ سر رکھے انسو بہاتے ہوئے خیالوں میں اس سے مخاطب تھی

پتہ ہی نہیں چلا کب یہ محبت عشق میں بدل گیا، کب میرے دل کو تمہارا روگ لگا، کب میرا دل میرے ساتھ بے ایمانی پہ اتر آیا، کچھ نہیں پتہ مجھے،

اب تو بس اتنا پتہ ہے کہ تم میری دسترس سے بہت دور نکل چکے ہوں، اور اسی سوچ کے آتے ہی میرے حلق میں کانٹے سے چھبتے ہیں، ایسے لگتا ہے جیسے کسی نے خاردار کانٹوں پہ سے بڑی بے دردی سے دوپٹہ کھینچ کے تار تار کر دیا ہوں،

گھٹنوں پہ سر رکھے وہ تڑپ رہی تھی، سسک رہی تھی،

عشق اور جنگ میں سب جائز ہے، عشق کی کوئی حد نہیں ہوتی،
اور اب تمہیں حاصل کرنے کے لیے میں ہر حد پار کروں گی

بہتے ہوئے آنسوؤں کو رگڑ کے چہرے سے صاف کرتے ہوئے اس نے عزم کیا اور لرزتے ہوئی ٹانگوں سے اٹھی اور آگے بڑھ گئی،

جبکہ پیچھے قسمت اس کے جنون اور پاگل پن کو دیکھ ہو لے سی مسکرائی اور آنکھیں موندھ گئی

ان لوگوں کی فلائٹ نے جب لینڈ کیا تو وہ دونوں ایئر پورٹ سے سیدھا ہوٹل آئیں، ذنجبیل تو اتنی تھک چکی تھی کہ آتے ہی سو گئی،

پانچ گھنٹے کی پرسکون نیند لینے کے بعد جب وہ لوگ اٹھے تو رات کے دس بج رہے تھے، اس لیے وہ رات کی تاریکی میں کچھ دیکھ نہیں پائی لیکن اب اسکی آنکھ کھلی تو خود کو بیڈ پہ اکیلے پایا، واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی جسکا مطلب تھا کہ دبیر شاور لے رہا ہے،

اس نے روم میں نظر گھمائی تو اسکا فون سامنے ٹیبل پہ پڑا نظر آیا،
تھوڑی دیر گھر والوں سے بات کر کے اس نے فون رکھا،
اور سامنے دیکھا تو شیشے کی دیوار تھی جس پہ اس وقت دبیز پردے پڑے ہوئے تھے،
اس نے آگے بڑھ پردے ہٹائے تو جو منظر سامنے دیکھنے کو ملا اس نے منہ میں انگلیاں دے ڈالی

سامنے ہی اونچی نیچی پہاڑیاں جن پہ برف کی تہہ تھی، پہاڑوں سے زرا نیچے ٹولیوں کی صورت میں بادل تیر رہے تھے،

دور دور تک پھیلا ہوا سبزہ جو آنکھوں کو سکون بخش رہا تھا،
قدرت کے اس خوبصورت نظارے میں وہ اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ دبیر آیا اور اس کو اپنے ہاتھوں کے حلقے میں لیا،

ہیگم کیا دیکھا جارہا ہے،

دیر نے اسکی محرومی انگلیوں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں گھیرتے ہوئے کہا

یہاں کی خوبصورتی کو دیکھ رہی ہوں، اف کتنی پیاری جگہ ہے نہ

ذنجبیل نے باہر دیکھتے ہوئے خوشی سے کہا

پیاری تو بہت ہے، دنیا میں اگر کسی جگہ کو جنت کہا جاتا ہے تو وہ سویٹزر لینڈ ہے، وجہ اس کی بے پناہ خوبصورتی جو کسی بھی کو بھی اپنی طرف مائل کر کے جھکڑ سکتی ہے

دیر نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا

سچ میں جنت سے کم نہیں، ویسے تم مجھے بتاؤ نہ یہاں کے بارے میں، میں تو کچھ بھی نہیں جانتی

ذنجیل نے اسکی طرف رخ موڑ کے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا

اچھا جی تو میری بونی کو یہاں کے بارے میں جاننا ہے

دبیر نے اس کی قمریہ ہاتھ باندھتے ہوئے مزید قریب کر کے کہا

ذنجیل نے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا

تو پھر بدلے میں مجھے کیا ملے گا

دبیر نے کہا

تمہیں کیا چاہیے

ذنجیل نے اسکی گردن سے سر نکال کے الجھن بھرے انداز میں پوچھا

ہہم تو مجھے کھٹی میٹھی سی یہ اسٹابری ٹیسٹ کرنی ہے

دیر نے اسکے نچلے لب کو انگلیوں کی پوروں سے مسلتے ہوئے کہا،
جبکہ اسکی بات سن کے وہ ایک دم سرخ ہوئی

بہت برے ہوں تم

اس کے سینے پہ مکے برساتے ہوئے کہا جبکہ وہ اسکی بات سن مسکرا دیا

اگر جاننا ہے تو----

دیر نے بات کو ادھورا چھوڑ کر پوچھا

کوئی نہیں، بتاؤ

ذنجیل نے اسکے سینے پہ سر رکھ کے کہا

چلو میں خود ہی لے لوں گا

دبیر نے اسکے بالوں پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

سوئٹزر لینڈ ایک یورپی ملک ہے جو کوہ الپس کی خوبصورت وادیوں اور دوسری طرف ایورہ کی اونچی نیچی پہاڑیوں میں واقع ہے، لیکن زیادہ تر علاقہ الپس کی خوش منظر پہاڑوں میں گرا ہوا ہے

دبیر نے کہا

اور تمہیں پتہ ہے یہاں کی سب سے اسپیشل بات جسے سن کر تم خوشی سے جھوم اٹھو گئی

دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

وہ کیا

ذنجیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا

-

کیونکہ یہاں دنیا کی سب سے بہترین سوئس چاکلیٹس بنتی ہے اور تمہاری فیورٹ چاکلیٹ یہاں کی ہی پیداوار ہے

-

دبیر نے کہا جبکہ ذنجیل اسکی بات سن کے بچوں کی طرح خوش ہوئی

-

اففف سچی، میں تو یہاں سے بہت ساری چاکلیٹس لیکر جاؤ گئی میں

-

ذنجیل نے خوشی سے آنکھیں میچتے ہوئے کہا

-

اچھا جی اور کچھ

-

دبیر نے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا

-

ہاں جی بہت کچھ،

لیکن ابھی ان سب کو پینڈنگ پہ رکھتے ہیں، ابھی تم مجھے یہاں کے بارے میں بتائیں، یہاں کے لوگوں کے بارے میں بتائیں، مذہب کے بارے میں، یہاں کون کون سی زبانیں بولی جاتی ہے، سب بتائیں

ذنجیل نے ایک ہی سانس میں بولا کیونکہ اسے نئی نئی جگہوں کے بارے میں جاننا بہت اچھا لگتا تھا

لڑکی صبر کر جاؤ، ہولے سے، ٹرین کی رفتار سے بول رہی ہوں،

دیر نے اسکی بے صبری دیکھتے ہوئے کہا جبکہ ذنجیل منہ بنا گئی

سویٹزر لینڈ کے بارے میں بتاؤ تو یہاں سب سے کم کرائم ہوتے ہیں، یہاں کی جیلیں خالی پڑی ہے، یہاں کی گورنمنٹ کی کوشش ہے کہ دوسرے ممالک کو یہاں قیدی رکھنے کے لیے جیلیں رینٹ پہ دی جائیں، یہاں کی چار چار آفیشل لینگوئجز ہے، کچھ لوگ جرمن بولتے ہیں، کچھ لوگ فرنچ، کچھ لوگ اٹالین تو کچھ لوگ رومانش بھی بولتے ہیں

یہاں کے لوگ پیدل چلنا پسند کرتے ہیں اور اپنا زیادہ تر کام سائیکل پہ کرتے ہیں،

یہاں پہ ایک جانور رکھنے کی اجازت نہیں ہے اگر نر رکھنا ہے تو ساتھ میں مادہ کو بھی رکھنا ہو گا کیونکہ یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ اکیلا جانور رکھنے سے جانور اداس ہو جاتا ہے

یہ دنیا کا واحد ملک ہے جس کا جھنڈا چکور شیپ میں ہے،

اور یہ جان کر تمہیں حیرانگی ہو گئی کہ یہاں کرپشن کرنا قابلِ سزا جرم نہیں ہے،

دنیا بھر سے لوگ کرپشن کر کے پیسہ سویٹزر لینڈ کی بینکوں میں رکھتے ہیں، کیونکہ یہاں کے بینک اپنی پرائویسی کی وجہ سے دنیا بھر میں جانے جاتے ہیں،

اگر تم یہاں کی بینکوں میں کوئی چیز رکھو گی تو قیامت تک وہ چیز ویسی ہی پڑی ہو گئی،

لیکن سب سے انٹر سنڈنگ بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے ملک کا فائنیشنل سسٹم ایسا بنایا ہے کہ کوئی چاہ کر بھی کرپشن نہیں کر سکتا،

ان لوگوں کے جھنڈے میں سفید کروس ہے جسے سوئس کروس ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہاں کا آئشل مذہب عیسائیت ہے

یہاں پہ سب سے زیادہ تنخواہ ٹیچرز کو دی جاتی ہے تبھی سوئٹزر لینڈ سائنس و ٹیکنالوجی میں ساری دنیا سے آگے رہا ہے،

جبکہ دنیا میں کلائی پہ پہنے جانے والی گھڑی بھی یہاں بنائی گئی ہے، دنیا کی سب سے شاندار گھڑیاں سوئس کمپنیاں ہی بنا رہی ہیں، دنیا کی سب سے پہلی واٹر پروف رولیکس گھڑی بھی یہی بنائی گئی تھی

دیر نے کہا جبکہ ذنجبیل اسکی باتیں غور سے سن رہی تھی

یہاں پہ صفائی کا بھی بہت خیال رکھا جاتا ہے نہ

ذنجبیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں یہاں کے لوگ بہت خیال رکھتے ہیں صفائی کا، جگہ جگہ گند پھیلانے پہ آپ کو بھاری جرمانہ ادا کرنا ہو گا اور ساتھ میں جیل کی سیر بھی

یہاں رات کے وقت کوئی فلائٹ لینڈ نہیں کرتی، یہاں رات کے وقت بھاری اور شور کرنے والی ٹریفک کو بھی گزرنے نہیں دیتے، یہاں رات کے وقت تیز میوزک نہیں سن سکتے، حتیٰ کہ سیڑھیوں پہ دھپ دھپ کی آواز کے ساتھ بھی نہیں چڑھ سکتے، یہاں تک کہ کتا بھی رات کو نہیں بھونک سکتا، اب بتاؤ اور کچھ جاننا ہے میری بونی نے

دبیر نے پوچھا جبکہ ذنجبیل نے ناں میں سر ہلایا

میں ویسے ہی تمہیں میراثی سمجھ رہی تھی جبکہ تم تو اچھے خاصے پڑھے لکھے بندے ہوں

ذنجیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا جبکہ دبیر اسکی بات سن کے اسے گھورنے لگا

اچھا تو میں تمہیں میراثی لگتا ہوں

دبیر نے پوچھا، ذنجیل نے ہاں میں سر ہلایا

اچھا جی ابھی میں تمہیں بتاتا ہوں میراثی کی بچی

اس سے پہلے کے ذنجیل اسکا حصار توڑ کر بھاگتی دبیر اس کے ہونٹوں پہ جھکا اور اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لیتے ہوئے اسکی سانسیں پینے لگا، وہ مدہوش ہوتا اسکے ہوش ٹھکانے لگانے لگا

وہ اسکے ہونٹوں پہ جھکا اپنی تشنگی مٹا رہا تھا جو کہ مٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جبکہ وہ نازک جان اسکی اتنی سی ہی جسار توں سے بے حال ہو چکی تھی

جب ذنجیل کی سانس اٹک گئی تب دبیر نے اسکی ننھی جان پہ رحم کرتے ہوئے اسکی سانسوں کو آزادی بخشی

اسکو دوبارہ اپنے ہونٹوں پہ جھکتے دیکھ کر ذنجبیل نے جلدی سے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا

-

کیا ہوا ڈار لنگ اتنی میں ہی تمہاری بس ہو گئی

-

دبیر نے اس کے ہاتھوں پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

-

بہت خراب ہوں تم، بات نہ کرو مجھ سے

-

ذنجبیل نے اسکی طرف

دیکھتے ہوئے نروٹھے پن سے کہا جبکہ اسکی بات سن کے دبیر کا قہقہہ روم میں گھونجا

-

چلو اٹھو فریش ہو جاؤ، پھر باہر چلتے ہیں

-

دبیر نے اسکے بالوں کو کان کے پیچھے ارستے ہوئے کہا

-

مجھے کہی نہیں جانا تمہارے ساتھ

زنجبیل نے ہنوز منہ پھلائے کہا

اٹھ جاؤ میری بونی، اس سے پہلے کہ میرا موڈ بدلے اور تمہاری ننھی جان ہلکان ہوں

دیر نے اس پہ جھکتے ہوئے معنی خیزی سے کہا جبکہ اسکی بات سن کے زنجبیل نے اسے دھکا دیا اور واشر روم کے جانب بھاگی

وہ آفس سے گھر میں آیا تو روز کے مقابلے میں آج گھر بھر میں خاموشی تھی،

ملازمہ سے ذمل کا پوچھ کے وہ کیچن کی طرف آیا تو سامنے ہی وہ کھڑی کچھ کر رہی تھی، اس کو کیچن میں دیکھ کے
یمان کے ماتھے پہ بل آئیں،

کیونکہ کل رات سے ذمل کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور صبح آفس جاتے ہوئے وہ اسے کوئی بھی کام کرنے سے منع کر کے گیا تھا لیکن وہ ذمل ہی کیا جو اس کی سن لیں

وہ غصے سے لب بھینچے اس کے پاس آیا

تم کیچن میں کیا کر رہی ہوں

یمان نے سخت لہجے میں پوچھا

آپ کب آئیں، کچھ چائے تھا تو مجھے آواز دے دیتے

ذمل نے اسکو دیکھ کر کہا

جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ،
میرے منع کرنے کے باوجود تم کیچن میں کیا کر رہی ہوں

یمان نے خود پہ ضبط کرتے ہوئے پوچھا

کیا مطلب کیا کر رہی ہوں، کام کر رہی ہوں آپ بھی نہ

ذمل نے اسکے تاثرات کا جائزہ لیے بغیر کہا،
جبکہ اسکی بے پرواہی دیکھ کر یمان کا دماغ گھوما،
اس نے ایک ہی جھٹکے میں اسکا ہاتھ پکڑا اور کھینچتے ہوئے روم میں لا کر چھوڑا

میں جو بکو اس کر کے جاتا ہوں، اس کو اپنے اس دماغ میں بھٹایا کرو،

یمان نے اسکے سر پہ انگلیوں سے زور ڈالتے ہوئے کہا

جبکہ اسکا اس قدر سخت رویہ دیکھ کے ذمل کی آنکھوں میں آنسو آئیں

اس سے پہلے کہ یمان اسکو مزید کچھ کہتا، ذمل کو ایک وومنٹ ہوئی اور وہ منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے واشروم کی طرف
بھاگی

کیا ہوا ذمل، تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ

یمان نے اسکو منہ ہاتھ دھلوا کے اسکا چہرہ ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کہا

پتہ نہیں کل سے عجیب ہوئی ہے طبیعت، بار بار وومنٹ ہو رہی اور سر بھی چکرا رہا ہے

ذمل نے نقاہت سے کہتے ہوئے اپنا سر یمان کے کندھے پہ رکھا

کچھ نہیں میری جان، تم ویٹ کرو، میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں

یمان نے اسکو آرام سے بیڈ پہ لیٹاتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر کو کال کی

کچھ دیر بعد ڈاکٹر آئی، ذمل کا چیک اپ کرنے کے بعد جو خبر انہوں نے سنائی اس سے پوری فیملی مین خوشی کی لہر دوڑ گئی

مبار کہ مبار کہ میرا بھائی باپ بننے والا ہے اور میں تایا

ذمان نے یمان کو خوشی سے گلے لگاتے ہوئے کہا

بھی بیگم سب نے پروموشن کر لی ہے، تم کب مجھے اس عہدے پہ فائز کرنے والی ہوں

معاویہ نے مینے کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا جو پاس میں بیٹھے ایمان نے سن لی

بیٹا کو شیشیں جاری رکھو، جلد ہی تمہاری کوششیں بھی رنگ لانے والی ہے اور تمہاری بھی پروموشن ہونے والی ہے

ایمان نے معاویہ کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

مینے ان دونوں کی باتیں سن کے جلدی سے بچ میں سے اٹھی اور بیڈ پہ جا کے ذمل کے پاس بیٹھ گئی، جبکہ پیچھے وہ دونوں ہنسنے لگے

ذنجبیل اور دبیر کو بھی فون کر کے یہ خوش خبری سنائی گئی جسے سن کے وہ دونوں بہت خوش ہوئے، ان دونوں نے ایمان اور ذمل کو مبارک باد دی

ذمل سب کے بچ چھوٹی موٹی سی بیٹھی تھی جبکہ ایمان آنکھوں میں محبت لیے اسے دیکھ رہا تھا وہ دونوں رات کے وقت جینوا شہر کی سڑک پہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے چل رہے تھے،

جملہ تاتی روشنیوں میں جنیوا شہر کی سڑکیں ڈوبی ہوئی تھی،
چلتے چلتے وہ جنیوا جھیل کے قریب پہنچ چکے تھے،
جھیل کے کناروں پہ بچوں کے لیے جھولے لگائے گئے تھے،
جہاں بچے دنیا کے غموں سے آزاد شفاف تھپتھے لگاتے جھولے جھول رہے تھے،

دبیر

ذنجبیل نے اس کے بازو کو ہلاتے ہوئے کہا

کیا ہوا، کچھ چاہیے

دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

جو اس وقت اونی ٹوپی پہنے، لونگ کوٹ پہنے سرخ چہرہ لیے سردی سے کپکپا رہی تھے

آؤ، کہی بیٹھتے ہیں، میں تھک گئی ہوں

ذنجیل نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے معصوم سی شکل بنا کے کہا
، سارا دن سوئٹرز لینڈ کے مختلف جگہوں کی سیر کر کے وہ اب بری طرح تھک چکی تھی

چلو، آؤ جھیل کے کنارے بیٹھتے ہیں

دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بانہوں میں اٹھالیا

یہ کیا کر رہے ہوں، اتاروں مجھے، سب دیکھ رہے ہیں

ذنجیل نے ڈر کے مارے اسکی گردن کے گرد بازوؤں کا گھیرا ڈالتے ہوئے کہا

کوئی نہیں دیکھ رہا، اور اگر دیکھے بھی تو مجھے فرق نہیں پڑتا،
کیونکہ تم میری پرسنل پراپرٹی ہوں،

اور کسی کو کوئی فرق نہیں پڑھنا چاہئے اگر میں اپنی پرسنل پراپرٹی کو بانہوں میں اٹھائے پھروں تو،

دبیر نے اسکی ناک سے ناک رگڑتے ہوئے کہا اور اسے اٹھائے بانہوں میں آگے بڑھ گیا

جھیل کے کنارے جا کہ دبیر نے اسے آرام سے اتارا، اور اسکے ہاتھوں کو ہاتھوں میں لیے بیٹھ گیا

وہ اسکے کندھے پہ سر رکھے ہوئے بیٹھی تھی،

وہ دونوں سامنے جھیل کو دیکھ رہے تھے،

جب پاس سے گزرتی ہوئی لڑکی کے کیمنٹس سن کے زنجبیل کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو گیا

اف، ہی از ڈیمن ہنڈ سم

پاس سے گزرتی ہوئی لڑکی نے دوسری لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

(Wait a minute, what did you say, just say it again)

ایک منٹ رکھو، کیا کہا، زرا پھر سے کہنا

زنجبیل غصے سے کھڑی ہوئی اور اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

(Excuse me, what do you mean?)

ایکسیو ذمی، کیا مطلب ہے آپ کا

اس لڑکی نے ذنجبیل کی طرف دیکھتے ہوئے انگریزی میں حیرانگی سے پوچھا

(Have you never seen a man, you are passing such comments by seeing my husband?)

کیا تم نے کبھی کوئی مرد نہیں دیکھا، جو تم میرے شوہر کو دیکھ کے ایسے کمنٹس پاس کر رہی ہوں

اس نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے کہا

(What are you saying, are you crazy?)

تم کیا کہہ رہی ہوں، تم پاگل ہوں کیا؟

اس نے ذنجبیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

(I'm not crazy, how dare you, pass the comments to see my husband.)

میں کوئی پاگل نہیں ہوں، تمہاری ہمت کیسے ہوئی، میرے شوہر کو دیکھ کے کمنٹس پاس کرنے کی،

-

ذنجبیل نے اسکی طرف بڑھتے ہوئے کہا، اس سے پہلے کہ ذنجبیل اسکی درگت بناتی، دبیر نے جلدی سے آگے بڑھ کے اسے روکا

-

چھوڑو تم مجھے، بات کرنے دوں

-

ذنجبیل نے دبیر کو پیچھے کرتے ہوئے کہا

-

(Hello, be in your limits, your husband is not a Prince Charming, which you are doing so much.)

ہیلو حد میں رہوں، تمہارا شوہر کوئی پرنس چارمنگ نہیں، جو تم اتنا آدورری ایکٹ کر رہی ہوں

-

اس لڑکی نے ذنجبیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

-

(Madam, please go)

میڈم، آپ جائیں پلیز

-

دبیر نے اس لڑکی سے کہا

-

(Handle this crazy,)

اس پاگل کو سنبھالو،

-

لڑکی نے ذنجبیل کی طرف دیکھتے ہوئے نخت سے کہا اور آگے بڑھ گئی

-

(You are crazy, and your whole family will be crazy, Kitty Pigeon, come here, I tell you.)

تم پاگل ہوں، اور تمہارا سارا خاندان پاگل ہوگا، کٹی کبوتری، ادھر آؤ، میں تمہیں بتاؤں

-

ذنجبیل نے دبیر کے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے کہا

-

ذنجیل چلی گئی ہے وہ دونوں، چھوڑوں انہیں

دیر نے اس کو بازوؤں کے حلقے میں لیتے ہوئے ریکس کرتے ہوئے کہا

کیوں چھوڑوں، ہاں کیوں،

انکے باپ کا راج ہے نہ جو ایک تو تار رہی ہے اوپر سے کمٹس بھی پاس کر رہی ہے

ذنجیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا

چلی گئی ہے وہ، یہاں یہ سب عام ہے اور اس نے جسٹ دیکھا

دیر نے اسکو شانوں سے تھامتے ہوئے کہا

کیوں دیکھا، اگر نظر لگا دیتی تو

ذنجیل نے کہا

تو تم ہونہ میری نظر اتارنے کے لیے، میری بونی کے ہوتے ہوئے مجھے کیا فکر،

دبیر نے اسکے چہرے سے بال ہٹھاتے ہوئے کہا

اگر تم نہ روکتے تو میں اس کٹی کوتری کو سیدھا کر دیتی، بڑی آئی لومڑی کہی کی،

ذنجبیل نے کہا

اوہو ریلکس میری بونی، چلو آؤ،
چلے اس سے پہلی کہ تم یہاں جنگ عظیم شروع کر دوں

دبیر نے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا، اور اسے بازوؤں کے حلقے میں لیے آگے بڑھ گیا

کافی دونوں کے بعد آج وہ جیسے تیار ہوئی تھی،

بلیک کلر کی جینز شرٹ پہنے، کانوں میں چھوٹے چھوٹے ایئر رنگسز پہنے، بالوں کا میسی جوڑا بنائے جس سے اسکی لمبی گردن اور واضح ہو رہی تھی،

لبوں کو سرخ لب اسٹک سے رنگے اس وقت وہ کسی کا بھی ایمان خراب کر سکتی تھی،
خود پہ آئینے میں ایک بھرپور نظر ڈال کے وہ کمرے سے نکلی

ملازم کے ذریعے مسز ملک کو اپنے باہر جانے کا بتا کے وہ گیراج کی طرف بڑھی،
اور اپنی پسندیدہ بلیک گاڑی میں بیٹھ کر ہوٹل کی طرف چل پڑی،
جہاں احد اس کا انتظار کر رہا ہے،

کار کو ہوٹل کی پارکنگ میں کھڑا کر کے وہ گاڑی سے اتری،
اور سن گلاسز کو آنکھوں پہ لگا کر بے نیازی سے آگے بڑھنے لگی

کئی لوگوں نے مڑ کے اس مغرور حسینہ کو دیکھا،

جو سب کی نظروں کو خود پہ محسوس کرنے کے باوجود نظر انداز کرتے ہوئے ناک کی سیدھ میں چل رہی تھی

ہوٹل کا دروازہ دھیکل کے وہ اندر داخل ہوئی تو سامنے ہی کونے والی ٹیبل پہ احد بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا

وہ آگے بڑھی، اور کرسی کھینچ کے بیٹھ گئی،

وہ دونوں ایک دوسرے کا حال احوال پوچھ رہے تھے کہ اتنے میں
ہوٹل کا عملہ انکے آگے دو کافی نے کپ رکھ کے چلا گیا

ذویانے آگے بڑھ کے کافی کا کپ اٹھا اور ہونٹوں سے لگا کے چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگی

وہ اسکے سامنے بیٹھی مزے سے کافی کے سپ لے رہی تھی،

جبکہ وہ آنکھوں میں محبت لیے سوچ رہا تھا کہ اگر یہ لڑکی اسے مل جائے تو پھر زندگی سے اسے بھلا اور کیا چاہیے،
لیکن لازم تو نہیں کہ جس چیز کی کم چاہ کریں وہ ہمیں زندگی میں میسر بھی ہوں،
کچھ چیزیں ہماری دسترس سے بہت دور ہوتی ہے،
ایسے ہی وہ بھی اسکی دسترس سے بہت دور تھی،
اتنی دور جتنا کہ چاند زمین،
جسے چاہ کے بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا

کیا سوچ رہے ہوں

اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ ہلاتے ہوئے اس نے کہا

آہہ کہی نہیں، مجھے کافی خوشی ہو رہی ہے تمہیں پہلے جیسے ہنستے مسکراتے دیکھ کے، تم ہنستی مسکراتی ہوئی ہی اچھی لکھتی ہوں، ہنستی رہا کروں

احد نے اس کے شفاف چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا

ہہم، اج سے یہی کروں گئی،
جب اس کو میری پروا نہیں تو میں کیوں اس کے پیچھے اپنی زندگی کو روکھوں،

ذویانے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ویسے کیا تمہیں میرے واپس پہلے جیسے ہونے کی خوشی نہیں

اس نے احد کی طرف دیکھتے ہوئے اچانک پوچھا

نہیں نہیں، ایسی کوئی بات نہیں،

تمہیں پہلے جیسے دیکھ کر جتنا میں خوش ہوں،

میں بیان نہیں کر سکتا، بس اس وقت کا تمہارا ریکشن دیکھ کر میں ڈر گیا تھا

احد نے جلدی سے اسکی بات کی تردید کرتے ہوئے سچے دل سے کہا

شروع شروع میں چوٹ کافی درد دیتی ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اگر مر حم لگاتے جاؤ تو وہ ناسور بننے سے بچ جاتی ہے،

ذویانے کہا

ہمم کہہ تو تم ٹھیک رہی ہوں

احد نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا

اور ویسے بھی میں نے کہی پڑھا تھا کہ
سیانے کہتے ہیں

ہر دروازے پہ منت اور منت نہیں چلتی..

کچھ در بڑے مست ہوتے ہیں..

مرضی سے کھلتے ہیں..

بس اُس در پہ اپنے نام کی عرضی لگا کے آ جاؤ

دروالے کی نظر پڑی تو پکار لے گا..

مَن چاہا تو عنایت بھی کر دیگا

پڑے نہ رہنا.

خود کو بھکاری نہ بنانا

بھیک سے پیٹ پلتا ہے دل نہیں

تو میں نے بھی سوچا چھوڑ دوں اگر اسکی نظر پڑی تو خود ہی مجھے میسر ہو جائیں گا

اس نے کپ کے کناروں پہ انگلی پھیرتے ہوئے کہا

جسکے احدا سے غور سے سن رہا تھا،

لیکن اسے کہی بھی ذویا کے لہجے میں ملاوٹ نظر نہیں آئیں،

اس لیے اس نے تمام سوچوں کو جھٹک کر اسکی طرف متوجہ ہوا

کیا تمہیں پتہ ہے دبیر کی کب تک واپسی ہے

ذنجبیل نے پوچھا

نہیں کافی دنوں سے میری کوئی بات اس سے نہیں ہوئی، تم کیوں پوچھ رہی ہوں

احد نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے اچھبے سے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا

میں چاہتی ہوں کہ جو کچھ ہو چکا ہے اسکی معافی مانگو اس سے،

اور ہو سکے تو پہلے جیسا سب کرنا چاہتی ہوں

ذویانے کہا

کیا تمہیں لگتا ہے کہ سب پہلے جیسے ہو جائیں گا

احد نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا

یہ تو مجھے نہیں پتہ کہ سب پہلے جیسا ہو سکتا ہے یا نہیں،
لیکن میں اپنی طرف سے کوشش ضرور کروں گی

اس نے ہوا میں لمبی سانس خارج کرتے ہوئے کہا

جبکہ اسکی بات سن نے احد ہنکارہ بھر کے کپ ہو نٹوں سے لگایا اور کافی کے سپ بھرنے لگا

دوپہر کے وقت ذنجبیل نے گھر میں کال کر کے سب سے بات کی تو گھر والوں کی زبانی اسے ایک آفریدی کی
طبیعت خرابی کا پتہ چلا،

ایک آفریدی کی طبیعت کا سن کے وہ اپنے ہنی مون ٹرپ کو بیچ میں ہی چھوڑ کے واپسی کا سفر باندھ چکے تھے،

سب کے لاکھ منع کرنے کو باوجود وہ دونوں واپس آرہے تھے،

حالانکہ آغا جان نے ان دونوں سے بات کر کے ایک آفریدی کی طبیعت کے ٹھیک ہونے کا بتا دیا تھا لیکن پھر بھی وہ دونوں مطمئن نہیں تھے

اس وقت ان دونوں کی فلائٹ ایئر پورٹ پہ لینڈ کر چکی تھی،

ایئر پورٹ سے باہر آئیں تو سامنے ہی ڈرائیور ان دونوں کا ویٹ کر رہا تھا،

دبیر نے اس سے گاڑی کی چابی لیکر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، جبکہ ذنجیل مڑ کے سامنے والی سیٹ پہ بیٹھ گئی، اسکے بیٹھتے ہی دبیر نے گاڑی آگے بڑھالی،

ان دونوں نے ابھی پانچ منٹ کا راستہ ہی طے کیا تھا کہ سامنے ہی پولیس ناکہ لگا کے کھڑے تھے، ایک پولیس آفیسر نے آگے بڑھ کے انکی گاڑی روکی، پولیس آفیسر نے شیشہ نیچے کرنے کا اشارہ کیا

ہاں بھئی، کون ہے ساتھ میں

پولیس آفیسر نے جھکتے ہوئے دبیر سے پوچھا

بیوی ہے میری

دبیر نے اسکے طرف دیکھتے ہوئے کہا

ہاں بھئی، لڑکی تم بتاؤ، کیا رشتہ ہے تمہارا اس چھوڑے سے

اب کہ پولیس آفیسر نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے ذنجبیل سے پوچھا

یہ آدمی، میرا کیا لگتا ہے

ذنجبیل نے دبیر کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے پولیس اہلکار سے تصدیق چاہی

ہاں اسی کا پوچھ رہا ہوں، کیا لگتا ہے آپ کا

پولیس آفیسر نے دبیر پہ ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا

یہ آدمی میری ساس کا بیٹا

ذنجبیل نے دبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

مطلب آپ کا شوہر

پولیس آفیسر نے کہا

ہاں جی ظاہر ہے میرا ہی شوہر ہے،

اب محلے کی سکینہ کا تو ہونے سے رہا

ذنجیل نے ناک منہ چڑھاتے ہوئے کہا

توسیدھاسیدھا بولو کہ شوہر ہے میرا

پولیس اہلکار نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا

پہلی بات یہ آپکا شوہر نہیں میرا شوہر ہے

دوسری بات کیا میرے شوہر نے آپکو اطالوی زبان میں بتایا جو آپکو سمجھ نہیں آیا،
انہوں نے بولو کہ بیوی ہے تو آپ کو سمجھ جانا چاہئے نہ کہ شوہر ہے میرا، اتنا کا من سینس تو ہر انسان میں ہوتا ہے

ذنجیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا

جبکہ پولیس آفیسر تو اس پٹاخہ کو دیکھ کے دبیر کو حیرت سے دیکھنے لگا کہ

بھئی ایسی پٹاخہ کو کیسے برداشت کرتے ہوں

جبکہ دبیر انکی نظروں کا مفہوم سمجھ کے کاندھے اچھکا گیا

بیٹا اللہ تمہیں صبر دے،

پولیس آفیسر نے دبیر کی طرف جھکتے ہوئے آہستہ سے کہا

جبکہ دبیر انکی بات سن کے بامشکل اپنا قہقہہ روک پایا،

کیونکہ اگر آفیسر کی بات ذنجبیل نے سن لی ہوتی تو لازمی اس آفیسر کے سر پہ جو دو تین بال رہتے تھے وہ بھی نہ ہوتے

آفیسر نے انکی گاڑی کی چیکنگ کر کے انہیں جانے دیا،

وہ آفیسر تم سے کیا کر رہا تھا

کچھ دور جا کر ذنجبیل نے دبیر کی طرف رخ موڑتے ہوئے پوچھا

کچھ نہیں، بس کہہ رہا تھا کہ زندگی میں ایسی کون سی نیکی کی تھی تم نے، جو اتنی پیاری اور معصوم بیوی ملی تمہیں

-

دبیر نے اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا

-

دیکھ لوں، لوگ تمہاری قسمت پہ رشک کرتے ہیں لیکن ایک تم ہی ناشکرے ہوں، جسے میری قدر نہیں

-

ذنجبیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے اتراتے ہوئے کہا

-

ہائے ڈارلنگ میرے دل سے پوچھوں اپنی قدر، کس قدر پاگل ہے تمہارے پیچھے، جو صرف تمہارے لیے دھڑکتا

ہے

-

دبیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے سینے پہ رکھتے ہوئے کہا

-

فحال جو دل ابھی میرے لیے دھڑک رہا ہے کہی وہ میرے ساتھ ہی اللہ کو پیارا نہ ہو جائے، اس لیے سامنے دیکھ
کے گاڑی چلاؤ،

-

ذنجیل نے اسکے ہاتھ کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے کہا

بڑی ہی ظالم ہوں ہر وقت میرے رومینٹک موڈ کا بیڑا غرق کر دیتی ہوں

دبیر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے منہ پھولا کر کہا

جبکہ اسکی بات سن کے ذنجیل کا دلکش قہقہہ گاڑی میں گونچا جبکہ دبیر کا دل اسکی کنکٹی ہوئی ہنسی میں ڈوبنے لگا

ذنجیل اٹھو،

ذمل نے اسکے سوئے وجود کو ہلاتے ہوئے کہا لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی

اٹھو کون سا ستانشہ کر کے سوئی ہوں

اب کے بار ذمل نے اسے باقاعدہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا

کیا ہوا

-

وہ ہڑبڑا کراٹھی

-

کیا ہوا کی بچی،

تمہارے شوہر نے کالز پہ کالز کر کے میرا دماغ خراب کر دیا ہے اور تم پوچھ رہی ہوں کیا ہوا، یہ پکڑو موبائل اور بات کرو

-

ذیل نے اسے لتاڑتے ہوئے موبائل پکڑ لیا

-

کس سے بات کروں

-

اس نے ذیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

-

مجھ سے

-

ذم نے چھڑ کھانے والے انداز میں کہا

لیکن تم سے کیوں

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ <https://ezreaderschoice.com> اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

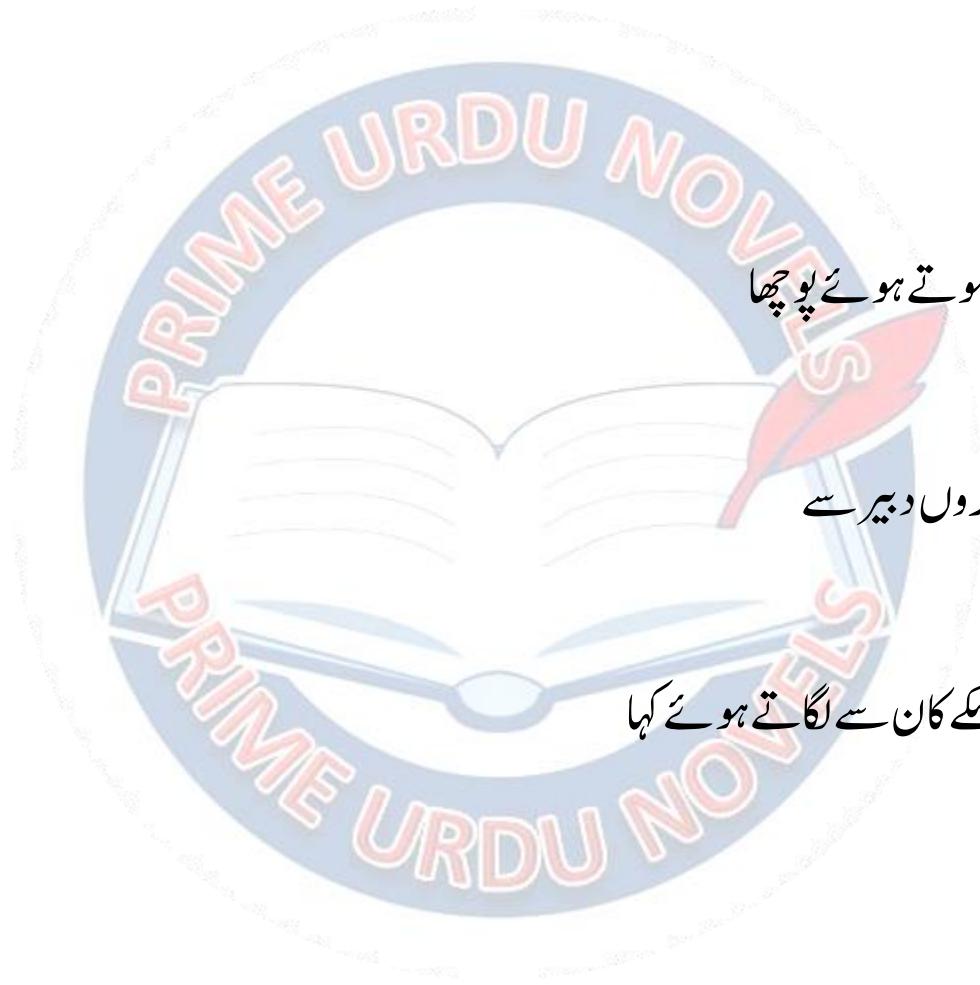
واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**



ذنجیل نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا

-

افف کال پہ بات کروں دبیر سے

-

ذل نے موبائل اسکے کان سے لگاتے ہوئے کہا

-

اسلام علیکم

-

اس نے سلام کرتے ہوئے موبائل کان سے لگایا

-

وعلیکم السلام،

کہاں ہوں کب سے کالز کر رہا ہوں

-

موبائل کے اس پار سے دبیر کی آواز گونجی

-

سورہی تھی کوئی کام تھا کیا

-

ذنجبیل نے پوچھا

-

اچھا،

میں ایک ڈریس بھیجو رہا ہوں،

آدھے گھنٹے تک تیار ہو جاؤ،

میں پہنچ رہا ہوں،

کہی جانا ہے

-

دبیر نے کہا

اس سے پہلے کہ وہ پوچھتی کہ کہاں جانا ہے، دبیر کال بند کر چکا تھا

کیا کہہ رہا تھا

ذیل نے پوچھا

حد ہے بتایا نہیں کہ کہاں جانا ہے بس اوڈر دے دیا کہ تیار ہو جاؤ،
کہی جانا ہے

ذنجبیل نے غصے سے موبائل کو بیڈ پہ پھینکتے ہوئے کہا

ذنجبیل کہاں ہوں، یہ لوں تمہارے لئے لالانے ڈریس بھیجا ہے

اتنے میں مینے نے کمرے میں داخل ہو کر باکس اسے تماتے ہوئے کہا

کھولو ہم بھی تو دیکھے تمہارے شوہر نامدار نے کیسا ڈریس بھیجا ہے

ذیل نے اسے ٹھوکا دیتے ہوئے کہا

ذنجبیل نے جیسے ہی آگے بڑھ کر باکس کھولا تو سامنے ہی کالے رنگ کی ساڑھی تھی
جسکے بارڈرز پہ گوٹے کا کام ہوا تھا

واؤ، بیوٹیفل

سب نے ایک ساتھ کمنٹس پاس کیے

چلو جلدی کروں ہم تمہیں تیار کریں،
دبیر نے آنے ہی والا ہوگا

مینے نے اسے ساڑھی پکڑاتے ہوئے کہا

وہ شاہور لیکر نکلی تو اسے آئینے کے سامنے بیٹھا کر تیار کرنے لگی

آ نکھوں پہ بلیک سمو کی میک اپ کیے،
لمبی گھنی پلکوں پہ مسکارا لگائے جو آنکھوں کے غرور کو مزید بڑھا رہی تھی،
اس پہ قیامت ڈھاتے ہونٹوں کا لال رنگ،
لمبے گھنے بالوں کو ہلکے سے ڈھیلے میسی جوڑے میں باندھا ہوا تھا،
کانوں میں بڑے بڑے ایئر رنگ پہنے تھے،

اس ذرا سی تیاری نے اسکے حسن کو مزید دو آتشہ بنا دیا تھا

آج تو تم اپنے حسن سے میرے لالا کو گائل کر کے رہوں گی

مینے نے اسکے دلکش روپ کی بلائیں لیتے ہوئے کہا

بونی تم تیار ہوئی یا نہیں

دبیر اچانک سے دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا لیکن سامنے آسکے قاتل روپ کو دیکھ کر جم گیا

جاتے ہوئے شال لے لینا

ان سب نے باہر نکلتے ہوئے کہا

چاندی سونا ایک طرف

تیرا ہونا ایک طرف

ایک طرف تیری آنکھیں

جادو ٹونہ ایک طرف

اس نے آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھاتے ہوئے اسے بازوؤں کے حلقے میں لیتے ہوئے ایک جذب سے کہا

کیسی لگ رہی ہوں میں

اسکی ٹائی کی ناٹ سے کھیلنے ہوئے اسنے پوچھا

تمہاری تعریف کرنے کے لیے واللہ میرے پاس کوئی الفاظ نہیں،
اگر تمہاری تعریف کرنے کے لیے الفاظ چنوں تو وہ الفاظ تمہارے حسن کے آگے کم پڑنے لگتے ہیں،
ایسے کوئی الفاظ نہیں جن میں تمہاری تعریف کر سکو

دیر نے آوارہ لٹوں کو اسکے کان کے پیچھے اڑتے ہوئے کہا

باتیں بنانا تو کوئی تم سے سیکھے
ذنجبیل نے اسکے بازو پہ چھپت لگاتے ہوئے کہا

ایسی خطرناک اور دل مولینے والی اداؤں سے فلحال گریز کروں میری جان
ورنہ

میں اپنے بے لگام جذبات کو لگام نہ ڈالتے ہوئے تمہارے ہوش ٹھکانے لگا دوں گا

اس نے گھمبیر زو معنی سرگوشی کی،

جس پہ ذنجبیل کی دھڑکنوں نے وہ شور مچایا کہ سارا ماحول رقص کر اٹھا

اسکی جسارتوں پہ وہ پاگل سی ہوا ٹھی تھی

وہ خود کو کمپوز کرنے میں مگن تھی کہ

اس نے ساڑھی کا پلو اسکے کندھے سے سڑکایا

اسکی گردن پہ جا بجا وہ اپنے اپنے لبوں کا لمس جگا رہا تھا

پلیز، میرا سارا میک اپ خراب ہو جائیگا

اس نے دبیر کے کوٹ کا کالر پکڑتے ہوئے کہا

بامشکل اس نے اپنے جذبات پہ قابو پایا

ادھار رہا تم پہ، واپس آ کر سود سمیت واپس لوں گا

اس نے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

چلو آؤ چلے

اس کے کندھوں پہ شال کو اوڑھاتے ہوئے کہا اور اس کو بازوؤں کے حلقے میں لیتے ہوئے باہر بڑھ گیا

پارٹی اپنے عروج پہ تھی

ہائی سوسائٹی کے تمام لوگ وہاں موجود تھے،
وہاں پر موجود افراد کی ڈریسنگ انکی کلاس کا منہ بولتا ثبوت تھا

وہ دونوں جیسے ہی انٹر ہوئے ذویانے انکا استقبال کیا

تم دونوں کا کب سے ویٹ کر رہی تھی میں

ذویانے دبیر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے جوش سے کہا

اس کی بات سن کر ذنجبیل مسکرا دی

-

چلو آؤ تم دونوں کو سب سے ملو آؤ

-

ذویانے کہا

-

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ یہ پارٹی میں نے اپنے بیسٹ فرینڈ کی شادی کی خوشی میں رکھی ہوئی ہے،
سولیٹ می انٹروڈیوس آل آف یومانی ڈیر فرینڈ دبیر آفریدی اینڈ مسز دبیر آفریدی

-

ذویانے کہا

-

سپاٹ لائٹ کی روشنی ان دونوں پہ پڑ رہی تھی،
سب مہوت سے ان دونوں کو جوڑی دیکھ رہے تھے

-

ہائے کاش آج کی رات اس حسن کی نظر ہو جائیں

-

ہاتھ میں ڈرنک کا گلاس پکڑے حمدان لاشاری کی شیطانی لہجے میں ڈوبی آواز ابھری

سوچنا بھی نہیں ورنہ دبیر آفریدی تمہاری بوٹیاں بوٹیاں کر کے چیل کوؤں کو کھلا دے گا اس لیے اپنی غلیظ نظروں کو کنٹرول کروں

احد نے اسکے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے راز دانہ لہجے میں کہا
اور دبیر کی طرف بڑھ گیا

جبکہ پیچھے لاشاری آنکھوں میں خباثت لیے اسے دیکھ رہا تھا

سب اپنی اپنی جگہ پارٹی انجوائے کر رہے تھے

دبیر کب سے دور کھڑا ذنجبیل پہ لاشاری کی غلاظت سے بھری نظریں دیکھ رہا تھا
جو دور کھڑی ذویا کی کسی بات پہ مسکرا رہی تھی،

وہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اسکی بیوی کی طرف کسی کی گندی نظر اٹھے

سب کپلز ڈانس فلور پہ ڈانس کرنے میں مگن تھے،

ذنجیل کب سے لاشاری کی گندی نظروں کو خود پہ برادشت کر رہی تھی جب اسے اپنی کمر پہ ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا،

اس نے ایک دم گھبرا کر دیکھا

گھبراؤ نہیں، بونی میں ہوں

دبیر نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا

جب کہ

دبیر کی موجودگی کو پاس محسوس کر کے اس نے سکھ کا سانس لیا تھا

ذنجیل کے پاس دبیر کو کھڑا دیکھ کر لاشاری نے اپنے نظروں کا رخ دوسری اوڑھ کر لیا

لیٹ نائٹ تک پارٹی انجوائے کر کے وہ دونوں ذویا سے ملکر گھر کی طرف لوٹ آئیں

دوپہر کے دو بج رہے تھے، شہر میں ہر طرف گہما گہمی تھی، لوگ رزق کی تلاش میں ادھر سے ادھر بھٹک رہے تھے،

شہر سے تھوڑا دور کم آبادی میں بنے ہوٹل میں بیٹھا وہ چائے کے مزے لے رہا تھا کہ

اتنے میں کوئی کر سی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا

بڑی دیر کر دی صاحبان آتے آتے

اس نے

مقابل بیٹھے انسان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

تمہیں تو پتہ ہے،

شہر کی ٹریفک کا بس،

اسی وجہ سے دیر ہو گئی

مقابل بیٹھی قاتل حسینہ نے آنکھوں پہ سے چشمہ اتارتے ہوئے بے نیازی سے کہا

ہم

لڑکے نے اس کی بات سن کر ہنکارہ بھرا

-
خیر باقی ساری باتیں چھوڑو،
اور یہ بتاؤ ایسی کون سی اہم بات تھی،
جس کے لیے تم نے مجھے اتنی جلدی میں بلایا

-
لڑکے نے سامنے بیٹھی حسینہ سے پوچھا

-
ہم،
دیر آفریدی کی بیوی تمہیں کیسی لگی،

-
لڑکی نے بغیر لگی لپٹی اصل مدعے کی بات پوچھی

-
کیا مطلب، کیسی لگی

-
سامنے بیٹھے لڑکے نے اچھنبے سے پوچھا

زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں،

کل رات پارٹی میں اس کو دیکھ کر تمہاری آنکھوں میں جو ہوس و شیطانیت چمک رہی تھی،
وہ میں واضح طور پر دیکھ چکی ہوں،

اس لیے کوئی بھی اداکاری کرنے کے بجائے صاف صاف بتاؤ

لڑکی نے تھوڑا آگے جھک کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا،

جبکہ اسکی بات سن کر سامنے بیٹھے شخص نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا

ہمم،

دبیر آفریدی کی بیوی،

بلکل شراب کی طرح ہے،

جتنی بھی میسر ہوں، کم لگے،

کیا بتاؤ کل رات سے اسکے حسن کا نشہ سرچڑھ کر بول رہا ہے،

یہاں آگ لگی ہوئی ہے

لڑکے نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

کیا کہتے ہوں،

پھر اس آگ کو بجایا جائے

مقابل بیٹھی لڑکی نے اسکے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

کیسے

لڑکے نے جلدی سے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے بے تاب سے پوچھا

یہ مجھ پہ چھوڑ دوں،

بس تم صرف میرا ساتھ دوں،

باقی اس کو تمہاری جھولی میں ڈالنا میرا کام ہے

لڑکی نے کہا

لیکن پھر بھی تم یہ سب کیسے کروں گی

لڑکے نے پوچھا

میرے پاس ایک پلان ہے،

اور پھر جیسے جیسے وہ اس کو پلان سمجھاتی گئی،

لڑکے کے چہرے پہ مکروہ مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی

لیکن یاد رہے،

اس کو تمہاری جھولی میں ڈالنے کے بعد اگر وہ لڑکی مجھے کبھی دوبارہ دبیر کے قریب نظر آئی تو،

تمہاری یہ جان میں خود اپنے ہاتھوں سے لوں گی

لڑکی نے کہا

بے فکر رہوں،،

کچھ دن دل بہلا کر اسے ایسی جگہ غائب کروں گا کہ،
دیر آفریدی کی سات نسلیں تک ڈھونڈ نہیں پائی گئی

اس نے لڑکی کی طرف انکھ ونگ کرتے ہوئے خباثت سے کہا

صحیح،

تو پھر جیسا جیسا میں کہتی ہوں،
ویسا ویسا کرتے جاؤ۔

لڑکی نے کہا

جبکہ اس کی بات سن کر مقابل بیٹھے شخص نے اثبات میں سر ہلایا

اتنے میں ویٹر نے لڑکی کے سامنے کافی کا کپ رکھا

ویسے ایک بات مجھے سمجھ نہیں آئی،

یہ سب تم آخر کس لیے کر رہی ہوں،

جلد ہی تمہاری شادی ہونے والی ہے تو،

پھر یہ سب کرنے کا مقصد،،

لڑکے نے اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے،

جو تمہیں چاہیے وہ مل جائیگا،

بس جیسے میں کہتی جاؤ،

ویسے کرتے جاؤ،

جلد ہی وہ لڑکی تمہاری جھولی میں ہوں گئی

لڑکی نے کہا

اس کی بات سن کر لڑکے نے شانے اچھکاتے ہوئے سر ہلایا اور باہر دیکھنے لگا

اب تمہیں میرا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا دبیر،
تم صرف میرے ہوں، اور ہمیشہ رہوں گے،
زنجبیل جیسی ڈائن کو بہت جلد میں تمہاری زندگی سے نکال پھینکوں گی اور پھر صرف ہم دونوں ہوں گے،
صرف ہم دونوں

اس نے کافی کا کپ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے دبیر کو دل میں مخاطب کرتے ہوئے کہا،
اور کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگی

ٹن ٹن ٹن،

وہ فائلوں میں سر دیئے بیٹھا تھا کہ اس کا موبائل رنگ ہوا

ہیلو،

اس نے موبائل کان سے لگاتے ہوئے مصروف لہجے میں کہا

ہائے،

کہاں ہوں تم

دوسری طرف سے ذویا کی آواز ابھری

آفس میں، کیوں

دبیر نے کہا

میں نے تمہیں بتانا تھا کہ میں اپنے ساتھ ذنجبیل کو شاپنگ پہ لے جا رہی ہوں

ذویا نے دوسری طرف سے اسے بتایا

ذویا وہ

اس سے پہلے کہ دبیر انکار کرتا ذویانے اس کی بات کاٹ کر جلدی سے کہا

انکار کی کوئی صورت نہیں، اور میں تم سے پوچھ نہیں رہی، بتا رہی ہوں

ذویانے کہا

لیکن ذویا

لیکن ویکن کوئی نہیں،

تمہیں پتہ ہے میری کوئی بہن نہیں اور نہ ہی مجھے شادی کی شاپنگ کو کوئی خاص پتہ ہے اس لیے پلیز انکار نہ کروں

ذویانے منت کرتے لہجے میں کہا

اوکے تم اسے ساتھ لے جاؤ،

لیکن خیال رکھنا اور اسے ٹائم سے گھر چھوڑ دینا

-
دیر نے آخر کار ہار مانتے ہوئے کہا

-
تم بے فکر رہو، اچھے سے اس کا خیال رکھوں گی

-
ذویانے کہا

-
اوکے ٹھیک ہے

-
دیر نے کہا

-
اوکے، تھینکس بائے

-
ذویانے خوش ہوئے کال کاٹ دی



عروش عروش، کہاں ہوں تم

ارمان نے تیز آواز میں اسے بلاتے ہوئے کہا

حد کرتے ہیں آپ، کیا ہوا، کیوں چلا رہے ہیں آپ

عروش نے روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا

یار جلدی سے میرا بیگ پیک کر دوں

ارمان نے کبرڈ سے کپڑے نکالتے ہوئے کہا

کیوں، کیا آپ کبھی جا رہے ہیں

عروش نے پوچھا

ہاں، ایک امپورٹنٹ میٹنگ کے سلسلے میں ملک سے باہر جا رہا ہوں

اس نے مصروف لہجے میں موبائل کو چارج پہ لگاتے ہوئے کہا اور شاہد لینے بڑھ گیا، جبکہ اسکی بات سن کر عروش کپڑے پیک کرنے لگی،

اسی اثنا میں ارمان کا موبائل بجا، عروش نے آگے بڑھ کر دیکھا تو سکرین پہ ساریہ نام جگمگا رہا تھا،

اس سے پہلے کہ وہ کال ریسیو کرتی، دوسری طرف سے کال کٹ چکی تھی جبکہ عروش ہاتھ میں موبائل پکڑے سوچ رہی تھی کہ آخر یہ ساریہ ہے کون، اسی اثنا میں ارمان شاہد لیکر نکلا

کون تھا موبائل پر

اس نے بالوں میں تولیہ چلاتے ہوئے پوچھا

کوئی ساریہ نامی نمبر تھا

عروش نے کہا

اوکے، میں دیکھتا ہوں، تم میرے لیے ایک سٹرانگ چائے بنا کر لاؤ

ارمان نے اسکے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے کہا جبکہ عروش دماغ میں کئی ان گنت سوچیں لیے چائے بنانے چلی گئی

وہ دونوں اس وقت شاپنگ مال میں ادھر سے ادھر شاپس کو دیکھ رہی تھی کہ ذنجبیل کے ایک شاپ کی طرف اشارہ کرنے پہ وہ دونوں وہاں گھس گئی،
کچھ شاپنگ کرنے کے بعد وہ شاپس سے نکلی تو دونوں کے ہاتھ میں کافی شاپنگ بیگز تھے

اُف، بھئی، مجھ سے تو اور چلا نہیں جا رہا، کافی زوروں کی بھوک لگی ہوئی ہے، باقی کی شاپنگ بعد میں کرتے ہیں، پہلے چل کر کچھ کھا لیتے ہیں،

ذویانے ذنجبیل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

نہیں ذویا کافی لیٹ ہو گیا ہے، تم مجھے گھر ڈراپ کر دوں، باقی شاپنگ پھر کبھی کر لیں گے

ذنجبیل نے انکار کرتے ہوئے کہا

کوئی نہیں، پہلے کچھ کھاتے ہیں، پھر چلتے ہیں۔

ذویانے کہا

ذنجبیل کے نہ نہ کرنے کے باوجود وہ اسے اپنے ساتھ قریبی ہوٹل لے گئی تھی

وہ دونوں بیٹھی کھانے سے لطف اندوز ہو رہی تھی کہ اچانک انہیں قریب سے آواز سنائی دی

ہائے بیوٹی فل گرلز،

تم دونوں اس وقت یہاں

حمدان لاشاری نے انکی ٹیبل کے پاس کھڑے ہو کر مسکراہٹ اچھالتے ہوئے کہا

واؤواٹ آسرپرائز،

تم یہاں کیسے

ذویانے اُسے دیکھ کر مصنوعی حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا

جبکہ لاشاری کو یہاں دیکھ کر ذنجبیل نے شال کو اچھی طرح لپیٹا اور خود میں سمٹ گئی

ایک مینٹگ کے سلسلے میں آیا تھا، تم دونوں کو دیکھا تو سوچا جو اُن کر لوں

اس نے کہا

وائے ناٹ، آؤ، بیٹھو،

ذویانے اسے خوش دلی سے آفر کی

ذویا کی بات سن کر وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

ذنجیل اپنی پلیٹ پہ جھکی پلیٹ کر گھور رہی تھی

مسز دبیر، کیا آپ کو میرا آپ لوگوں کو جوائن کرنا برا لگا۔

لاشاری نے ذنجیل سے پوچھا لیکن اس نے کوئی جواب دینے کے بجائے باہر دیکھنے لگی

اور بتاؤ، انکل کیسے ہیں،

ذویانے جلدی سے لاشاری سے پوچھا

ٹھیک ہے، اور تم بتاؤ

لاشاری نے ذنجبیل پہ سے نگاہیں ہٹائیں بغیر ذویا سے پوچھا

ٹھیک ہے،

ذویا نے کہا اور اس طرح سے وہ دونوں خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے، جبکہ ذنجبیل بار بار ذویا کو اشارے سے چلنے کا کہہ رہی تھی،

وہ جان بوجھ کر ذنجبیل کو اگنور کر رہی تھی، آخر کار ذنجبیل بول پڑی

ذویا اب لیٹ ہے، چلتے ہیں

ذنجبیل نے کہا

ویٹ، میں بل کلیئر کر کے آتی ہوں،

پھر چلتے ہیں

ذویانے کہا

اس سے پہلے کہ ذنجبیل اسے روکتی، وہ جاچکی تھی

ہاں تو مسز دبیر، اور سنائی آپ کیسی ہے،

ذویا کے جانے کے بعد لاشاری نے ذنجبیل سے پوچھا

ٹھیک

ذنجبیل نے یک لفظی جواب دے کر اٹھنے لگی کہ لاشاری نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

یہ آپ کیا کر رہے ہیں،

ذنجبیل نے گھبرا کر کہا

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے، کچھ دیر بیٹھ جائیں

حمدان لاشاری نے اس بار اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،
جبکہ دور کھڑا کوئی کمرے کی آنکھ سے یہ منظر قید کر رہا تھا

یہ آپ کیا کر رہے ہیں، دور رہیں مجھ سے

ذنجیل نے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا

ذنجیل کی اس حرکت پہ لاشاری کا برا حال تھا لیکن وہ برداشت کر گیا

کیا سب ٹھیک ہے

اسی اثنا میں ذویا آئی، ان دونوں کو کھڑا دیکھ کر پوچھا

میں باہر ویٹ کر رہی ہوں، آ جاؤ تم،

ذنجیل ذویا کو کہہ کر باہر بڑھ گئی

جبکہ پیچھے ذویا لاشاری کی طرف شیطانی مسکراہٹ اچھال کر باہر کی طرف بڑھ گئی

ذنجیل، رکھو، کیا ہوا، تم اتنی جلدی میں کیوں باہر آئی، سب ٹھیک ہیں نہ

ذویا نے اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے کہا

ذویا تم مجھے جلدی سے گھر ڈراپ کر دوں،

ذنجیل نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا

کچھ تو بتاؤ، ہوا کیا ہے

ذویانے پوچھا

کچھ نہیں، اگر تم مجھے ڈراپ نہیں کر سکتی تو میں رکشہ سے چلی جاؤ گی

ذنجبیل نے کہا

او کے چلو، میں ڈراپ کرتی ہوں

ذویانے اس کی بات سن کر جلدی سے کہا

اس سے پہلے کہ ذنجبیل دروازہ کھول کر اندر بیٹھتی کہ ایک دم سے اُسے ذوروں کا چکر آیا

کیا ہوا، تم ٹھیک ہوں

ذویانے جلدی سے اسے پکڑتے ہوئے کہا

پتہ نہیں، چکر سا آگیا

ذنجبیل نے گھومتے سر کو پکڑ کر نقاہت سے جواب دیا

تم بیٹھو، ہم ابھی ہو سپٹل چلتے ہیں

ذویانے کہا

نہیں گھر چلتے ہیں، میں ٹھیک ہوں

ذنجبیل نے اسے روکتے ہوئے کہا لیکن ذویانے اسکی ایک نہ سنی اور اس کو ہو سپٹل لے آئی

یہ آپ کی کیا ہے

ڈاکٹر نے چمیر پہ اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا

خیریت، سب ٹھیک ہے نہ

ذویانے ڈاکٹر کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے اچھپے سے پوچھا کیونکہ اسکا دماغ اسے کوئی اچھے سنگلز نہیں دے رہا تھا

جی، سب ٹھیک ہے، آپ ان کا بہت خیال رکھیں، اس کنڈیشن میں ان کو کسی بھی قسم کا کوئی سٹریس نہ ہونے دے، یہ بہت ویک ہے، میں کچھ وٹامنز لکھ دیتی ہوں، یہ باقاعدگی سے لیتی رہی

جبکہ ذویا کی سوئی تو اس بات پہ اٹھک گئی تھی کہ ڈاکٹر کس حالت کا کہہ رہی ہیں، اپنے دل میں آتے خیال کو جھٹکتے ہوئے اس نے ہمت کر کے ڈاکٹر سے پوچھا

کیا مطلب، آپ کس کنڈیشن کا کہہ رہی ہے

ذویانے پوچھا

-

شی اذپرینگنٹ

-

ڈاکٹر کی بات ذویانے ہم بن کے گری

-

کیا مطلب، ایسے کیسے آپ خود سے کہہ سکتی ہے

-

ذویانے ڈاکٹر پہ بھڑکتے ہوئے کہا

-

میں خود سے نہیں کہہ رہی، آپ یہ رپورٹ دیکھ سکتی ہے

-

ڈاکٹر نے اسکی طرف رپورٹ بڑھاتے ہوئے کہا

-

ذویانے رپورٹ دیکھ کر پھینکی،

-

نہیں، یہ نہیں ہو سکتا

جبکہ ڈاکٹر حیران و پریشان اس کاری ایکشن دیکھ رہی تھی

کہ اسی اثنا میں ذنجبیل ایک نرس کا سہارا لیے اندر داخل ہوئی، اس کے چہرے کی چمکے سے پتہ چل رہا تھا کہ اس کو ماں بننے کی خوشخبری مل چکی ہے

بس بہت جلد، بہت جلد یہ خوشی میں ماتم میں بدل دوں گی، جتنا خوش ہونا ہے ہو جاؤ،

ذویانے دل میں ذنجبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا

بہت بہت مبارک ہوں

شکریہ

ذنجبیل نے سرخ چہرے کے ساتھ اس کا شکریہ ادا کیا، جبکہ اس کے انگ انگ سے اُس کی خوشی جھلک رہی تھی

ہو سہیل سے واپسی پہ ذویا خاموشی سے گاڑی چلا رہی تھی جبکہ ذنجیل باہر تیزی سے گزرتے ہوئے مناظر کو خوشی سے دیکھ رہی تھی

تم یہ بات دبیر کو کب بتاؤ گی

آخر کار گاڑی کی خاموشی کو ذویا کی آواز نے تھوڑا

میرا تو بس چلے، ابھی اڑ کر اسے یہ نیوز سناؤ،

ذنجیل نے خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوئے کہا

اتنی بھاؤ لی ہونے کی ضرورت نہیں

ذویانے ذہر چند لہجے میں بولا

مطلب

اس کی بات سن کر ذنجبیل نے پریشانی سے پوچھا

میرا مطلب ہے کہ اتنی اچھی نیوز ایسے ہی تم اسے منہ اٹھا کر سنا دو گی

اس نے جلدی سے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا

تو پھر کیسے بتاؤ

ذنجبیل نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھا

دیکھو تم اس کے لیے کوئی سرپر انز ریڈی کروں، اور پھر اس کو بتاؤ

ذویانے سامنے سڑک کو دیکھتے ہوئے کہا

مجھے تو سمجھ نہیں آرہی، میں کیسے اُس کو سر پرانزدوں

ذنجبیل نے پریشانی سے کہا

دیکھو میں تمہیں بتاتی ہوں،

اور پھر جیسے جیسے وہ اس کو بتاتی گئی، ذنجبیل کے چہرے پہ مسکراہٹ آتی گئی

واؤ یہ تو بہت اچھا سر پرانز ہے، دبیر کو بہت پسند آئیگا

ذنجبیل نے خوشی سے کہا جبکہ ذویاد دل ہی دل میں اسکی بیوقوفی پہ مسکرا رہی تھی، جبکہ وہ معصوم اسکی مکاریوں سے

انجان سنہرے سپنے بن رہی تھی

شام کے سات بج رہے تھے کہ وہ گھر آیا، نیچے سب سے مل کر وہ اوپر آیا تو سامنے ہی وہ دشمن جان کمبل میں دہکی سوئی تھی

وہ آہستہ آہستہ چل کر بیڈ پہ اس کے سر ہانے بیٹھ گیا اور تھوڑا سا کمبل اٹھایا تو اس کا چاند سا چہرہ نظر آیا

اس نے محبت سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا کہ اس کی آنکھ کھل گئی

آپ، آپ کب آئیں

اس نے بیٹھے ہوئے پوچھا

میں تب آیا جب میری معصوم بیوی خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی،

اس نے ذنجبیل کو بانہوں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا

میں نے آپ کو کچھ بتانا ہے

ذنجبیل نے جلدی سے اس کے ہاتھ پکڑ کر خوش ہوتے کہا

کیا بتانا ہے میری جان نے

دیر نے اس کے چہرے پہ سے بال ہٹھاتے ہوئے کہا

اس سے پہلے کہ ذنجبیل اسے اپنے ماں بننے کی خوشخبری سناتی کہ اُسے ذویا کی بات یاد آگئی

کچھ نہیں،

اف، آج اتنی تھک گئی، پتہ ہی نہیں چلا، کب سو گئی

ذنجبیل نے جلدی سے بات بدلتے ہوئے اس کے سینے میں منہ چھپاتے ہوئے کہا

میری جان اتنی جلدی تھک گئی،

اس نے ذنجیل کو سینے میں بھینچتے ہوئے کہا

اتنی جلدی کہاں، اتنی شاپنگ کی، سارا دن پاگلوں کی طرح مال میں گھومتے رہے

ذنجیل نے جلدی سے اسکی بات کی نفی کرتے ہوئے بولی

تو پھر کیا ارادہ ہے، یہ تھکاوٹ اتاری جائیں

دیر نے اسکی گردن پہ بوسہ دیتے ہوئے محبت سے چورلجے میں کہا

کوئی تھکاوٹ نہیں مجھے، دور رہیں،

اس کی بات سن کر ذنجیل نے جلدی سے کہا

ایسے کیسے،

دیر نے اسکے دلکش روپ کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارتے ہوئے کہا

چلیں، بس اب زیادہ بیٹھے بننے کی ضرورت نہیں، آپ شاور لیں، تب تک میں آپ کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں

ذنجبیل نے اس کے حصار سے نکلتے ہوئے کہا، جبکہ پیچھے دیر اُسے ظالم کہتے ہوئے ٹھنڈی سانس بھر کر شاور لینے بڑھ گیا

رات کے دو بج رہے تھے، ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا، سیاہ تاریک رات کے خوف کو چاند نے اپنی چاندنی سے چھپایا ہوا تھا، چاند اور بادلوں کی آنکھ مچولی جاری تھی، ہر چیز کو چاند نے اپنی چاندنی میں لپیٹ رکھا تھا، پوری آفریدی حویلی چاندنی میں ڈوبی ہوئی تھی، ہر ذی روح خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا،

افسوس کیا مسئلہ ہے، نیند کیوں نہیں آرہی

مسلسل کروٹیں بدل بدل کر وہ تھک چکی تھی، آخر کار اپنی اس کیفیت سے تنگ آ کر اٹھ بیٹھی،

زمانہ پہ ایک نگاہ ڈالے جو گہری نیند میں سو رہا تھا، آرام سے بالکونی میں آگئی

باہر کا موسم کافی دلفریب تھا،

ہر طرف تیز ہوائیں چل رہی تھی، چاند اپنے جو بن پہ تھا، چاند کی روشنی میں حویلی کا باغیچہ مزید نکھرا ہوا معلوم ہو رہا تھا،

پھول کھل کھلا رہے تھے،

ہر طرف گہرا سناٹا تھا،

دور کہی سے کتوں کی آوازیں اس خاموشی کو مزید خوفناک بنا رہی تھی،

تیز ہوا کا ایک جھونکا آیا جس سے اس کے جسم میں سردی کی ایک لہر دوڑ گئی،

آنکھیں بند کر کے اس نے ایک لمبی سانس کھینچی،

کچھ دیر یوں ہی آنکھیں بند کیے وہ لمبی لمبی سانسیں لینے لگی، لیکن پھر بھی اس کی کیفیت میں خاطر خواہ کمی نہ آئی

آخر کار اپنی کیفیت سے تنگ آ کر وہ اندر کے جانب بڑھ گئی،

بیڈ کے قریب پہنچ کر اس نے زمانہ کو جھنجھوڑا

زمان، اٹھو

لیکن زمان ٹھس سے مس نہ ہوا

زمان اٹھتے ہوں یا نہیں

اس بار اس نے اس کے مٹھی بھر بال کھینچ کر کہا

آہ، کیا ہوا ماہ، تم ٹھیک ہوں

بالوں کے درد سے وہ کراہ کر اٹھا تو سامنے دیکھا جہاں وہ بھرا بھرا جسم لیے آنکھوں میں خفگی لیے اسے دیکھ رہی تھی،

زمان نے اس کو دیکھ کر جلدی سے پوچھا

کچھ ٹھیک نہیں ہے، عجیب فیل ہو رہا ہے مجھے اور تم ہوں کہ گدھے گھوڑے بھیج کر سو رہے ہوں

اس نے روٹھے لہجے میں کہا

کیا ہوئی میری جان، پین ہو رہا ہے، بتاؤ مجھے

اس کی بات سن زمان نے جلدی سے پوچھا

نہیں

ماہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

تو پھر کیا ہوا ہے، میری جان، ڈاکٹر کے پاس جائیں،

زمان نے اس کے ہاتھوں کو ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا

نہیں جانا ڈاکٹر پاس

ماہ نے ہنوز روٹھے لہجے میں کہا

تو پھر بھوک لگی ہوئی ہے میری جان کو

زمان نے اس کو چھوٹے بچے کی طرح پچکارتے ہوئے کہا

اس کی بات سن کر ماہ نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا

۔ بس اتنی سی بات پہ میری جان کا موڈ آف ہو گیا

بتاؤ کیا کھانا ہے، میں ابھی بنا دیتا ہوں

اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے اس نے پوچھا

گول گپے

ماہ نے کہا

واٹ، سیر سیلی رات کے دو بجے تمہیں گول گپے کھانے ہیں

اس کی بات سن کر زمان نے پوچھا

ہاں، مجھے گول گپے ہی کھانے ہیں

ماہ نے کہا

میری جان رات کے دو بج رہے ہیں، اس ٹائم کون سا گول گپوں والا ہو گا،

ابھی میں کچھ ہلکا پھلکا بنا دیتا ہوں، ابھی وہ کھالوں،

صبح میں اپنی جان کے لئے بہت سے گول گپے لاؤ گا

اس نے ماہ کو بہلاتے ہوئے کہا

نہیں مجھے ابھی ہی کھانے ہیں

اس کی بات سن کر اس نے انکار کرتے ہوئے کہا

لیکن میری جان اس ٹائم میں کہاں سے گول گپے لاؤ

زمان نے عاجزی سے کہا

اس کی بات سن کر ماہ کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئی
نہیں لا کر دو، نہیں کھانا میں نے کچھ بھی

خود پہ کمبل ڈالتے ہوئے اس نے روندھی اواذ میں کہا

اس کی پر یگننسی کے لاسٹ ڈیز چل رہے تھے، ایسی ہی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ وہ ری ایکٹ کرتی تھی،
زیادہ تر طبیعت خرابی کی وجہ سے سب اس کا بچوں کی طرح خیال رکھتے تھے جب کہ زمان کی تو ہر وقت اس میں
جان اٹھکی رہتی تھی،

وہ کبھی اس کی آنکھوں میں آنسو نہی دیکھ سکتا تھا، اب بھی اسکے آنسو دیکھ کر اس کا دل پریشان ہو گیا تھا

میری جان اٹھو،

زمان نے اس پہ سے کمر ہٹھاتے ہوئے کہا

چھوڑو نہیں اٹھنا میں نے

اس کا ہاتھ ہٹھاتے ہوئے اس نے کمر خود پہ ڈالتے ہوئے کہا

اوکے مرضی ہے، لیکن پھر بعد میں نہیں کہنا میرے لیے گول گپے نہیں لائیے

اس نے بیڈ پہ سے اٹھتے ہوئے اسکی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

کیا، سچ تم میرے لیے گول گپے لا رہے ہو

اس نے جلدی سے کمبل پھینکتے ہوئے بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے پوچھا

ہاں لیکن ایک شرط یہ کہ پھر تم کبھی میری ان آنکھوں پہ ظلم نہی کروں گی

زمان نے اسکی آنکھوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوتے ہوئے کہا

جبکہ اسکی ذرا سے قربت پہ وہ سر تاپاؤں سرخ ہو گئی تھی

جان یوں امتحان تو نہ لومیرے صبر کا،

زمان نے اس کا سرخ اناری چہرہ دیکھتے ہوئے کہا

جائیں آپ

ماہ نے اس کو پرے دھکیل کر کہا

اوکے میں جاتا ہوں بٹ اگر تم نے بیڈ سے پاؤں نیچے اتار تو اچھا نہیں ہو گا تمہارے لیے
زمانے نے اپنے بے لگام جذبات پہ قابو پاتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پہ چابیاں اٹھا کر اسے وارن کرتے ہوئے کہا اور کمرہ
سے باہر نکل گیا

اس وقت وہ دونوں فلیٹ کو سجانے میں لگی ہوئی تھی، کچھ حد تک سارا کام ہو چکا تھا، بس کچھ ہی رہتا تھا

تم نے دبیر کو سر پر انز کا بتایا تھا،

ذویانے ذنجیل سے پوچھا

نہیں

ذنجیل نے اپنی پریگننسی رپورٹ کبرڈ میں رکھتے ہوئے کہا

پاگل لڑکی تو کب بتاؤ گی

ذویانے کہا

ابھی کال کر دیتی ہوں،

ذنجبیل نے کہا

جلدی کروں، پھر تمہیں اچھی طرح سے تیار کر کے مجھے نکلنا بھی ہے

ذویانے اُس کے اور دبیر کے ویسے کی تصویر کو دیوار پہ لگاتے ہوئے کہا

اوکے میں کال کرتی ہوں

ذنجبیل نے ذویا کو کہہ کر دبیر کو کال ملائی تو اس کا نمبر بڑی جارہا تھا

اف کیا مسئلہ ہے، تم نے ابھی تک کال نہیں کی

پیچھے سے ذویانے اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچتے ہوئے کہا
جبکہ ذنجبیل اس طرح جلدی کرنے پہ اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی،
اس کا دل کچھ غلط ہونے کا سگنل دے رہا تھا لیکن پھر وہ سارے خیالوں کو وہم کا نام دے کر جھٹک رہی تھی

تم نے کون سا ڈریس پہننا ہے

ذویانے اس کو سوچوں میں ڈوبا دیکھ کر پوچھا

ہاں، یہ بلیک فرائیڈ پہنوں گی

اس کی بات سن کر ذنجبیل سوچوں سے باہر آئی اور الماری میں سے بلیک نفیس سا فرائیڈ نکال کر اسے دیکھانے لگی
تم یہ پہنوں گی

ذویانے فرائیڈ اس کے ہاتھ سے لیکر الٹ پلٹ کر کے دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں

ذنجیل نے کہا

-

کوئی ضرورت نہیں یہ فضول ساڈریس پہننے کی، میں تمہارے لیے ڈریس لائی ہوں، تم وہ پہنوگی

-

ذویانے فراک کوزمین پہ پھینکتے ہوئے کہا

-

اور شاپر میں سے ایک ڈریس نکال کر ذنجیل کو پکڑا دیا،

-

ذنجیل نے جیسے ہی ڈریس کو کھول کر دیکھا اس کے سات تبق روشن ہو گے،

وہ ایک ویسٹرن لباس تھا جس کے بازوؤں سرے سے تھے ہی نہیں، جس کو بیک سے دو ڈوریوں کا سہارا دی گیا تھا جبکہ آگے تو مختصر سا کپڑا نہ ہونگے کے برابر تھا

-

میں یہ کبھی نہیں پہنوگی

-

ذنجیل نے جلدی سے وہ ڈریس کسی اچھوت کی مانند پھینکتے ہوئے کہا

کیوں نہیں پہنوگی،

کیا برائی ہے اس ڈریس میں

ذویانے ڈریس اٹھا کر دیکھتے ہوئے پوچھا

ذویا میں نے ایسے کپڑے کبھی نہیں پہنے، میں ایسے کپڑے مر کر بھی نہیں پہنوگی

ذنجبیل نے قہراً انکار کرتے ہوئے کہا

تم یہی ڈریس پہنوگی، بس میں نے بول دیا

ذویانے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا

اتنے میں ذنجبیل کا فون بجا جہاں سامنے سکرین پہ دبیر کا نام جگم رہا تھا

اس سے پہلے کہ ذنجبیل فون اٹھاتی، ذویانے فون اٹھایا اور کال کٹ کر دی

تم یہ مجھ پہ چھوڑ دوں، میں دبیر کو کال کرتی ہوں، تب تک تم جلدی سے شاہد لوں

اس کے ہاتھ میں زبردستی ڈریس پکڑا کر شاہد لینے بھیج دیا،

جبکہ پیچھے اسے پلان کے مطابق حمد ان لاشاری کو کال کر کے آنے کا بولا اور کال کاٹ دی

ذنجیل شاہد لیکر باہر نکلی تو خود سے ایک بڑی سی چادر لپیٹی ہوئی تھی،

افسوس یہ تنہا تواتارو،

ذویانے چادر کو دیکھ کر کہا

رہنے دوں، میں ایسے ہی ٹھیک ہوں

ذنجیل جلدی سے دو قدم پیچھے ہو کر بولی

اوکے، آؤ میں تمہیں جلدی سے تیار کر دوں دبیر آنے ہی والا ہے

اس کوشش کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا

کیا تم نے دبیر کو کال کر دی

ذنجیل نے پوچھا

ہاں

ذویانے بولا

اپنے ہاتھوں کی بھرپور مہارت دیکھاتے ہوئے ذویانے اس کو آنکھیں کھولنے کا بولا تو کچھ پل تو وہ خود پہ سے نگاہیں
ہٹھا نہیں پائی

دبیر تمہیں ایسے دیکھ کر بہت خوش ہو گا

ذویانے مصنوعی مسکراتے ہوئے کہا

جبکہ ذویا کا خلوص دیکھ کر ذنجبیل نے اس کو گلے لگایا اور اس کا شکریہ ادا کیا

بس اب آرام سے یہاں بیٹھو اس حالت میں زیادہ چلو پھرو نہیں، اور یہ جوس لو،
میں نے تمہارے لیے بنایا ہے

اس کو بیڈ پہ بیٹھا کر جوس کا گلاس اس کو پکڑاتے ہوئے ذویانے کہا

تم ویسے ہی پریشان ہو رہی ہوں،

میں ٹھیک ہوں

اس کے ہاتھ سے جوس کا گلاس لیکر گھونٹ لیتے ہوئے اس نے کہا جبکہ اسکی بات سن کر ذویا فقط مسکرائی

چلو تم یہ جوس ختم کرو، اب میں چلتی ہوں

ذویانے کہا

اوکے، آؤ میں تمہیں باہر تک چھوڑ دیتی ہوں

ذنجیل جیسے ہی یہ کہہ کر اٹھنے لگی کہ ایک دم سے اس کا سر چکرایا اور وہ وہی بیڈ پہ جاگری

ذویانے آگے بڑھ کر اس کو جھنجھوڑا تو وہ بے ہوش ہو چکی تھی،

اس کی بے ہوشی کا اطمینان کر کے اس نے لاشاری کو کال کی اور آنے کا کہا

اس وقت وہ دونوں فائلوں میں سر دیئے کوئی فائل ڈسکس کر رہے تھے

تمہارا کیا ارادہ ہے یہ ڈیل سائن کرنے تم خود جاؤ گے

فائل پہ سے سراٹھا کر دبیر نے زمان سے پوچھا

ارادہ تو میرا یہی تھا، پھر اب لگتا ہے،

نہیں جا پاؤ گا

ماہ کے لاسٹ ڈسٹر چل رہے ہیں اس لیے سوچ رہا ہوں اپنی جگہ تمہیں یا ایمان کو بھیج دوں

زمان نے فائل کو بند کرتے ہوئے کہا

ایمان بھی ذمہ کی وجہ سے پریشان رہتا ہے اس لیے میں چلا جاؤنگا

دبیر نے اسکی بات سن کر کہا

چلو ٹھیک ہے، پھر تم جانے کی تیاری کروں

زمان نے کہا

اوکے،

اب بتاؤ چائے پیو گے یا کافی

اس کی بات کا جواب دے کر دبیر نے پوچھا

کافی

دبیر نے کال کر کے دو کافی کا بولا

کچھ دیر بعد پیون ان کے سامنے کافی رکھ کر چلا گیا

وہ فلیٹ میں حمدان لاشاری کا ویٹ کر رہی تھی کہ اتنے میں فلیٹ کی گھنٹی بجھی

اس نے جلدی سے دروازہ کھولا تو سامنے ہی لاشاری اپنی شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کھڑا تھا

ویکم،

ذویانے اس کو راستہ دیتے ہوئے خوش دلی سے کہا

لگتا ہے چڑیا تمہارے

جال میں بری طرح پھنس چکی ہے

لاشاری نے فلیٹ میں داخل ہوتے ہوئے ارد گرد نظر دوڑاتے ہوئے کہا

بلکل بہت بری طرح پھنسی ہے کہ اب چاہ کر بھی اس جال سے نہیں نکل سکتی اور آخر کار اسی جال میں پڑ پھڑاتے ہوئے وہ دم توڑ دے گی

ذویانے سفاک لہجے میں کہا

جبکہ اس وقت وہ بھول چکی تھی کہ سب سے بڑا کار ساز اللہ ہے، جب تک وہ نہ چاہے کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، ہر چیز اس کے کن کی محتاج ہے،

لیکن اپنی نفرت اور حسد میں وہ سب بھلا بیٹھی تھی

جاؤ، سامنے روم میں ہے وہ چڑیا، کس طرح اس کو استعمال کرنا اور پھر کہاں پھینکنا ہے یہ مجھ سے بہتر تم جانتے ہو

ذویانے سامنے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا،

اس کی بات سن کر لاشاری نے سر ہلایا اور سامنے کمرے کی طرف بڑھ گیا،

بس آج سے تمہارا کھیل ختم، آج سے ابھی سے دبیر صرف میرا ہے اور اب اسے مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا

دل میں ذنجبیل کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا اور پورے فلیٹ پہ ایک نظر ڈال کر باہر کی طرف بڑھ گی

وہ دونوں کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لیتے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ دبیر کے فون پہ میسج کا نوٹیفکیشن آیا لیکن اس نے انکور کر دیا، کچھ دیر بعد مسلسل نوٹیفکیشن آنے لگے

دیکھ لوں، کوئی امپورٹنٹ میسج ہوگا

زمان نے کافی کاگ رکھتے ہوئے کہا

اس کی بات سن کر دبیر نے موبائل اٹھایا تو سامنے ہی کسی نیو نمبر سے کوئی میسیجز آئے تھے
جیسے ہی دبیر نے میسج اوپن کر کے دیکھا ایسا لگتا ہے جیسے اُسے سانپ سونگھ گیا ہوں

اس کا خون کھول اٹھا تھا

کیا ہوا

زمان نے پوچھا

نو نو تم میرے ساتھ ایسے نہیں کر سکتی،

دبیر مسلسل نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا

کیا ہوا، سب ٹھیک ہے

زمان نے اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر تشویش سے پوچھا

جیسے جیسے وہ پیکچرز دیکھتا گیا ویسے ویسے اس کا اشتعال بڑھتا گیا

تمہارے ہی فلیٹ میں تمہاری ہی بیوی کسی کے ساتھ رنگ رنگیاں منارہی ہے،
چچ تمہاری بیوی نے تمہاری عزت کا جنازہ نکال دیا، بس یہ تھی دبیر آفریدی کی عزت،
کہ اس کی بیوی کسی غیر مرد کو اپنا آپ پیش کر رہی ہے،
اگر اپنی عزت کو مزید اس لڑکی کے ہاتھوں نیلام ہونے سے بچانا چاہتے ہوں تو جلدی سے اپنے فلیٹ پہنچو

سامنے سکرین پہ جھلکاتے میسیجز اور تصاویر نے جیسے جلتی پہ تیل کا کام کر ڈالا ہو،
دبیر نے موبائل کو میز بیٹھا اور غم و غصے کے مارے غرانے لگا، آخر کار اس نے واس اٹھا کر سامنے گلاس وال کو دے
مارا جس سے گلاس وال چکنا چور ہو گئی

دبیر، کیا ہوا، پرسکون رہوں،

زمان نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے پکڑتے ہوئے کہا لیکن وہ ایک بھپڑے ہوئے شیر کی مانند چھیڑکھانے کو دوڑ رہا تھا

زمان نے آگے بڑھ کر موبائل میز پر سے اٹھایا تو سامنے دیکھنے کو جو ملا اس سے اسکی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے

تصاویر میں ذنجبیل انتہائی بے ہودہ لباس میں کسی مرد کی بانہوں میں جھول رہی تھی

دوسری تصویر میں وہ آدمی شرٹ لیس اس پہ جھکا ہوا تھا، لیکن تصاویر کو ایسا کھینچا گیا تھا کہ اس میں صرف ذنجبیل کا چہرہ دیکھائی دے تھا، مرد کے چہرے بلر گیا گیا تھا

ان نازیبا تصاویر کو دیکھ کر زمان نے آنکھیں میچی اور موبائل آف کر کے پاکٹ میں رکھا

میری عزت کا جنازہ نکالا ہے تم نے ذنجبیل دبیر خان، میری پیار اور محبت کا یہ صلہ دیا ہے تم نے، میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا، اس دنیا کو تمہارے لیے جہنم بنا دوں گا،
اس نے ذنجبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، دراز میں سے پسٹل نکال کر لوڈ کیا اور جیب میں رکھ کر باہر کی طرف بڑھ گیا تھا

اس کے پیچھے زمان بھی بھاگا تھا، لیکن تب تک وہ گاڑی میں بیٹھ کر جاچکا تھا، زمان اس کے پیچھے ہی گاڑی میں نکلا

، ایک گھنٹے کا راستہ پندرہ منٹ میں طے کر کے وہ وہاں پہنچا تھا

پندرہ منٹ میں وہ شہر سے تھوڑے فاصلے پہ جدید طرز کے بنے ہوئے فلیٹ کے سامنے تھا جہاں آبادی نہ ہونے کے برابر تھی، وہ جلدی سے گاڑی سے اتر کر فلیٹ میں گیا جس میں ہر طرف خوبصورتی سے سجاوٹ کی گئی تھی،

سارے فلیٹ کا جائزہ لینے کے بعد وہ بائیں جانب بنے ایک کمرے کی طرف بڑھا، کھپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ جسے ہی اس نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ مومی گڑیا بیڈ کے وسط میں ہوش و حواس سے بیگانہ بے ترتیب پڑھ تھی،

وہ مردہ قدم اٹھائے اندر بڑھاتا زمین پہ مرد کی شرٹ پڑی ہوئی تھی، میوہ جات اور فروٹ کچھ ٹیبل پہ تو کچھ کمرے میں بکھرے ہوئے تھے

آدھا کمبل بیڈ پر اور آدھا نیچے لٹک رہا تھا، سائیڈ ٹیبل پہ دو گلاس پڑے ہوئے تھے جس میں سے ایک پہ سرخ لپسٹک کے نشان تھے، آگے بڑھ کر اس نے دیکھا تو اس کے گالوں بازوؤں اور گردن پہ کاٹے جانے کے نشان تھے

اپنی عزت، اپنے عشق، اپنی محبت کو جسے وہ خود سے بھی زیادہ چاہتا تھا اس حال میں دیکھ وہی گھٹنوں کے بل بیٹھا چلا گیا۔

تمہارا یہ معصوم چہرہ دیکھ کر دل کر رہا ہے اس کو جلاڈالوں، ابھی کے ابھی تمہیں زندہ اس زمین میں گاڑ ڈالوں مگر اس دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایسا نہیں کر سکتا اب بھی یہ دل تمہارے ہی حق میں گواہی دے رہا ہے

اپنی لال انگارہ آنکھیں اسکے چہرے پہ گاڑھے غصے سے کہہ رہا تھا

لیکن اتنی جلدی کہاں میں تمہیں ماروں گا، پہلے اس سب کا جواب تمہیں دینا ہو گا کیوں تم نے میری وفا کے بدلے بے وفائی کی، کیوں میرے عشق کی تذلیل کی، ایک ایک بات کا جواب دینا ہو گا تمہیں،

اس نے گلاس کو شیشہ پہ مارا اور وہی زمین پہ بیٹھ کر دھارے مار مار کر رونے لگا

وہ جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا، دنیا کو اپنی جوتے کی نوک پہ رکھنے والا، مشکل سے مشکل حالات میں بھی ثابت قدم رہنے والا آج دھارے مار مار کر رو دیا تھا، وہ جس کو کبھی شکست نہ ہوئی تھی، اب اپنے ہی عشق کے ہاتھوں بری طرح ہارا تھا

ساری رات وہ وہی زمین پہ بیٹھا بیڈ پہ پڑے اس کے ہوش سے بیگانہ وجود کو دیکھ رہا تھا جو ارد گرد سے بیگانہ اس کو آگ میں جھونکے پڑی ہوئی تھی

اُس کے ساتھ بتایا گیا ایک لمحہ اُس کی آنکھ کے سامنے کسی فلم کی مانند چل رہا تھا

تم میری زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوں، تمہیں دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے نئے سرے سے میرے جسم میں روح پھونک دی گئی ہوں، میں ہمیشہ ایسے ہی تمہیں چاہتا رہوں گا، ہمیشہ خود سے پہلے تمہیں رکھوں گا، کسی قیمتی شے کی مانند تمہاری حفاظت کروں گی،

اس نے ذنجبیل کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا

آپ مجھ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں

ذنجبیل نے اس کی طرف معصومیت سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

شاہد اس بات کا جواب مجھے خود بھی نہیں معلوم

اس کے چہرے سے آوارہ لٹوں کو ہٹھاتے ہوئے وہ بولا تھا

میں تمہارے پیار کا مان کبھی نہیں توڑوں گی

اس نے کہا

مجھے تم سے صرف وفا چاہیے

دبیر نے کہا

آپ مجھے ہمیشہ با وفا پائیں گے، جب تک زندہ ہوں میری ہر سانس آپ کے نام کی مالا جھپے گی

اس نے دبیر کے سینے پہ سر رکھتے ہوئے کہا تھا

اس سے کھرانے سے وہ ماضی کی یادوں سے واپس آیا تھا

آہ میرا سر

اس نے درد سے پھٹتے سر کو پکڑ کر کہا

میں کہاں ہوں

اس نے دماغ پہ زور ڈالتے ہوئے کہا، کمرے میں ارد گرد نگاہ دوڑائی تو سامنے ہی دیوار سے ٹیک لگائے سرخ انگارہ

آنکھیں اس پہ مرکوز کیے اسی کو دیکھ رہا تھا

دیر تم آگئے، کب سے تمہارا ویٹ کر رہی تھی،

اپنے حلیے سے انجان وہ بیڈ سے اتر کر اس کے پاس آئی
جبکہ وہ مسلسل لہو جھلکاتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا

یہ سب میں نے تمہارے لئے کیا ہے، میں نے تمہیں سر پرانز دینا تھا، کیسا لگا تمہیں یہ سب، تم ہمیشہ یہ سر پرانز
رکھو گئے

اس کے تاثرات سے انجان وہ اپنی ہی بولی جارہے تھی

ادھر آؤ میں تمہیں کچھ پیشل دیکھاتی ہوں

اس نے جیسے ہی اس کا ہاتھ تھا مادیر نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا

کیا ہوا ہے، کیا تمہیں سر پرانز اچھا نہیں لگا،

ذنجیل نے اسکا رویہ دیکھ کر پریشانی سے پوچھا

تمہاری سوچ سے بھی بڑھ کر اچھا لگا ہے، اتنا اچھا لگا ہے کہ چاہ کر بھی زندگی بھر نہیں بھولوں گا

آگے بڑھ کے ٹیبل کو زوردار لات مارتے ہوئے وہ بولا

یہ تھا تمہارا سر پرانز، یہ سر پرانز دینے والی تھی،

ایک ایک کر کے ساری چیزیں پھینکتے ہوئے کہا

دبیر یہ کیا کر رہے ہو، چھوڑو لگ جائیگی تمہیں

اس نے جلدی سے آگے بڑھ اس کو روکتے ہوئے کہا

اب میری بارے میں سوچ رہی ہوں، جب وہ مرد یہاں تھا تب کیوں نہیں سوچا

آپے سے باہر ہو کر چلاتے ہوئے بولا

کون سا مرد

ذنجبیل نے الجھن سے پوچھا

وہی مرد جس کے لیے تم نے ہمارے رشتے کا مزاق اڑایا، جس کے لیے تم نے میری عزت کی دھجیاں اڑادی وہی مرد

اس کو بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں،

ذنجبیل نے پوچھا

دفع ہو جاؤ یہاں سے، اس سے پہلے کہ تمہارے گندے خون سے میں اپنے ہاتھ رنگ بیٹھو

اس نے چھلاتے ہوئے کہا

دبیر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں

اس نے روتے ہوئے کہا

میں کیا کہہ رہا ہوں ہاں، تو یہ دیکھو اور بتاؤ کس نے کیا ہے تمہارا یہ حال

ایک ہی جھٹکے میں اس کو میرے سامنے کھڑا کرتے ہوئے کہا

جبکہ سامنے شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ کر اس کی بولتی بند ہو گئی تھی، جسم پہ جگہ جگہ سرخ نشان، اچھڑا
بکھرا حلیہ وہ تو کوئی اور ہی حال بیان کر رہا تھا

دبیری یہ آ۔۔۔ آپ میری بات تو سنیں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، آپ جیسا سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے

اس نے روتے ہوئے اٹک اٹک کر کہا

کسی وضاحت کی ضرورت نہیں مجھے، تمہارے کرتوت اپنے آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں میں گھٹیا عورت، اب نکلو یہاں سے

دبیر نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکالتے ہوئے کہا

میرا یقین کریں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے چاہے تو آپ ذویا سے بھی پوچھ سکتے ہیں

لیکن وہ کان بند کیے اس کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گیا اور ایک جھٹکے میں زمین پہ پھینکا
باہر ارد گرد گر کھڑے لوگ شور کی آواز سے جمع ہونے لگے

دبیر خدا کے لیے میری بات سن لیں

اس نے روتے ہوئے کہا

دفع ہو جاؤ، آج کے بعد میں تمہاری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتا گھٹیا عورت،
میں دبیر آفریدی اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق

دبیر خدا کے لیے مجھے طلاق نہیں،

ذنجبیل نے آگے بڑھ کر اس کے پاؤں پکڑتے ہوئے کہا

تم جیسی عورت میری بیوی کہلانے کے لائق نہیں

دبیر نے اسے خود سے دور کرتے ہوئے کہا

دبیر خدا کے لیے ہمارے ہونے والے بچے کی خاطر یہ سب نہ کرے

اسلام علیکم!

ہمارے ادر گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ <https://ezreaderschoice.com> اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

اس نے منٹیں ترلے کرتے ہوئے کہا

خبردار اگر اپنی گندی زبان سے کسی اور کے گندے خون کو میرا نام دینے کی کوشش کی، خدا جانے کس کے گندے خون کو میرا بچہ کہہ رہی ہوں خبردار اگر ایسا بولا تو

اس کو بالوں سے پکڑ کر چلاتے ہوئے کہا جبکہ وہ دبیر کے منہ سے اپنے لئے اس قدر گھٹیا الفاظ سن کر وہی ڈھ گئی تھی

جبکہ ارد گرد کھڑے لوگ مسلسل چھمیگیو یا کر رہے تھے

شکل سے تو کس قدر معصوم لگتی ہے لیکن کام تو دیکھو، اللہ ہر کسی کو ایسی عورت سے بچائیں

مجھے میں کھڑا ایک شخص نے کہا جبکہ ارد گرد لوگ اس کی تائید کرنے لگے، جبکہ وہ معصوم اپنے کردار پہ لگے کیچڑ کو سن رہی تھی

اپنے آنسو پونچھ کر وہ کھڑی ہوئی اور دبیر کے گریبان کو جھٹکے سے پکڑ کر بولی

آج جو کچھ آپ نے مجھ پہ اچھالا ہے، جس دن یہ سب باتیں جھوٹ ہوئی تب آپ پچھتائیں گے، میں آپ کی زندگی سے بہت دور چلی جاؤ گی اتنا دور کہ آپ ترسے گے مجھے دیکھنے کو، آپ مجھے دیوانوں کی طرح ہر جگہ ڈھونڈئے، " میں چاہتی ہوں کہ جب میں آپ سے بہت دور کہی زندگی کی چند گنی چنی سانسیں لے رہی ہوں تب آپ کو مجھ سے روح کو جھلسا دینے والا عشق ہو جائے اور یہ عشق اس قدر جھلسا دینے والا ہوں کہ اس میں آپ سر تاپاؤ جھلس جائیں، آپ کو میری ذات کے علاوہ کہی سکون اور راحت کے لمحات میسر نہ ہوں اور تب آپ سکون کی تلاش میں در در مجھے دیوانوں سے ڈھونڈتے پھرے لیکن تب میں آپ کو کہی میسر نہ ہو، آپ مجھے پکارتے رہ جائیں اور میں وہاں نیلے افق پہ جا کر ابدی نیند سوچکی ہوں

اس نے روتے ہوئے کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند کہا اور وہی زمین پہ بیٹھتی چلی گئی

ایسی نوبت کبھی نہیں آئی گئی

ظالم سفاک لہجے میں کہہ کر وہ دروازہ بند کر گیا، جبکہ وہ معصوم وہی بیٹھے اس ظالم کو صدائیں دے رہی تھی

اس وقت وہ گاڑی ایک سو بیس کی سپیڈ سے سڑک پہ دوڑا رہی تھی، لاؤڈ میوزک کی آواز میں گاڑی چلاتی اپنی خوشی کو سلبریت کرنے لاشاری کے گھر جا رہی تھی،

اس نے جیسے ہی گاڑی لاشاری کے گھر کے سامنے کھڑی کی تو اس کا موبائل بجنے لگا، سامنے ہی سکرین پہ احد کا نام جھگمارہا تھا، کچھ سوچتے ہوئے اس نے کال اٹینڈ کی

کہاں ہوں تم، کب سے کال کر رہا ہوں،

دوسری طرف سے احد کی آواز گونجی

کیوں خیریت، میں تو رونی (ذویا کی دوست) کی طرف ہوں

ذویا نے کہا

ابھی میں نے روپی سے بات کی اس نے تو تمہاری موجودگی کا نہیں بتایا

آگے سے احد بولا

اف کیا ہے، اتنی انوسٹیکیشن کیوں کر رہے ہوں،

ذویا نے تک کر پوچھا

ذویا بتاؤ کہاں ہوں تم یا انکل کو کال کروں

احد نے اس کی دھکتی رگ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

میں حمدان لاشاری کے گھر جا رہی ہوں، کچھ کام ہے، اس لیے اب میرا موڈ خراب کرنے کی ضرورت نہیں

ذویا کی بات سن کر احد کے دماغ نے کچھ غلط ہونے کا سگنل دیا

اس وقت ایسا کون سا کام جس کے لیے تم اتنی اتاؤلی ہو رہی ہوں، تمہیں جو بھی کام ہے وہ صبح کر لینا، ابھی گھر واپس آؤ

احد نے کہا

میرا زیادہ باپ بننے کی ضرورت نہیں، ہوتے کون ہوں تم مجھے آرڈر دینے والے

اس کی بات سن کر اس نے غصے سے کہا

میں آرڈر نہیں رے رہا بٹ یہ ٹائم ٹھیک نہیں اس کے گھر جانے کا، تم اچھی طرح واقف ہوں اس کی نیچر سے

احد نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا لیکن وہ ذویا ہی کیا جو کسی کی سن لے

آہ گاڈ کچھ نہیں ہوتا، اس لیے اب مجھے کال کر کے ڈسٹرب نہ کرنا

اسکی باتیں سنے بغیر ذویانے کھٹکے سے فون بند کر دیا جبکہ احد پریشانی سے کمرے میں ایک طرف سے دوسری طرف ٹھہرنے لگا

موبائل پرس میں

رکھ کر اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور گھر کے اندر داخل ہو گئی

حمدان، حمدان،

ڈرامینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے اس نے اونچی آواز میں پکارا

بی بی جی، صاحب تو اپنے کمرے میں ہے

ملازم نے آکر اسے بتایا

جاؤ، اور اپنے صاحب کو بولو، میں آئی ہوں

جی بی بی جی

یہ کہہ کر ملازم لاشاری کو بلانے چلا گیا

ملازم کو ابھی گئے تھوڑا ہی وقت ہوا تھا لیکن وہ بجائے انتظار کرنے کے لاشاری کے کمرے کی طرف بڑھی تھی

آگے بڑھ کر اس نے بغیر ناک کیے دروازہ اوپن کیا تو سامنے ہی لاشاری ہاتھ میں ڈرنک کا گلاس پکڑے صوفے پہ بیٹھا تھا

ملازم نے تمہارے آنے کا بتا دیا تھا،
میں آنے ہی والا ہوں

اس کو سامنے دیکھ کر لاشاری نے کہا

سب باتیں چھوڑو، اور مجھے بتاؤ، کیا دبیر نے اس کو گھر سے نکال دیا

ذویانے بے چینی سے پوچھا

ابھی تک تو نکال ہی دیا ہو گا جیسے ہی وہ اسے گھر سے باہر نکالے گا میرے بندے ذنجیل کو اٹھا کر میرے فارم ہاؤس
لے جائیں گے

لاشاری نے گلاس کو منہ سے لگاتے ہوئے کہا

ذبردست مطلب سب کچھ ہمارے پلان کے مطابق ہو رہا ہے

ذویانے کہا

ہاں

چلو ٹھیک ہے جب تمہارے بندے اس کو اٹھالے مجھے کال کر کے بتا دینا، اب میں چلتی ہوں

ذویانے اپنا پرس اٹھا کر چلتے ہوئے کہا

تم کیسے جارہی ہوں، ہمارا تو پلان تھا کہ ملکر ہم اس خوشی کو سلبریٹ کرے گے

اس کو جاتا دیکھ کر لاشاری نے لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھ کر کہا

نہیں ابھی تم نے ڈرنک کی ہے، اور میں چاہتی ہوں کہ یہ خوشی ہم ملکر انجوائے کریں پھر کبھی

اس کے بہکے بہکے لہجے کو دیکھ کر ذویانے کہا اور باہر بڑھنے لگی کہ پیچھے سے اس نے اسے جھکڑ لیا

کیا کر رہے ہوں تم، چھوڑو مجھے

ذویانے اس سے خود کو چھڑاتے ہوئے کہا لیکن کہاں وہ نازک جان اور کہاں وہ دیو قامت شخص

ارے نازک بلبل کہاں جارہی ہوں، میرے پاس آؤ، ملکر انجوائے کریں

اسے بیڈ پہ گرائے وہ اس پہ جھکتے ہوئے بولا

خبیث انسان چھوڑ مجھے، ورنہ میں تمہارا قتل کر دوں گی

اسے خود پہ جھکتا دیکھ کر ذویانے چلاتے ہوئے کہا لیکن اسے ہاتھوں سے پکڑ کر اس نے اس کی شرٹ کو سامنے سے پھاڑا

چھوڑوں مجھے، ہیلپ، کوئی ہے، بچاؤ مجھے

اس نے چیختے ہوئے کہا لیکن کوئی نہ تھا جو اس کو اس درندے سے بچاتا کیونکہ تمام ملازموں کو اس نے چھٹی پہ بھیجا ہوا تھا،

نشے میں دھت وہ اس پہ جھکتا چلا گیا اور ہر حد پھلانگتا چلا گیا،

ساری رات اس کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے بعد اس کو کسی بے جان چیز کی مانند بیڈ سے دھکا دے کر گرایا اور خود نیند کی وادیوں میں ڈوبتا گیا جبکہ وہ نیچے کسی بے مول چیز کی مانند آنکھوں میں آنسو لیے پڑھیں تھی جو کچھ اس نے ذنجیل کے ساتھ کیا تھا آج اسی کے ساتھ ہو گیا تھا

تیز موسلا دھار بارش برس رہی تھی، تیز ہوائیں چل رہی تھی، ہر چیز سے بیگانہ وہ ننگے پاؤں چل رہی تھی، دبیر کا کہا گیا ایک ایک لفظ اس کے کانوں میں گونج رہا تھا، تمام باتیں یاد کرتے اس کی آنکھیں دوبارہ سے برس پڑی تھی، آسمانی بجلی کڑک رہی تھی، ایسا لگ رہا تھا جیسے آسمان بھی اس کے غم میں رو رہا ہوں، سوچتے سوچتے جانے کب وہ سڑک کے پیچوں بیچ کار کے سامنے آئی اور کار کی ٹکر سے دور جا گری

اوہ شٹ،

وہ جھٹکے سے گاڑی روک کر گاڑی میں سے اترا

ایسکیو ذمی، کیا آپ ٹھیک ہے

جلدی سے قریب آکر اس نے پوچھا لیکن اسے کوئی جواب نہ ملا

اس نے جیسے ہی اس کا رخ موڑا، سامنے ذنجبیل کو خون میں لت پت دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے

ذنجیل اٹھو میری جان کیا ہوا

اس نے جلدی سے اس کا سر گود میں رکھتے ہوئے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا

لیکن وہ ٹھس سے مس نہ ہوئی، اس نے جلدی سے اس کا بے جان وجود بانہوں میں اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور گاڑی کو ہوسپٹل کے راستے کی طرف دوڑانے لگا

اس کے بے جان وجود کو بانہوں میں اٹھائے وہ ہاسپٹل میں داخل ہوا اور مدد کے لئے چلانے لگا

کیا ہوا ہے انہیں

ڈاکٹر نے آکر پوچھا

انکا ایکسیڈنٹ ہوا ہے انکی حالت بہت خراب ہے پلیز آپ انہیں دیکھے

ارمان نے اُسے سٹرچر پہ ڈالتے ہوئے کہا

کالم ڈاؤن، یہ ٹھیک ہو جائیں گی

ڈاکٹر نے ارمان کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور ایمر جنسی کی طرف بڑھ گیا، جبکہ ارمان باہر بیچ پہ بیٹھ کر سوچنے لگا تھا کہ آخر رات کے اس پہر ذنجبیل کیا کر رہی تھی، وہ بھی اس حلیے میں، کئی سوچیں اس کے دماغ میں آ جا رہی تھی لیکن کوئی بھی سر اس کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا،

اُس نے موبائل نکال کر دبیر کا نمبر ڈائل کیا تو وہ مسلسل آف جا رہا تھا، پریشانی سے وہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں ٹہلنے لگا

- اسلام علیکم!

ہمارے ادر گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ <https://ezreaderschoice.com> اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

دو گھنٹے خوار ہونے کے بعد آخر کار وہ دبیر کا فلیٹ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا تھا، (یہ دبیر کا ذاتی فلیٹ تھا اور آفریدی حویلی میں اس کے بارے میں سوائے ذنجبیل کے کوئی نہیں جانتا تھا)

زمان نے آرام سے فلیٹ کا دروازہ کھولا تو گھپ اندھیرے اور وحشت ناک خاموشی نے اس کا استقبال کیا،

اس نے آگے بڑھ کر لائٹ اون کی تو سامنے ہی وہ بے حس پڑا آنکھیں موندے ہاتھ میں ڈرنک کی بوتل پکڑے لیٹا خود سے جنگ لڑ رہا تھا کہ اچانک سے اُسے اپنے نام کی پکار سنائی دی

دیر یہ کیا کر رہا ہے تو اور ذنجبیل کہاں ہے

ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے بکھری چیزوں کو دیکھتے ہوئے اس نے کئی سوال کر ڈالے لیکن وہ ہنوز خاموش تھا

تو بولتا کیوں نہیں، کہاں ہے ذنجبیل، کیا کیا ہے تو نے اُس کے ساتھ

اس کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا

چلی گئی وہ، اُس نے دھوکہ دیا ہے مجھے، نکال دیا ہے میں نے اُسے اپنی زندگی سے

بو تل کو گھورتے ہوئے بولا

دھوکہ دیا ہے اُس نے مجھے، بھروسہ تھوڑا ہے میرا، میرے پیار کا یہ صلہ دیا ہے اُس نے، اس کو اپنے دل کے سب سے اونچے مسند پہ بیٹھایا، اپنا شریکِ حیات بنایا، اپنے سچے جذبات اُس پہ لٹائے اور بدلے میں اُس نے کیا دیا مجھے، دھوکہ

گھٹنوں کے بل زمین پہ گرتے ہوئے اُس نے زخمی لہجے میں کہا جبکہ اُس کو بستر ٹوٹے بکھرے حال میں دیکھ کر زمان جلدی سے آگے بڑھا اور اُسے گلے لگایا

زمان کے گلے لگانے کی دیر تھی کہ وہ مزید بکھرا

میں ہار گیا ہوں یار اور دیکھوں ہارنے والا بھی کون میری اپنی ہی محبت، میں مر جاؤ گا، میں اُس کے دیئے ہوئے دھوکے کے ساتھ نہیں جی سکتا، جب جب میں سانس لوں گا تب تب اُس کا دیا ہوا دھوکہ مجھے یاد آئیگا

اس نے کسی چھوٹے بچے کی طرح روتے بلکتے ہوئے زمان کے گلے لگ کر عاجزی سے کہا

جبکہ اُس کو اس حال میں دیکھ کر زمان کا دل کٹا تھا، اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ہر چیز کو آگ لگا دے، وہ چاہ کر بھی دبیر کی اذیت کم نہیں کر سکتا تھا، اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کہی سی بھی اُس کو اذیت دینے والوں کو ڈھونڈ کر انکی جان لے لیں جن کی وجہ سے اُس کے جان سے زیادہ پیارے بھائی کی آنکھوں میں نمی آئی تھی

بڑی مشکل سے اُس نے دبیر کی بگڑی حالت پہ قابو پاتے ہوئے سکون آور ٹیبلٹس دی جس سے وہ کچھ ہی وقت میں نیند کی وادیوں میں اتر گیا اور خود اس کے ساتھ بستر پہ بیٹھے سوچ رہا تھا کہ اس سب کے پیچھے آخر کون ہے،

کیونکہ ذنجبیل پہ تو اُس کو خود سے زیادہ یقین تھا کہ وہ یہ سب نہیں کر سکتی، ضرور کسی نے ان دونوں کو الگ کرنے کے لیے یہ سازش رچی تھی لیکن اُس سے پہلے اُس نے ذنجبیل کو ڈھونڈنا تھا

اس نے جیب سے موبائل نکال کر اپنے قابلِ بھروسہ دوست تیمور کو کال کی جو کہ پولیس انسپکٹر تھا اُس نے کال پہ اُس کو سب کچھ بتا کر اسے ذنجبیل کی تصویر سینڈ کی اور ڈھونڈنے کا کہا

ساری رات وہ وقفے وقفے سے ذویا کا نمبر ڈائل کرتا رہا لیکن وہ مسلسل آف جا رہا تھا آخر کار اپنی دل سے تنگ آ کر اس نے کار کی چابی اٹھائی اور باہر بڑھ گیا

بیس منٹ بعد وہ ملک ہاؤس پہنچ چکا تھا، جیسے ہی وہ وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ہی مسز ملک اور ملک صاحب ناشتہ کر رہے تھے

اسلام علیکم انکل آنٹی

اس نے آگے بڑھ کر سلام کیا

وعلیکم السلام بیٹا آؤ، ناشتہ کرو

اتنی صبح صبح دبیر کو دیکھ کر مسز ملک چونکی

نو تھینکس آپ لوگ کریں، مجھے ذویا سے کچھ کام ہے، کیا وہ جاگ رہی ہے

اُس نے ناشتہ سے معذرت کرتے ہوئے پوچھا

کیا مطلب ذویا سے بات، وہ تو تمہاری طرف ہے، اُس نے بولا تمہارات تمہاری طرف گزارے گئی

اس کی بات سن کر مسٹر ملک نے کہا

نہیں آنٹی ذویامیری طرف نہیں آئی

ان کی بات سن کر احد نے جلدی سے کہا جو سوچ احد کے دماغ میں آرہی تھی وہ دعا کر رہا تھا کہ کاش ایسا نہ ہوں

کیا مطلب، وہ تمہاری طرف نہیں، رات سے وہ گھر نہیں آئی

مسٹر ملک نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

لیکن اُنکی بات سننے بغیر احد باہر کی جانب بھاگا

ملک صاحب میری بیٹی کہاں ہے، یہ بتائیوں نہیں رہا، کہاں جا رہا ہے یہ

مسز ملک نے روتے ہوئے کہا

تم یہی رکھو میں اُس سے پوچھ کر آتا ہوں

مسٹر ملک کہہ کر باہر کی جانب بڑھے جہاں احد اپنی گاڑی نکال رہا تھا

کہاں جا رہے ہوں تم، کچھ بتاؤ تو سہی، کہاں ہے میری بیٹی

اُس کو روکتے ہوئے پوچھا

انکل آپ کار میں بیٹھے میں سب بتاتا ہوں آپ کو

احد نے کہا

مسٹر ملک اُس کے ساتھ بیٹھے احد نے کار چلا دی

راستے میں احد نے اُن کو ذویا سے ہوئی رات والی تمام بات بتادی

احد کی بات سن کر وہ بھی پریشان ہو گئے کیونکہ وہ اچھی طرح حمدانی کی فطرت سے واقف تھے اُس کا پسندیدہ مشغلہ لڑکیوں کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے پھینکنا تھا

بیٹا تیز چلاؤ کار

انہوں نے پریشانی سے پریشانی کو مسئلے ہوئے کہا

انکل پہنچ گئے ہیں

اُس نے حمدان کے گھر کے سامنے کار روکتے ہوئے کہا

وہ دونوں کار سے جلدی اترے اور گھر کی طرف بڑھے جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے تو سامنے ہی ملازم کام کر رہے تھے

حمدان کہاں ہے

احد نے ملازم سے پوچھا

جی صاحب کی تو صبح فلائٹ تھی وہ تو ملک س باہر گئے ہوئے ہیں

کیا یہاں ذویا آئی تھی

احد نے ملازم سے پوچھا وہ لاشاری کا پرانا ملازم تھا وہ یہاں آنے جانے والے ہر انسان کو پہچانتا تھا

جی وہ رات کو آئی تھی صاحب کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا انہیں میں نے، اُس کے بعد میں نے نہیں دیکھا

ملازم کی بات سن کر احد جلدی سے اُس کے روم کی طرف بھاگا جبکہ مسٹر ملک کسی انہونی کے ڈر سے وہی بیٹھتے چلے گئے

احد جیسے ہی روم میں داخل ہوا سامنے جو منظر اُسے دیکھنے کو ملا وہ کسی انہونی سے کم نہ تھا، سامنے ہی بیڈ پہ اُس کا برہنہ وجود پڑا تھا، کئی آنسو احد کی آنکھ سے گرے تھے مردہ قدموں سے آگے بڑھ کر اُس نے نیچے پڑی بیڈ شیٹ اُس پہ ڈالی اور کسی قیمتی چیز کی مانند اُس کو اپنی بانہوں میں لیے چیخ کر رونے لگا

جبکہ اوپر سے آتی چیخ سن کر ملازم اور مسٹر ملک اوپر کی طرف بھاگے
لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر مسٹر ملک کے دل میں درد اٹھا اور وہ وہی ڈھے گئے

انکل

انکو گرتا دیکھ کر احد نے چیخ لگائی اور ذویا کو اچھی طرح کور کر کے اُنکی طرف بڑھا

انکل آنکھیں کھولے پلیز

احد نے انہیں جھنجھوڑتے ہوئے کہا لیکن وہ ٹھس سے مس نہ ہوئے

حمدان لاشاری میں تمہارے جان لے لوں گا

اس نے سرخ آنکھوں سے چیختے ہوئے کہا

اور ایبوالینس کو کال کی اُس نے ملازم کی مدد سے دونوں کو ایبوالینس میں ڈالا اور ہاسپٹل لے گیا

دن کے گیارہ بج رہے تھے، ارمان اپنے ہاتھوں کو گھورے جارہا تھا جن پہ ذنجبیل کا خون لگا ہوا تھا کہ اتنی میں وارڈ
بوائے نے آکر اُسے ذنجبیل کے ہوش میں آنے کا بتایا

تمام سوالات کو دماغ سے جھٹک کر وہ جلدی سے اندر داخل ہوا تو سامنے ہی وہ زرد چہرہ لیے آنکھیں مونڈھے لیٹی
تھی،

میرا بچہ، لالا کی جان، آنکھیں کھولو

اُس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اپنے ارد گرد مانوس آواز سن کر اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں تو سامنے ہی ارمان کھڑا تھا

کچھ دیر تک آنکھوں میں آنسو لیے وہ ارمان کو دیکھتی رہی اور پھر اُس کے گلے لگ کر وہ روئی کہ ارمان کے لیے چھپ کر انا مشکل ہو گیا

بڑی مشکل سے ارمان نے اُس کو چھپ کر ایا

اب میرا بچہ بتاؤ، تم رات کو وہاں اُس حالت میں کیا کر رہی تھی

ارمان نے پوچھا

ارمان کا سوال سن کر ایک بار پھر ذنجبیل کی آنکھیں بھر آئی اُس نے روتے روتے ساری بات ارمان کو بتائی

للا مجھے نہیں معلوم تھا کہ ذویا ایسا کرے گی اور دبیر وہ تو مجھ سے پیار کا دعویٰ کرتا تھا، یہ تھا اُسکا پیار کہ میری سنے بغیر اُس نے مجھے اپنی زندگی سے نکال دیا یہ بھی نہ سوچا کہ میں اُسکے بچے کی ماں بننے والی ہوں، اب میں اُس کے پاس کبھی نہیں رہوں گی کبھی اُسکی شکل نہیں دیکھو گی آپ کسی لوئیر سے بات کریں اور خلاء کا نوٹس اُسے بھیجے

میرا بچہ دیکھو ایسے نہیں کہتے، میاں بیوی کے درمیان بہت سی ناراضگیاں ہو جاتی ہے اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم رشتہ ختم کر لے،

ارمان نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا

اِس سب کے بعد بھی آپ کہہ رہے ہیں کہ میں اُسکے ساتھ رہوں

ذنجبیل نے ارمان کو دیکھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو لیے کہا

دیکھو اب تمہارے ساتھ ایک دوسری ننھی سی جان جڑی ہے،

جزباتی ہو کر نہیں سوچو، اِس ننھی سی جان کا بھی سوچو،

اس کو کس چیز کی سزا دیتی ہوں تم، دنیا نے آنے سے پہلے اُسکے سر سے باپ کا سایہ چھینا چاہتی ہوں،
کل کو بڑی ہو کر وہ جب تم سے اپنے باپ کا پوچھے گئی تو اُسکے کون کون سے سوال کا جواب دوں گئی

ارمان نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے مگر ایک شرط یہ کہ آپ میرے بارے میں کسی کو نہیں بتائے گئے، میں دوبارہ اُس کے پاس نہیں جانا
چاہتی

مگر ذنجیل

بس یہ میرا آخری فیصلہ ہے اگر آپ مجھے نہیں رکھ سکتے تو میں کہی اور اپنے رہنے کا انتظام کر لوں گئی

ارمان کو کچھ بولتا دیکھ کر ذنجیل جلدی سے بولی جبکہ اُسکی بات سن کر ارمان خاموش ہو گیا

پانچ سال بعد

ذنجبیل کو دبیر کی زندگی سے گئے پانچ سال کا عرصہ گزر چکا تھا، آفریدی حویلی میں سب کو اُس واقع کا علم ہو چکا تھا لیکن کسی کو بھی اس بات کا یقین نہیں ہوا تھا کہ ذنجبیل یہ سب کر سکتی ہے، حویلی کے تمام مکینوں نے دبیر سے منہ موڑ لیا تھا، ایک زمان ہی تھا جو دبیر کے ساتھ تھا،

آفریدی حویلی کا ہر فرد ذنجبیل کو ہر جگہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکا تھا لیکن ذنجبیل کا کہی سوراغ نہیں ملا تھا، اس عرصے میں مینے نے ایک پیارے سے بیٹے کو جنم دیا تھا جس کا نام اُس نے عرثمان رکھا تھا، ماہ کے ہاں بھی ایک پیاری سی بیٹی (فلزا) اور ذل نے ایک گول مٹول سے پیارے بیٹے عفان کو جنم دیا تھا،

آفریدی حویلی والے آج بھی ذنجبیل کی یاد میں روتے تھے، پچھلے پانچ سالوں سے کسی نے دبیر کی شکل دیکھنا گوارہ نہیں کی تھی، حویلی میں اس کا آنا مکمل طور پہ بند ہو چکا تھا، وہ ایک انسان سے زیادہ روبرو بن چکا تھا جو دن رات کسی مشین کی مانند کام کرتا تھا

، اغاجان نے اس کو جائیداد سے عاق کر دیا تھا، اس لیے اُس نے اپنا ایک ایمپائر کھڑا کیا تھا اور دو سال کے عرصے میں اُس نے اپنا بزنس پوری دنیا میں پھیلا دیا تھا، دو سال میں کئی بزنس ایوارڈ وہ اپنے نام کر چکا تھا،

ذبحیل کو اُس کی یادوں سمیت بھولنے کے لیے وہ دن بھر خود کو مصروف رکھتا لیکن رات ہوتے ہی وہ اپنی تمام یادوں سمیت اُس کے سامنے آکھڑی ہوتی، اُس کی یادوں کو دماغ سے نکالنے کے لیے وہ ساری ساری رات سگریٹ پھونکتا مگر اُس کا درد کم ہونے کے بجائے مزید بڑھتا تھا،

آفریدی حویلی سے نکل کر دیکھے تو شہر کے مشہور ہاسپٹل میں مختلف مشینوں میں جھکڑی وہ مردہ حالت میں پڑی تھی

پچھلے پانچ سال سے وہ کوما میں تھی، ذویا کے ساتھ ہوئے حادثے کو برداشت نہ کرتے ہوئے مسٹر ملک خالق حقیقی سے جا ملے تھے، مسز ملک بھی بستر سے لگ چکی تھی، ایک احد ہی تھا جواب بھی ایک مضبوط چٹان کی مانند کھڑا تھا، وہ اب بھی ذویا کو دیوانوں کی طرح چاہتا تھا اُس کو فرق نہیں پڑتا تھا کہ ذویا کے ساتھ کیا ہوا تھا، وہ دن رات ہسپتال میں اُس کے سرہانے بیٹھا اسکے ہوش میں آنے کی دعائیں کرتا تھا، اب بھی وہ مسلسل اس کو تکے جا رہا تھا

اُٹھ جاؤ ذویا ورنہ میں تمہیں یوں بے جان پڑا دیکھ دیکھ کر پاگل ہو جاؤ گا

اس کے کمزور ہاتھ کو ہاتھوں میں لیے اس نے دیوانگی سے کہا

کاش اس دن میں تمہیں جانے نہیں دیتا، کاش اس دن میں تمہارے پیچھے آجاتا تو یہ سب نہ ہوتا لیکن میرا وعدہ ہے تم سے، تمہارے مجرم کو ڈھونڈ کر اس سے تمہیں دیئے گئے ایک ایک ذخم کا حساب لوں گا لیکن پلیز تم آنکھیں کھول دوں اور مجھے پکاروں

بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس نے کہا

اسی اثنا میں ذویا کے ہاتھ نے حرکت کی لیکن احد نے اپنا وہم سمجھ کر جھٹلادیا لیکن دوبارہ ذویا کے ہاتھ نے حرکت کی اور یہ دیکھ کر جیسے احد کے جسم میں کسی نے نئے سرے سے روح پھونک دی ہوں

ذویا آنکھیں کھولو، کیا تم مجھے سن سکتی ہوں

اس نے دیوانوں کی طرح پکارتے ہوئے کہا

ڈاکٹر ڈاکٹر

وہ چیختے ہوئے ڈاکٹر کو بلانے لگا

کیا ہوا مسٹر احد، اذ آل رائٹ

ڈاکٹر نے جلدی سے اندر آتے ہوئے پریشانی سے پوچھا

ڈاکٹر ذویا کے ہاتھ نے حرکت کی ہے، دوبار کی ہے، میں نے۔۔۔ میں نے خود محسوس کیا ہے، ذویا کے ہاتھ نے حرکت کی ہے

اس نے ایک ہی سانس میں کہا

آپ حوصلہ رکھے، اور باہر جائیں ہم چیک کرتے ہیں

ڈاکٹر نے اس کو تسلی دے کر باہر بھیجتے ہوئے کہا

ڈاکٹر زکواندر ذویا کا چیک اپ کرتے ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو گیا تھا،

وہ باہر بے چینی سے ٹہل رہا تھا کہ اتنے میں ڈاکٹر باہر آیا

ڈاکٹر ذویا کیسی ہے، کیا وہ ٹھیک ہے

اس نے آگے بڑھ کر بے چینی سے پوچھا

مسٹر احد آپ کی دعائیں رنگ کے آئی ہے، ذویا ہوش میں آگئی ہے

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ احد بے یقینی کی کیفیت میں کھڑا سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آیا جو ڈاکٹر نے بولا ہے کیا وہ سچ ہے

ڈاکٹر کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں، میری ذویا کو ہوش آگیا ہے، کیا میں اس سے مل سکتا ہوں

اس نے بے یقینی سے پوچھا جبکہ اس کی بات سن کر ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

جی آپ مل سکتے ہیں اُن سے، لیکن کوشش کریں کہ اُن کو کسی بھی قسم کا کوئی سٹریس نہ ہوں

ڈاکٹر اس کو چند ایک ہدایت کر کے آگے بڑھ گیا

آہستہ سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ہی وہ ہاسپٹل کے لباس میں آنکھیں موندے پڑی تھی، آنکھوں کے نیچے حلقے، پیڑی زدہ ہونٹ، چھڑیاں زدہ چہرہ کہی سے نہیں لگتا تھا کہ یہ وہی ذویا ہے جو ہر وقت سچ دھج کے رہتی تھی، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ اس کے پاس جا کھڑا ہوا کسی کی موجودگی محسوس کر کے اس نے آنکھیں واکی تو احد کھڑا تھا، اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پہ بہنے لگے

کیسی ہوں،

آہستہ سے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا

کیسی ہو سکتی ہے ایک داغدار لڑکی

لرزتے ہوئے لہجے میں اس نے کہا

ایسے نہیں بولو ذویا، کوئی داغ نہیں تم پہ، تم آج بھی ویسی ہی صاف ہوں،

احد نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا

اس بات کا دلا سہ مجھے دے رہے ہوں یا خود کو، ہم دونوں جانتے ہیں کہ مجھ پہ داغ لگ چکا ہے، اور یہ داغ قبر تک میرے ساتھ ایسے ہی رہے گا

اس نے اذیت سے کہا

جو ہوا بھول جاؤ کیونکہ اس سب میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی

احد نے چیئر بھینچ کر بیٹھتے ہوئے کہا

ساری غلطی میری ہی ہے، کیسی بھول جاؤ وہ سیاہ رات، جس میں میری عزت کی دھجیاں اڑائی گئی، اپنے ہی کودھے ہوئے گھڑے میں خود جاگری تھی، کاش اگر اس دن میں وہاں نہ جاتی تمہاری بات مان لیتی، کاش میں کبھی وہ سب ذنجیل کے ساتھ نہ کرتی

بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس نے کہا

کیا مطلب، کیا کیا تھا تم نے ذنجیل کے ساتھ اور اس رات آخر تم گئی کیوں تھی وہاں، ایسا کون سا کام تھا تمہیں حمدان سے جو تم نے صبح تک کاویٹ نہیں کیا تھا

آخر کار احد نے وہ تمام سوالات ذویا سے کر ڈالے تھے جو پچھلے پانچ سالوں سے احد کے دماغ میں تھے

کچھ وقت خاموش رہنے کے بعد ذویا بولنے لگی اور ایک ایک کر کے اپنا اور حمدان کا سارا پلان احد کو بتا دیا

اُس معصوم کو تو پتہ ہی نہیں تھا کہ ہم اس کے ساتھ یہ سب کرنے والے ہیں، جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے یہ سب اس معصوم کے ساتھ کی جانے والی زیادتی کی وجہ سے ہے،

اس کا تو میں نے صرف گھرا جھاڑنا چاہا تھا لیکن میں تو ساری ہی اجر کر رہ گئی، دیکھو میری ساری زندگی اجر چکی ہے، اس کو داغدار کرنا چاہتی تھی آج خود داغدار ہو چکی ہوں، اس کو دبیر سے دور کرنا چاہتی تھی اور آج خود کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہی، سچ کہتے ہیں کسی کے ساتھ برا کر کے اپنی باری کا انتظار کروں اور دیکھو آج کس حال میں ہوں

اس نے سسکیوں سے روتے ہوئے کہا

ذویا یہ تم نے کیا کر ڈالا، ایک معصوم پاک دامن لڑکی پہ اس قدر ظلم کرتے ہوئے تمہیں ذرا سا بھی خوفِ خدا محسوس نہ ہوا، تم نے تھوڑا بھی نہیں سوچا کہ تم خود بھی ایک عورت ہوں پھر کیسے تم نے دوسری عورت کے ساتھ یہ سب کرنے کا سوچا

احد نے کہا

اس وقت میں انتقام میں آندھی ہو چکی تھی، کچھ نہیں معلوم تھا کہ کیا کر رہی ہوں لیکن اب اس طرح میں اور نہیں جی سکتی،

پلیز احد جاؤ، ذنبیل کو ڈھونڈو تاکہ میں اس سے معافی مانگو ورنہ میرا ضمیر مجھے زندہ نہیں رہنے دے گا،

یوں ہی مجھے ملامت کرتا رہے گا، میں اس بوجھ کے ساتھ مزید نہیں جی سکتی، پلیز جاؤ ڈھونڈو اس کو

اس نے اپنے بالوں کو نوچتے ہوئے کہا اور چیخ چیخ کر رونے لگی

ذویا پر سکون رہوں ورنہ تمہاری طبیعت خراب ہو جائیں گی، میں ڈھونڈ کر لاؤ گا ذنجبیل کو، پلیز تم پر سکون رہو

احد نے اس کو پر سکون کرتے ہوئے کہا

تم لاؤ گئے نہ اُسے میرے پاس

ذویا نے احد کا ہاتھ پکڑ کر کہا

ہاں میرا وعدہ ہے میں لاؤ گا اس کو تمہارے پاس، اب تم آرام کروں

احد نے تکیہ درست کر کے اس کو اس پہ لیٹاتے ہوئے کہا

کیا وہ مجھے معاف کر دے گی

اس کی بات سن کر احد خاموش ہو گیا

بتاؤ نا بولتے کیوں نہیں، کیا وہ مجھے معاف کر دے گی

ذویانے احد کا بازو پکڑ کر کہا

ہاں وہ معاف کر دے گی

، اب تم آرام کروں

احد کی بات سن کر وہ پرسکون ہو گئی اور کچھ ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں اتر گئی

جبکہ احد اُس کے سر ہانے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح دبیر سے رابطہ کریں، کیونکہ پچھلے پانچ سالوں سے ذویا کے وجہ سے وہ باہر کی دنیا سے کٹ کر رہ گیا تھا اس لیے وہ نہیں جانتا تھا کہ دبیر کہاں ہے، کچھ سوچ کر وہ آفریدی حویلی جانے کے لیے کھڑا ہوا اور کار کی چابیاں اٹھا کر باہر کی طرف بڑھ گیا

مورے ارمان کہاں ہے،

کب سے ڈھونڈ رہی ہوں انہیں میں

عروش نے لاؤنچ میں بیٹھی نجمہ بیگم سے پوچھا

بیٹاسٹری روم میں ہے وہ

نجمہ بیگم نے کہا

اچھا

عروش کہہ کر سٹری روم کی طرف بڑھ گئی جیسے ہی اُس نے دروازے کا ناب گھومایا کہ اندر سے آتی ارمان کی آواز
اُس کے کانوں میں پڑھیں

میری جان، میری پیاری بیٹی، دیکھو میں ابھی نہیں آسکتا، مجھے یہاں کچھ کام ہے، میں اپنی بیٹی سے ملنے جلدی آؤگا تب تک تم اپنی ماما کو تنگ نہیں کرو گئی، اوکے، آپ نے اپنی ماما کی ساری باتیں ماننی ہے

ارمان کان سے موبائل لگائے کسی سے کہہ رہا تھا جبکہ عروش تو ارمان کے منہ سے میری بیٹی سن کر مزید نہ سن سکیں اور وہاں سے بھاگ کر روم میں آئی اور بیڈ پہ گر پڑی

آہ ارمان آپ میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتے ہیں، آپ کیسے کسی اور سے شادی کر سکتے ہیں

دل ہی دل میں ارمان سے شکوہ کرتے ہوئے سسک کر کہا

آپ تو مجھ سے محبت کرتے تھے نہ تو پھر کیسے آپ کسی اور کو میری جگہ دے سکتے ہیں، میں کیسے کسی اور سے آپ کو بانٹ سکتی ہوں، آپ تو صرف میرے ہیں

اس نے روتے ہوئے کہا

آپ کے پیار کی تو میں اکلوتی وارث ہوں پھر کسے اُس میں کسی اور کو شریک کر سکتے ہیں آپ

اُس کے آنسو گر کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے جبکہ وہ مسلسل اُس سے شکوہ کر رہی تھی، اُس کو پتہ ہیں نہیں چل کب ارمان روم میں۔ آیا

کیا ہوا عروش، کیوں رو رہی ہوں

اُس نے جلدی سے آگے بڑھ کر تشویش سے پوچھا

اپنے پاس ارمان کی آواز سن کر اُس نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے اور اُٹھ بیٹھی

کچھ نہیں

اُس نے سنبھل کر جواب دیا

عروش ادھر میری طرف دیکھ کر بتاؤ، کیا ہوا ہے، کیا کسی نے کچھ بولا ہے

اُس کے دونوں ہاتھوں کو ہاتھوں میں لیے اُس نے پوچھا

کچھ نہیں، سر میں درد ہے، آرام کروں گئی تو ٹھیک ہو جاؤ گی

اُس کے ہاتھوں سے ہاتھ نکالتے ہوئے بولی

اگر زیادہ درد ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں

اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے ارمان بولا

نہیں اس کی ضرورت نہیں، آپ لائٹ آف کر دیں

خود پہ کمبل ڈالتے ہوئے عروش نے کہا اور کروٹ کر لیٹ گی

جبکہ ارمان اُس کے اس قدر اجنبی لہجے سے پریشان ہو تالاٹ آف کرتا باہر نکل گیا

اس وقت وہ آفریدی حویلی کے باہر کھڑا آنے والے لمحات میں سب کے سوالوں کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا کہ اُسے اپنے پیچھے سے آواز سنائی دی

احد تم یہاں

عقب میں آتی آواز سن کر اُس نے پیچھے دیکھا تو زمان کھڑا تھا

اتنے ٹائم بعد یہاں کیسے تم

سلام دعا کے بعد زمان نے پوچھا

بس ماضی میں ہوئے گناہوں کے کفارے کے لیے آیا ہوں

احد نے تکیے لہجے میں کہا

کیا مطلب میں سمجھا نہیں، کون سے گناہ، کس چیز کا کفارہ

زمان نے الجھے لہجے میں پوچھا

پہلے آپ میری ذنجبیل سے بات کرائیں پھر میں سب بتاتا ہوں

احد نے کہا جبکہ ذنجبیل کا نام سن کر زمان الرٹ ہوا

ذنجبیل سے کیا بات کرنی ہے تم نے

زمان نے سوال کیا تب احد نے کچھ سوچتے ہوئے سب زمان کے گوش گزار کیا

پلیز زمان بھائی میرا ذنجبیل سے ملنا بہت ضروری ہے، آپ پلیز میری بات اُس سے کروادیں

احد نے منت کرتے لہجے میں کہا

ذنجیل نہیں ہے

احد کے بے حد اقرار پہ آخر کار زمان بول پڑا

کیا مطلب نہیں ہے

احد نے پوچھا

تب زمان نے ایک ایک کر کے ساری بات اُسے بتادی

پچھلے پانچ سال سے ہر جگہ، ہر ہسپتال، ہر دارالامان ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئے ہیں لیکن اُس دن کے بعد ذنجیل کا کوئی سراغ نہیں ملا

زمان نے تھکے ہارے لہجے میں کہا

کیا آپ مجھے دبیر کے پاس لے جاسکتے ہیں

احد نے کہا

ہاں مگر یہ سب سن کر وہ مزید ٹوٹ جائیگا،
ذنجبیل سے کیے گئے اپنے ناروا سلوک پہ وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر سکے گا

زمان نے کہا

لیکن یہ سچائی اُس کو سننی ہو گئی کیونکہ یہی حقیقت ہے

احد بولا

جبکہ اُس کی بات سن کر زمان نے اثبات میں سر ہلایا

تو پھر چلے آپ مجھے دبیر کے پاس لے جائیں تاکہ وہ بھی آج پردے کے پیچھے چھپی ہوئی اس سیاہ حقیقت کو جان لے

احد نے کہا

چلو پھر چلے ماضی کے سیاہ اوراق کو اک بار پھر سے کھولے اور دوپیار کرنے والے دلوں کو پھر سے جوڑے

زمان نے کہا اور وہ دونوں اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گئے

لان میں آگ کے قریب بیٹھا وہ ہاتھ میں اُس کی اور ذنجبیل کی تصویر (جسمیں وہ دونوں کسی بات پہ ہنس رہے تھے پکڑے دیکھ رہا تھا

تمہاری اس معصوم شکل کو دیکھ کر روز میں یہ سوچتا ہوں کہ واقعی تم وہ سب کر سکتی ہوں، میں سمجھتا تھا کہ تم صرف میری ہوں مگر تم تو میری ہو کر بھی میری نہیں تھی،

لیکن دل ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم ہی نہیں کرتا، تمہیں اپنے دل سے نکالنے کی ہزار کوششیں کر چکا ہوں، لیکن کسی آسیب کی مانند تمہاری یادیں مجھ سے چمٹ گئی ہے، اگر اس دل پہ میرا بس چلتا تو اب تک تمہاری یادوں سمیت اس دل کو نوچ کر پھینک چکا ہوتا

اُس کی تصویر کو دیکھتے ہوئے اُس نے اذیت سے کہا، کئی آنسو اُس کی آنکھ سے نکل کر تصویر پہ جا گرے

لیکن بس اب بہت ہو گیا تم جیسی دھوکے باز کے لیے میں خود کو برباد نہیں کروں گا

تمام تصاویر یکجا کر کے اُس نے اٹھائی

آج ان تمام تصویروں سمیت تمہاری یادوں کو بھی ہمیشہ کے لیے میں جلا ڈالوں گا

تمام تصاویر کو آگ میں جھونکتے ہوئے اُس نے کہا

ایک ایک کر کے تمام تصاویر جل رہی تھی

اُن تصویروں کو جلتا دیکھ کر وہ خود کو جلتا ہوا محسوس کر رہا تھا جیسے کسی نے آگ کا جلتا ہوا انگارہ اُس کے سینے پہ رکھ دیا ہوں

یہ محبتیں یہ وفا جو ہے
کچھ بھی نہیں سب عارضی
یہ جو ہم میں کچھ تعلق بچا
لگتا ہے بس یہ کاغذی
جو ہوئی ہے وہ خطا نہیں
جو ہوا ہے یا اثر ک ہے
وہ تو دل کی تھی بس دل لگی
جو سمجھ رہے تھے عشق ہے
تو بدل گیا یہ دکھ نہیں
دکھ ہے ہمیں کیوں یاد ہے
جو نظر میں ہے وہ سراپ ہے
سچ میں چھپا کوئی خواب ہے
دل سکوں میں ہے مگر کہی تو کچھ خراب

سرخ انگارہ آنکھوں کے ساتھ وہ ان تصاویر کو جلتا دیکھ رہا تھا

مینے بیٹا کہاں ہوں تم، بچہ کب سے رو رہا ہے

بلقیس بیگم نے روتے ہوئے عرشان کو چھپ کراتے ہوئے مینے کو آواز لگائی

آگئی مورے، لائیے دیجئے مجھے

اُس نے جلدی سے آکر عرشان کو اُن سے لیتے ہوئے کہا

مورے اس کو کیا پروا کہ میرا بیٹا رو کر ہلکان ہی کیوں نہ ہو جائیں،

یہ بھی تو اپنے اُس گھٹیا بھائی کی ہی بہن ہے،

جیسے اُس نے میری بہن کو ہم سب کے لیے جیتے جی مار دیا، ویسے ہی یہ بھی اب میرے بیٹے کی جان لینے پہ تلی ہوئی ہے،

معاویہ روم میں داخل ہوتے ہوئے کاٹ دار لہجے میں بولا جبکہ اس کی ذہر خند باتیں سن کر مینے کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی مانند بہنے لگے

ذنجیل اور دبیر کے رشتے کے ساتھ اگر کسی کا نقصان ہوا تھا تو وہ معاویہ اور مینے کے رشتے کا تھا، اُس حادثے کے بعد معاویہ کا رویہ مینے سے دن بدن خراب ہوتا چلا گیا، وہ اُس سب کا ذمہ دار مینے کو ہی سمجھتا تھا

کیسی باتیں کر رہے ہوں تم، وہ ایسا کیوں کرے گی، صرف تمہارا ہی نہیں اُسکا بھی بیٹا ہے

بلقیس بیگم نے اُس کو جھڑکتے ہوئے کہا

مورے آپ جانتی نہیں اس کو یہ

بس بہت ہو گیا اور کچھ نہیں سننا ہم نے، جاؤ تم باہر

بلقیس بیگم نے غصے سے کہا جبکہ اُن کو مسلسل مینے کی حمایت کرتا دیکھ کر وہ پاؤں پٹخ کر چلا گیا

بیٹا تم پریشان نہ ہوں جانتی تو ہوں، ذنجیل اُس کو کس قدر عزیز ہے تبھی وہ ایسا بول جاتا ہے ورنہ تم پر تو وہ اپنی جان تک وار دے

انہوں نے مینے کو تسلی دیتے ہوئے کہا

مورے آپ کو مجھ سے نفرت نہیں ہوتی

مینے نے روتے ہوئے پوچھا

پاگل کہی کی، بلا کوئی اپنی اولاد سے بھی نفرت کرتا ہے، تم تو میری سب سے پیاری بیٹی ہوں

انہوں نے مینے کو گلے لگاتے ہوئے کہا جبکہ مینے اس اعلیٰ طرف خاتون کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے اپنی اولاد کھوئی تھی جس کے ذندہ یا مردہ ہونے تک کا پتہ نہیں تھا مگر بجائے وہ مینے کو برا بلا کہنے کے اُس کو مزید محبت دے رہی تھی

چلو میں چلتی ہوں تم بھی عریشان کو سلا کر کچھ آرام کر لوں

بلقیس بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا، اُنکی بات سن کر مینے نے سر ہلایا اور عریشان کو سلانے لگی

اُس وقت وہ دونوں دبیر کے فلیٹ کے سامنے موجود تھے

یہ سب سن کر پتہ نہیں دبیر کیساری ایکٹ کرے گا

احد نے زمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

ذنجیل سے اُس کی محبت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے ہم سب جانتے ہیں وہ اُسے پاگلوں کی طرح چاہتا تھا اور اب یہ سب سن کر اُس کا ریا ایکٹ کرنا بنتا ہے

زمان نے کہا

یہ بھی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن میں پریشان ہوا اگر اُس نے ذنجیل سے متعلق پوچھا تو ہم اُسے کیا جواب دے گے

احد پریشانی سے بولا

ابھی تو اندر چلو جو ہو گا دیکھا جائیگا

زمان نے کہا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے

اندر داخل ہو کر زمان نے لائٹ جلائی تو وہ سامنے صوفے پہ بے ترتیب پڑا ہوا تھا

دبیر

-

آگے بڑھ کر اُسے ذمان نے ہلایا

-

ہاں، جاگ رہا ہوں

-

وہ آنکھیں کھولتے ہوئے بولا

-

دیکھو تم سے کون ملنے آیا ہے

-

ذمان نے احد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

-

اُس نے جب سامنے دیکھا تو اُس کا بہترین دوست احد کھڑا تھا

-

احد توں

-

اُس نے آگے بڑھ کر گرم جوشی سے گلے ملتے ہوئے کہا

کیسے ہوں میرے یار

دبیر نے پوچھا

ٹھیک ہوں، تو سنا اپنی، سنا ہے بہت بڑا بزنس مین بن گیا ہے، بزنس کی دنیا کے چمکتے ستاروں میں سے ایک تم بھی ہوں

احد نے گرم جوشی سے اُسکے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ اُسکی بات سن کر دبیر فقط مسکرایا

کافی دیر تک وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بیتائے گئے پرانے حسین لمحات یاد کرتے رہے

دبیر احد نے تمہیں کچھ بتانا ہے

آخر کار زمان بولا

کیا بتانا ہے، بولو

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا

دیکھو دبیر میں تمہیں جو بھی بتانے جا رہا ہوں، وہ تم نے پرسکون ہو کر حوصلے سے سننا ہے،

احد نے کہا

ایسی کون سی بات ہے جس کے لیے تم اتنی لمبی تمہید باندھ رہے ہوں، جو بھی کہنا ہے کھل کر کہو

دبیر بولا

بات ایسی ہے کہ اور پھر ایک ایک کر کے احد ساری باتیں دبیر کو بتاتا چلا گیا

جس کو سن کر دبیر کے چہرے کا رنگ اڑچکا تھا گویا کاٹو تو جسم میں لہو نہیں

یہ سب ذویا اور حمد ان لاشاری کارچایا گیا کھیل تھا جس میں وہ معصوم پھنس گئی

احد نے تمام سچائی بتاتے ہوئے کہا

ماضی کے تمام سیاہ راز آج فاش ہو چکے تھے، اُس معصوم کی بے گناہی آج ثابت ہو گئی تھی،
ذیل کی ایک بات اور فریاد دبیر کے کانوں میں گونج رہی تھی کہ کس طرح وہ معصوم اپنے بے گناہ ہونے
کا یقین دلاتی رہی لیکن اُس نے یقین نہیں کیا تھا

آہ یہ میں نے کیا کر دیا، اپنے ہی گھر کو اپنے ہاتھوں سے جہنم بنا ڈالا

اپنے دونوں ہاتھوں کو بھرپور طاقت سے میز پر مارتے ہوئے اُس نے چلا کر کہا، اُس کے دونوں ہاتھ لہو لہان ہو گئے
تھے

دبیر سنبھالو خود کو

اُن دونوں نے جلدی سے اُس بپھرے ہوئے شیر کو سنبھالتے ہوئے کہا

میں قتل کر ڈالو گا اُن دونوں کو،
اپنی بیوی کے ایک ایک آنسو کا بدلہ لوں گا اُن سے

اُس نے چلاتے ہوئے کہا

ذویا کہاں ہے

اُس نے سرخ انگارہ آنکھوں سے پوچھا

وہ اپنے کیے کی سزا پا چکی ہے، ہو سہیل میں ہے

احد نے کہا

یہ میں نے کیا کر ڈالا

زمان کی جانب دیکھتے ہوئے اُس نے نم لہجے میں پوچھا

-

تم پریشان نہ ہوں ہم مل کر ذنجیل کو ڈھونڈ لیں گے

-

زمان نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا

-

کیا وہ مجھے معاف کر دے گی

-

کسی چھوٹے بچے کی مانند اُس نے پوچھا

-

ہاں

-

زمان نے نظریں چھڑاتے ہوئے کہا

-

مجھے ذویا سے ملنا ہے،

-

اُس نے احد سے کہا

وہ اُس وقت ہاسپٹل میں ہیں، پلیز دبیر خود کو اور اپنے غصے کو کنٹرول رکھنا

احد نے منت کرتے ہوئے کہا اور وہ تینوں باہر بڑھ گئے

مشعل میری جان کھانا کھالوں

اُس نے نیلی آنکھوں والی اُس گڑیا کے پیچھے بھاگتے ہوئے کہا جو روز کھانا کھانے کے وقت یوں ہی ماں کو تنگ کرتی تھی

نو نہیں کھانا میں نے، مشی کھٹی ہے آپ کے ساتھ

اُس نے صوفے کے پیچھے چھپ کر اپنے دونوں سرخ انگارہ گالوں کو پھلاتے ہوئے کہا

اور میری جان کی کس بات پہ کھٹی ہے اپنی ماما سے

اُس نے دلیے کا باؤل میز پہ رکھتے دے پاؤں آگے بڑھتے ہوئے کہا

آپ جھوٹ بولتی ہے، آپ نے بولا تھا ڈیڈی سنڈے کو آئے گئے لیکن اُنہوں نے تو آگین کال بھی نہیں کی

اُس نے اداس ہوتے ہوئے کہا

اچھا جی تو اس بات پہ ناراض ہے میری ڈول

اُس نے پوچھا جس پہ اُس نے زور و شور سے سر ہلایا

آہ پکڑ لیا

اُس نے اُس کو پیچھے سے بازوؤں میں پکڑتے ہوئے کہا جبکہ وہ کھلکلا کر ہنس دی

پچھلے پانچ سالوں سے وہ اپنی بیٹی کو دیکھ کر جی رہی تھی، ارمان نے اُس کو ہنزہ میں بنے ایک بنگلو میں رکھا تھا، وہ ہر مہینے کچھ دن ان دونوں کے پاس گزارنے آتا تھا، مشعل اُس کا ڈیڈی کہہ کر پکارتی تھی،

اُس بار بھی اُس نے مشعل سے پراس کیا تھا کہ جلد ہی وہ تمام کام ختم کر کے اُس کے پاس آئیگا، ان پانچ سالوں میں اُس نے مڑ کر آفریدی حویلی کو نہیں دیکھا، تمام اپنوں سے کھٹ کر وہ یہاں گمنامی کی زندگی جی رہی تھی

میری جان آپ کھانا کھاؤ، ڈیڈی آجائیں گے،

اگر آپ کھانا نہیں کھاؤ گئی تو میں آپ کے ڈیڈی کو کال کر کے بولو گی کہ آپ نہ آؤ

اُس نے مشعل کو دھمکی دیتے ہوئے کہا لیکن۔ دھمکی کا اُس پہ کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ کھلکلا کر ہنس پڑی

ڈیڈی میری بات زیادہ مانتے ہیں وہ ضرور آئینگے

اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجاتے ہوئے کہا، وہ ہو بہو دبیر آفریدی کی کاپی تھی سوائے آنکھوں کے رنگ کے،

وہ جب بھی مشعل کو دیکھتی اُس کو اُس ہر جائی کی یاد دلاتی،

اِس تمام عرصے میں وہ اُس کو لاکھ بھلانے کی کوشش کر چکی تھی لیکن آج بھی وہ ویسے ہی اُس کے دل کی مسند پہ براجمان تھا

کاش اُس دن تم میرا یقین کر لیتے تو آج ہم اکٹھی اپنی بیٹی کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہوتے

اُس نے خیالوں میں دبیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا لیکن پھر تمام خیالات جھٹک کر مشعل کو کھانا کھلانے لگی

اے میرے رب مجھے معاف کر دے، جانتی ہوں مجھ سے گناہ ہوا ہے لیکن تُو تو اپنے بندے سے ستر ماؤں سے

زیادہ پیارا کرتا ہے، تُو تو اپنے بندے کے ندامت میں بہائے گئے ایک آنسو سے راضی ہو جاتا ہے،

اے میرے رب میں تجھ سے اِس دنیا کی کوئی آسائش نہیں مانگتی، نہ دولت، نہ مکان، نہ پیروں تلے فرش، نہ سر پہ آسمان،

کچھ نہیں چاہتی بس تیری رضا چاہتی ہوں،

اے میرے مالک مجھ سے راضی ہو جا، مجھے معاف کر دے،

میں تیری گنہگار ہوں، تیرے بندوں کی بھی گنہگار ہوں،

میں نے تیری حدود کو پھلانگتے ہوئے گناہ کیا ہے، اے میرے رب اپنے حبیب کے صدقے مجھے معاف فرما دیں

وہ سجدے میں سر رکھے اللہ کے حضور گریہ زاری کرتے ہوئے معافی طلب کر رہی تھی

اے میرے رب تو راضی ہو جا مجھ سے، تو سب راضی ہو جائینگے مجھ سے

اُس نے سسکتے ہوئے کہا

اللہ بھی تب تک معاف نہیں کرتا جب تک انسان نہ کر دے اور تم نے ایک معصوم کو داغدار کیا ہے، اُسکی عزت کو اچھالا ہے، تم کس منہ سے اللہ سے معافی مانگ رہی ہوں

عقب سے آتی آواز سن کر وہ منجمد ہو گئی تھی اس آواز کو تو وہ لاکھوں میں پہچان سکتی تھی

کس منہ سے تم معافی مانگ رہی ہوں، بولو

وہ اندر داخل ہو کر اسکے سامنے کھڑا ہو گیا جب کہ احد اور زمان وہی دروازے کے وسط میں کھڑے رہے

بولو، بولتی کیوں نہیں

دبیر نے چلاتے ہوئے کہا جبکہ وہ ہنوز سر نیچے کیے آنسو بہا رہی تھی

دوسروں کے گھر، خوشیاں، سکون تباہ کر کے کیسے تم سجدوں میں اپنے لیے سکون مانگ رہی ہوں

دبیر نے غراتے ہوئے پوچھا

ذویانے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو سامنے وہ کھڑا تھا جس کے لیے اس نے یہ سب کیا تھا، پورے پانچ سالوں بعد وہ اُس کو سامنے دیکھ رہی تھی

دبیر

اُس نے آنسو بہاتے ہوئے اُسے پکارا

نام نہیں لوں میر اور نہ یہی زندہ گاڑھ دوں گا

اس نے انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے کہا

معاف کر دوں، جانتی ہوں بہت بُرا کیا ہے تم دونوں کے ساتھ لیکن خدا کے لیے مجھے معاف کر دوں

ذویانے ہاتھ جوڑ کر سسکتے ہوئے کہا

تمہیں معاف کر دوں تمہیں

دیر نے اُس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

- اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ **ریڈرز چوائس**

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

تمہیں تو میں مر کر بھی معاف نہیں کروں گا،

اپنی بیوی کے ایک ایک آنسو کا بدلہ لوں گا تم سے، لیکن پہلے مجھے بتاؤ میری بیوی کہاں ہے، اُس رات میرے گھر سے نکالنے کے بعد تم دونوں نے کیا کیا تھا ذنجبیل کے ساتھ

دبیر نے اُسے وارن کرتے ہوئے ذنجبیل کا پوچھا

لیکن ذویا چھپ رہی اُس کے پاس دبیر کے سوال کا جواب نہیں تھا

بولو اس سے پہلے تمہارے گندے خون سے میں اپنے ہاتھ رنگ بیٹھو

ایک ہی جھٹکے میں ٹیبل پہ پڑی تمام چیزوں کو نیچھے گراتے ہوئے وہ بولا، تمام چیزیں بکھر کر زمین پہ گر پڑی تھی، کانچ ہر طرف بکھر گیا تھا اسی طرح وہ بھی بکھرا ہوا تھا

دبیر کا ڈیول روپ دیکھ کر ذویا سسکتے ہوئے بولی

ماضی

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تو ذنجبیل سامنے بیڈ پہ پڑی تھی

آخر وہ دن آ ہی گیا جب تم میرا کھلونہ بنو گئی

حمدان نے بیڈ پہ ذنجبیل کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

ویسے ماننا پڑے گا ذویا کو، کمال آئٹم پیش کیا ہے

اُس نے دل میں دل میں ذنجبیل کے حسین چہرے کو دیکھتے ہوئے داد دی

جیسے ہی وہ ذنجبیل پہ جھکنے لگا کہ اُسکا موبائل بج اٹھا

ایک غلیظ گالی منہ سے بھگتے ہوئے اُس نے کال اٹھائی تو آگے سے اُسے جو خبر سننے کو ملی وہ حمدان لاشاری پہ قیامت بن کر گری

کام چوروں، ہڈ حراموں، تم سب کہاں مرے تھے جو پولیس نے ڈیرے پہ چھاپہ مار دیا

اُس نے اپنے آدمیوں کو گالیاں بھگتے ہوئے کہا

تم لوگ نکلنے کی کروں وہاں سے، اور اگر پکڑے گئے تو غلطی سے بھی منہ سے کچھ نہ بکناور نہ تم سب کی اپنے ہاتھوں سے جان لوں گا، اب دفع ہوں نکلو وہاں سے سب، میں کچھ کرتا ہوں

اُس نے فون پہ کہتے ہوئے کال کاٹ دی اور بیڈ پہ سے اٹھا

آج تو تم مجھ سے بچ گئی لیکن آخر کب تک بچوں گئی

اُس نے بے جان پڑی ذنجیل کو دیکھتے ہوئے کہا اور کال کر کے تمام حالات ذویا کو بتائیں

جاہل ایک کام بھی تم ڈھنگ سے کر نہیں پائیں، مجھے تم جیسے جاہل پہ یقین ہی نہیں کرنا چاہیے تھا

ذویا نے فون پہ چلاتے کہا

زیادہ دماغ نہ گھوما میرا، میرا ایک بندہ آجائے گا تیرے پاس، اُس کی ذنجبیل کے ساتھ کچھ تصاویر کھینچ کر دبیر آفریدی کو سینڈ کر دینا اور اس چڑیا کو یہی رہنے دینا، وہ تصاویر دیکھ کر دبیر غصے میں پاگل ہو کر اُسے گھر سے نکال دے گا، میرے بندے باہر گات لگائے بیٹھے ہو گئے وہ چڑیا کو اٹھالے گے

لاشاری نے جلدی جلدی دماغ کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے پلان ذویا کو سمجھاتے ہوئے کہا
اور فون کاٹ دیا

حال

اُس کے بعد میں نے حمد ان کے ساتھی کے ساتھ ملکر ذنجبیل کی کچھ نازیبا تصاویر کھینچی اور تمہیں سینڈ کر دیں، اُس رات ذنجبیل کی عزت خراب ہونے سے بچ گئی تھی، پھر میں اپنی جیت کی خوشی سلبریٹ کرنے لاشاری کے گھر گئی اور پھر وہاں وہ سب ہوا،

اس سب کے بعد میں نے آج تک حمد ان کو نہیں دیکھا، مجھے نہیں معلوم اُس رات پھر حمد ان نے ذنجبیل کے ساتھ کیا کیا اور اُس کے بندے ذنجبیل کو کہاں لے گئے، کچھ نہیں جانتی میں

ذویا نے روتے ہوئے تمام بات دبیر کو بتائی جبکہ وہ مٹھیاں بھینچے اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا

پلیز اللہ کے لیے معاف کر دوں مجھے

ذویانے روتے ہوئے کہا

میں تمہیں کیا معاف کروں ذویا،

قدرت نے اپنا انصاف کر لیا ہے، معافی تمہیں مجھ سے نہیں اُس معصوم سے مانگنی چاہیے جس کے ہم دونوں گنہگار
ہے

دعا کروں وہ مل جائیں ورنہ اللہ بھی ہمیں معاف نہیں کریگا

دیر تھکے لہجے میں کہتے ہوئے اٹھا جبکہ پیچھے ذویا وہی جائے نماز پہ بیٹھی روتی سسکتی اللہ سے ذنجبیل کے ملنے کی
دعائیں کرنے لگی

عروش

اُس نے سوچوں میں گم عروش کو پکارا

جی، کچھ کہہ رہے ہیں آپ

اُس نے سوچوں میں سے نکلتے ہوئے پوچھا

میرا بیگ پیک کر دوں

ارمان نے کہا

کیوں آپ کہی جا رہے ہیں

عروش نے پوچھا

ہاں ایک امپورٹنٹ کام ہے اسی سلسلے میں آؤٹ آف سٹی جا رہا ہوں، ہو سکتا ہے کچھ دن وہی لگ جائیں

ارمان نے جوتوں کے تسمے کھولتے ہوئے کہا

آپ آج کل کچھ زیادہ ہی کام کے سلسلے میں آوٹ آف سٹی نہیں جانے لگے

عروش نے پوچھا

مطلب

ارمان بولا

میرا مطلب ہے آپ ایمان یا معاویہ میں سے کسی کو بھیج دیں

ارمان کے پاس بیٹھتے ہوئے وہ بولی

امپورٹنٹ کام ہے میں کیسے اُن دونوں کو بھیج سکتا ہوں

ارمان نے شوز ریک میں رکھتے ہوئے کہا

ویسے ہی جیسے پہلے وہ دونوں آپ کی جگہ جاتے تھے

عروش بولی

لیکن اس بار وہ دونوں نہیں جاسکتے، کام کی نوعیت اس بار کچھ الگ ہے میرے بغیر نہیں ہو سکتا

ارمان بولا

بلکل آپ کا کام ہے اور کام کی نوعیت بھی کچھ اور ہی ہے تو پھر کیسے آپ کے بغیر ہو سکتا ہے

عروش مدھم آواز میں بولی

کچھ کہا تم نے

ارمان نے پوچھا

نہیں کچھ نہیں، میں آپ کا بیگ پیک کر دیتی ہوں

عروش نے کہا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی

کچھ دیر بعد ارمان شاہ لیکر نکلا تو عروش نے اُس کا بیگ ریڈی کیا ہوا تھا

، اگر امپورٹنٹ کام نہ ہوتا تو کبھی تمہیں چھوڑ کر نہ جاتا اپنا خیال رکھنا، جلد ہی تمہارے پاس لوٹ کر آؤ گا

عروش کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے وہ بولا اور باہر نکل گیا

میں تو تا عمر آپ کی راہ دیکھتی نہ تھکو گئی لیکن اب آپ کا لوٹ آنا مشکل ہے اس لیے اپنے لوٹ آنے کی آس کی دیا
میرے ہاتھ میں نہ تمائیں،

ایسے نہ ہوں ایک دن یہ داسی آپ کے لوٹ آنے کا انتظار کرتے کرتے ہمیشہ کے لئے آنکھیں موندھ لیں

عروش نے اُسکی پیٹھ کو نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اپنے آنسو پونچھ کر ارمان کے پیچھے باہر آگئی

سارا دن وہ پاگلوں کی طرح ہر جگہ ذنجیل کو ڈھونڈنے کے بعد اب زمان کے ساتھ آفریدی حویلی کے سامنے کھڑا تھا، پورے پانچ سال بعد وہ آیا تھا، سب کچھ بدل چکا تھا وہ حویلی جس میں ہر وقت خوشیاں رقص کرتی تھی، جہاں ہر طرف قمقمے گونجتے تھے، جہاں ہر طرف چہل پہل رہتی تھی آج ایسی خاموش اور بیابان پڑی تھی جیسے کسی اسیب کا سایہ ہوں،

مردہ قدم اٹھاتا کسی مجرم کی مانند وہ اندر داخل ہوا تو حویلی کا وسط جہاں ہر وقت ملازم ادھر سے ادھر کام کرتے پھرتے تھے، جہاں ہر وقت وہ سب شغل لگائے رکھتے تھے، ویران پڑا تھا،

چاروں طرف اُس نے نظر دوڑائی، سب کچھ اجنبی اجنبی لگ رہا تھا، اتنے میں نجمہ بیگم کیچن میں سے نکلی جیسے ہی اُنکی نظر سامنے پڑی وہ پلک چھپکنا بھول گئی،

پانچ سال بعد وہ اپنے لاڈلے کو دیکھ رہی تھی جبکہ وہ بھی اتنے عرصے بعد ماں کو دیکھ کر ساکت ہو گیا تھا،

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اُسکے پاس پہنچی اور اُسے چھو اور یقین کرنے کی کوشش کی کہ جو سامنے کھڑا ہے وہ آیا دبیر ہی ہے یا اُنکا وہم،

یقین آنے پہ وہ اُس کے گلے لگی اور تیز تیز رونے لگی

نجمہ بیگم کی رونے کی سن کر سب اپنے کمروں سے نکل آئیں، سامنے دبیر کو دیکھ کر سب حیرت زدہ تھے، نجمہ بیگم پاگلوں کی طرح اُسے چھوم رہی تھی

میرا بچہ، اپنی مورے کی جان واپس آگیا

نجمہ بیگم نے روتے ہوئے کہا

نجمہ بیگم کے آنسو صاف کر کے اُس نے اُنہیں گلے لگایا اور ارد گرد نظر دوڑائی تو سامنے ہی مینے آنکھوں میں آنسو لیے اُسے تک رہی تھی،

اتنے عرصے بعد اپنی جان سے پیاری بہن کو دیکھ کر دبیر کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے، اُس نے مینے کے لیے اپنی بانہیں واکی،

جیسے ہی وہ بھاگ کر دبیر کے پاس آنے لگی کہ معاویہ نے اُسے روک لیا

معاویہ چھوڑو مجھے لالا سے ملنا ہے،

مینے نے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہا

یہ شخص تمہارا کچھ نہیں لگتا یہ بات اپنے اس دماغ میں جتنی جلدی بیٹھا سکتی ہو بیٹھا کو تو بہتر ہو گا تمہارے لیے

معاویہ نے مینے سے کہا اور کھینچ کر وہاں سے لے گیا، جبکہ اپنی بہن کو اس حال میں دیکھ کر اُس کے دل میں درد اٹھا

کس سے پوچھ کر تم نے یہاں قدم رکھا ہے

ایک آفریدی نے آگے بڑھ کر چیختے ہوئے کہا

بابا

دیر نے پکارا

مر گیا تمہارا بابا، دفع ہو جاؤ یہاں سے

انہوں نے باہر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا

چاچوں ایک بار دیر کی بات تو سن لے

زمان نے آگے بڑھ کر کہا

کیا سنو، اس نے کچھ سننے کے لئے چھوڑا ہے

انہوں نے کہا

ماموں پلیز ایک بار

زمان نے منت کرتے ہوئے کہا

اور پھر دبیر نے سب کو ذویا اور حمد ان لا و شاری کے رچائے گئے کھیل کا بتایا کہ کس طرح دونوں نے مل کر یہ سب کیا

چلوانتا ہوں اُن دونوں نے یہ سب کیا لیکن تم اتنے کان کے کچے نکلے کہ جس نے جو بولا تم نے یقین کر لیا، کیا تمہیں تھوڑا سا بھی بھروسہ نہیں تھا اپنی بیوی پہ، ایک بار بھی اُس سے پوچھنے کی زحمت نہیں کی

ایک صاحب نے غصے سے کہا

دفع ہو جاؤ یہاں سے اور آئندہ اپنی شکل نہ دیکھانا ہمیں

انہوں نے بھڑے ہوئے لہجے میں کہا

دبیر کہی نہیں جائیگا

بلقیس بیگم نے آگے بڑھ کر کہا

اتنا عرصہ اپنی اولاد سے دور رہنے کا دکھ سہہ رہی ہوں میں کیسے جانتے بوجھتے دوسری عورت کو اس دکھ میں دھکیل دوں، اور اس سب میں دبیر کا کوئی قصور نہیں ہے جو اسے دیکھایا گیا تھا اس کا رد عمل اس کے مطابق تھا، اس لیے دبیر یہی رہے گا

بلقیس بیگم نے کہا اور دبیر کو گلے لگایا جبکہ دبیر ان کا ظرف دیکھ کر شر مندہ کو گیا، یہ سن کر ایک صاحب اپنے روم کی طرف بڑھ گئے جبکہ دبیر حسرت سے انکی پشت دیکھتا رہ گیا

اُس نے سب سے معافی مانگی اور ذمل کو بازوؤں کے حلقے میں لیا

بہت جلد سب پہلے جیسا ہو جائیگا، ذنجبیل کو بہت جلد تمہارے پاس لاؤ گا، وعدہ ہے ایک بھائی کا تم سے

اُس نے ذمل سے کہا اور آغا جان کی طرف بڑھا تو انہوں نے منہ موڑ لیا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے

صبح کے نو بج رہے تھے، ایک خوبصورت صبح کا آغاز ہو چکا تھا، سہانی دھوپ نکلی ہوئی تھی، وہ ہنزہ تقریباً پہنچ چکا تھا، برف پوش پہاڑوں کا سلسلہ تاحد نگاہ نظر آرہا تھا، موسم ٹھنڈا اور خوشگوار تھا، اُس نے اپنی گاڑی بنگلو کے سامنے کھڑی کی اور گاڑی میں سے ایک بڑا سا ٹیڈی بیر، چاکلیٹس کی باسکٹس اور غبارے نکال کر پکڑے اور گاڑی لوک کر کے آگے بڑھا

آگے بڑھ کر اُس نے دروازہ کھٹکھٹایا (یہ بنگلو کریم آباد کے خوبصورت علاقے میں واقع سرینا ہنزہ ہوٹل کے قریب تھا)

کام والی بوانے دروازہ کھولا
بوا کو سلام کر کے ارمان اندر داخل ہوا اور علیزے کا پوچھ کر سیدھا لاؤنج میں آیا جہاں وہ اپنی ڈولز سے کھیل رہی تھی

میری ڈول کیا کر رہی ہے

ارمان نے ہلکا سا گلہ کھنکار کر پوچھا جبکہ وہ ارمان کو سامنے دیکھ کر کھلائی اور خوشی سے دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجاتے چیخ لگا کر اُس کے پاس آئی اور اُس کے گلے لگی

ارمان نے اُس کو گود میں اٹھایا اور اُس کے دونوں گالوں کو چھوما

میری جان،

ارمان نے اُس کو سینے سے لگائے کہا اور اُس کی خوشبو محسوس کرنے لگا ارمان کو مشعل سے دبیر کی خوشبو آتی تھی

ڈیڈ میں نے آپ کا اتنا زیادہ ویٹ کیا

اُس کے پھولے گالوں کو مزید پھولاتے ہوئے کہا ایسے وہ اور بھی کیوٹ لگتی تھی

میری جان ڈیڈی کا کام تھا تبھی، اور بتاؤ آپکی ماما کہاں ہے

ارمان نے اُس سے ذنجبیل کا پوچھا

اسلام علیکم لالا

اتنے میں ذنجیل لاؤنچ میں سلام کرتے ہوئے داخل ہوئی اور آگے بڑھ کر ارمان کے گلے لگی

لالا کی جان کیسی ہوں

ارمان نے پوچھا

ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں اور حویلی میں سب کیسے ہیں

اُس نے جواب دیتے ہوئے سب کا پوچھا

سب ٹھیک ہے اور تمہیں بہت یاد کرتے ہیں،

ارمان نے کہا جبکہ اُسکی بات سن کر ذنجیل خاموش ہو گئی

ڈیڈ آپ یہ سب میرے لیے لائے ہیں

مشعل ارمان کی گود سے اتر کر چاکلیٹ کی باسکٹ اٹھاتے ہوئے بولی

ہاں یہ سب میں اپنی جان کے لیے لایا ہوں

ارمان نے اُس کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا جبکہ وہ یہ سب دیکھ کر بہت خوش ہوئی

اما آپ نے سن لیا ڈیڈ یہ سب میرے لیے ہیں

اُس نے ذنجبیل کو یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ یہ سب صرف میری ہے آپ غلطی سے بھی اس سب کو نہیں چھو سکتی

ہاں جانتی ہوں یہ سب تمہاری ہے

اُس کی بات سن کر ذنجیل نے مسکراتے ہوئے کہا، ذنجیل کی بات سن کر وہ آرام سے اپنے لیے چاکلیٹ نکالی اور ارمان کی گود میں بیٹھ کر کھانے لگی

ذنجیل آخر کب تک تم یہاں سب سے کٹ کر رہوں گی، اس سب میں باقی سب کا کیا قصور جو تم سب کو اذیت میں مبتلا کیا ہوا ہے،

وہ سب آج بھی تمہاری واپسی کی راہ تکتے ہیں،
آغا جان تمہارے غم کی وجہ سے بالکل نڈھال ہو گئے ہیں، مورے، بابا، ذمل سب دن رات تمہارے لوٹنے کی دعائیں مانگتے ہیں، اگر تم نے کسی کو سزا دینی ہے تو دبیر کو دوں باقی سب کو کس چیز کی دے رہی ہو

ارمان نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا

لالا ہم نے ڈیسا بیڈ کیا تھا کہ ہم اس موضوع پہ بات نہیں کرے گے

ذنجیل بولی

لیکن ذنجیل آخر کب تک تم خود کو ایسے اذیت دوں گی اور کب تک تم مشعل کو سب سے دور رکھو گی اور اُس کو دبیر کے آنے کے جھوٹے لارے دلارے دیتی رہوں گی

ارمان بولا

ارمان کی بات کا ذنجیل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا

آپ فریش ہو جائے میں تب تک کھانا لگاتی ہوں

اُس نے اُٹھتے ہوئے ارمان سے کہا اور باہر چلی گی، جبکہ ارمان پیچھے مشعل سے باتیں کرنے لگا

ڈاننگ ہال میں کانٹوں اور چمچوں کی آواز گونچ رہی تھی، وہ تینوں خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے کہ اس خاموشی کو مشعل کی آواز نے توڑا

ڈیڈی آپ نے بولا تھا کہ اس بار آئیں گے تو بابا کو ساتھ لائیں گے

مشعل نے ارمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جبکہ اس کی بات سن کر ارمان اور ذنجیل ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

بولیے نا آپ بابا کو ساتھ کیوں نہیں لائیں،

آپ کو پتہ ہے سب بچے اپنے بابا کے ساتھ سکول آتے ہیں، اُن سے اتنا پیار کرتے ہیں پھر میرے بابا کیوں نہیں آتے اور مجھے پیار کیوں نہیں کرتے

اُس نے معصومیت سے پوچھا

بیٹا میں نے بتایا تھا نا کہ آپ کے بابا بہت دور کسی امپورٹنٹ کام کی وجہ سے گئے ہوئے ہیں، وہ بہت جلد اپنی بیٹی کے پاس آئیں گئے اور وہ آپ کے ہر بڑے ڈے پہ گفٹ بھی تو بھیجتے ہیں نہ،
وہ بہت جلد اپنی بیٹی کے پاس آئیں گے آپ کے لیے بہت ساری ڈولز اور چاکلیٹس بھی لائیں گے

ارمان اسے بہلاتے ہوئے بولا

آپ ہر بار یہی کہتے ہیں لیکن بابا نہیں آتے

مشعل بولی

میری جان میں پکانیکسٹ ٹائم ان کو ساتھ لاؤ گا

ارمان بولا

جھوٹ بولتے ہیں آپ ہر بار جھوٹ بولتے ہیں

مشعل چچ کو پلیٹ میں پھٹختے ہوئے ضدی لہجے میں بولی

مشعل چھپ کر کے کھانا کھاؤ ورنہ مار کھاؤ گی مجھ سے

اس کو مسلسل ضد کر تا دیکھ کر ذنجیل غصے سے بولی

نہیں کھانا میں، جھوٹ بولتے ہیں آپ دونوں، گندی ہے آپ

کرسی پہ سے اٹھ کر روتے ہوئے اندر جاتے ہوئے وہ بولی

ذنجیل کیا ہو گیا ہے، ایسے کون ڈانٹتا ہے

ارمان بولا

آپ کے بے جالا ڈیپار نے اُسے ضدی بنا دیا ہے

ذنجیل بولی

وہ رو رہی تھی، احساس ہے تمہیں اس بات کا یا نہیں

ارمان اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

خود ہی چھپ ہو جائیں گی، آپ کھانا کھائیں

ہنوز کھانا کھاتے ہوئے وہ بولی

تم ہی کھاؤ

ارمان نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولا اور مشعل کے پیچھے گیا

آہستہ سے دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا تو آغا جان سامنے مصلے پہ بیٹھے دعا مانگ رہے تھے، وہ مردہ قدم اٹھاتا انکے پاس آ بیٹھا،

دعا مانگ کر وہ مصلے سے اٹھے اور بیڈ پہ جا بیٹھے

مصلہ اٹھا کر لپیٹ کر اس نے ٹیبل پہ رکھا اور مردہ قدم اٹھاتا بیڈ کے پاس آیا اور ان کی گود میں سر رکھ دیا،

انہوں نے نہ اس کو جھڑکانہ کچھ بولے، خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگے

کچھ ثانیے خاموش رہنے کے وہ بولا

آپ تو میرے دل سے باخوبی واقف ہے آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ میرے لیے کیا ہے،
وہ میری دعاؤں کا صلہ تھی، میں نے اسے اپنے رب سے مانگا تھا اور میرے رب نے مجھے اس سے نوازا دیا لیکن میں
نے اس کی قدر نہیں کی اور پھر میرے رب نے اسے مجھ سے چھین لیا

کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں مرکوز کیے وہ بولا

یہ انسانی فطرت ہے کہ جب اُسے مخلص رشتوں سے نوازا جاتا ہے تو وہ اُن کی قدر نہیں کرتا اور جب وہ اپنی
ناقدری کی وجہ سے اُن رشتوں کو خود سے دور کر دیتا ہے تو دوبارہ اُنہی رشتوں کو ویسے ہی مخلص چاہتا ہے لیکن تب
تک وہ رشتے بہت دور جا چکے ہوتے ہیں اگر ہم دوبارہ ان رشتوں کو اپنی زندگی میں شامل بھی کر لیں تو وہ پہلے جیسے
نہیں رہتا

آغا جان اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے

ایک بار بس ایک بار وہ مجھے مل جائیں کبھی اُسے خود سے دور نہیں جانے دوں گا

وہ بولا

اگر اتنا ہی اُس کا احساس تھا، اگر اتنا ہی پیار تھا تو تب خیال کیوں نہیں آیا جب اُسے اپنی زندگی سے نکال رہے تھے

آغا جان نے پوچھا

تب اندھا ہو گیا تھا میں، جو دیکھا یا گیا اسی پہ یقین کر بیٹھا، اب جب اس کی بے گناہی کا پتہ چلا تو خود کو پل پل مرتا ہوا محسوس کرتا ہوں

اس نے کہا

تو اب بہرے بن جاؤ جیسے تمہیں کسی نے اُس کی بے گناہی کا بتایا ہی نہیں

آغا جان بولے

کیسے آغا جان کیسے، آپ ہی بتاؤ کیسے، اس کا ہجر میرے دل میں پھانس کی طرح چھبتا ہے، اس کی یادوں نے مجھے ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، وہ میری زندگی میری روح کا حصہ ہے، جب بھی اسے بھلانے کی کوشش کرتا ہوں وہ اپنی تمام تر یادوں اور حسین لمحوں سمیت میرے سامنے آکھڑی ہوتی ہے،

ایک لمحہ بھی اس کی یاد سے غافل نہیں ہو پاتا،

راہ چلتے، بھیڑ میں، تنہائی میں، ہر جگہ، ہر طرف وہی ہے

میں میں نہ رہا، اب تو بس وہی ہے،

ایسا لگتا ہے جیسے آہستہ آہستہ میں اپنا ذہنی توازن کھو رہا ہوں

، کہنے کو ہر چیز میسر ہے لیکن پھر بھی اس کی کمی اندر ہی اندر مجھے کھائے جا رہی ہیں، ایسا لگتا ہے جیسا میرا سب کچھ چھن گیا ہوں مجھ سے،

دعا کرے وہ لوٹ آئے ورنہ یہ پچھتاوا اور انتظار میرے جان لیں لے گا

ان کی گود میں سر رکھے کسی چھوٹے بچے کی مانند بلکتے ہوئے وہ بولا جبکہ اپنی جان سے پیارے پوتے کو اس حال میں دیکھ کر انکا دل کٹا تھا

دبیر میرا بچہ حوصلہ کروں، وہ جلد آجائیں گی

-
آغا جان اس کے آنسو پونچھتے ہوئے بولے

-
آغا جان میں اندر ہی اندر مر رہا ہوں

-
وہ نم لہجے میں بولا

-
نہ بولو ایسا دبیر، رحم کروں مجھ بوڑھے پہ

-
اس کی باتیں سن کر آغا جان بولے

-
کیا کرو پچھتاوا اندر ہی اندر کھا رہا ہے مجھے

-
وہ کرب سے بولا

-
میرا بیٹا صبر کروں اور دعا کروں، ذنبیل جہاں کہی بھی ہوں خیریت سے ہوں

وہ بولے

باقی سب کی طرح آپ نے نہ مجھے میرا گناہ یاد دلوایا اور نہ مجھے دھتکارا

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولا

جب تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے تمہیں اپنے کیے پہ ندامت ہے تو پھر میں کیسے تمہیں مزید شرمندہ کروں

آغا جان بولے جبکہ وہ سب کا ظرف دیکھ کر ایک بار پھر شرمندہ ہوا

بابا آپ جلدی سے میرے پاس آئیں اور مجھے اپنے پاس لے جائیں، ماما بہت گندی ہے، مٹی کو غصہ کرتی ہے

وہ ہاتھ میں دبیر کی تصویر پکڑے روتے ہوئے بول رہی تھی، وہ تصویر کی حد تک دبیر کو جانتی تھی جبکہ دروازے کے وسط میں کھڑے ارمان کے دل میں تکلیف ہوئی کہ ان دونوں کی سرد جنگ میں ایک معصوم باپ کی شفقت اور محبت سے محروم ہو گئی تھی

میں اندر آ سکتا ہوں اپنی ڈول کے پاس

اس نے وہی کھڑے پوچھا

جبکہ ارمان کو اندر آتا دیکھ کر اس نے جلدی سے تصویر تکیے کے نیچے چھپائی

ڈیڈ کی جان، ایسے کون کھانا چھوڑ کر آتا ہے

اندر داخل ہو کر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے ارمان نے پوچھا

ماما نے مشی کو غصہ کیا

آنکھوں میں آنسو لیے وہ بولی

میری جان ماما ہے اگر انہوں نے غصہ کر بھی لیا تو اس میں کوئی بڑی بات تو نہیں

ارمان اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا

ڈیڈ میں بابا کو مس کرتی ہوں، جب بھی میں بابا کو یاد کروں، ماما ایسے ہی غصہ ہوتی ہے

ارمان سے ذنجبیل کی شکایت کرتے ہوئے وہ بولی

میری جان بابا کو مس کرتی ہیں

اس کو گود میں لیتے ہوئے اس نے پوچھا

بہت، میں ہر وقت اپنے بابا کو مس کرتی ہوں

اس نے زور و شور سے سر ہلاتے ہوئے تائید کی

میرا پر اس ہے اپنی ڈول سے، میں ضرور آپ کو بابا کے پاس لے جاؤنگا

ارمان بولا

پکا پر اس

مشعل بولی

ہاں

ارمان نے کہا جبکہ اس کی بات سن کر وہ خوشی سے اس کے گلے لگ گئی

ذمل کہاں گم ہوں، فلز اکب سے رورہی ہے

یمان نے سوچوں میں گم ذمل کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا

آہ ہاں، کیا ہوا،

سوچوں سے نکل اپنے آنسو پونچھتی وہ بولی

فلز اکب سے رورہی ہے

یمان نے گود میں اٹھائی فلز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا

لائیے دیجئے، پتہ نہیں کہاں کھو گئی تھی میں

فلز اکو اس سے لیتے ہوئے وہ بولی جبکہ یمان نے اس کے بجھے بجھے روپ کو دیکھ کر اس سے آج بات کرنے کی ٹھان

لی

ماں کی آغوش میں آتے ہی وہ سو گئی تھی، فلز اکو بیڈ پہ ڈال کر جیسے ہی وہ باہر جانے لگی کہ یمان نے اس کا ہاتھ پکڑا

ادھر بیٹھو کچھ بات کرنی ہے میں نے

یمان نے اس کو پاس بیٹھاتے ہوئے کہا

ادھر دیکھو میری طرف اور بتاؤ کیا بات ہے، کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہوں

اس کے ہاتھوں کو ہاتھوں میں لیے وہ بولا جبکہ اس کی اس انداز میں سحائی پہ وہ پوٹ پوٹ کر رو دیا

سینے سے لگا کر ارمان نے اسے ڈھیر سارا رونے دیا

ذنجبیل کی وجہ سے پریشان ہوں؟

ڈھیر سارا رونے کے بعد اسکے آنسو پونچھتے ہوئے یمان نے پوچھا جس پہ اس نے اثبات میں سر ہلایا

پتہ نہیں کہاں کس حال میں ہو گئی میری بہن،

یمان آپ کو پتہ ہے نہ وہ کتنی نا سمجھ ہے اگر کسی غلط ہاتھوں میں گئی ہوئی تو ہم کیا کریں گے، اس کے ساتھ اگر کچھ ایسا ویسا ہوا ہوں تو

وہ نم لہجے میں بولی

ذمہ اللہ کی ذات پہ بھروسہ رکھو وہ ذنجبیل کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دے گا

یمان نے اس کے ہاتھوں کو رب کرتے ہوئے کہا

لیکن

لیکن ویکن کچھ نہیں، جب اللہ کی ذات پہ کامل یقین ہوں تو پھر لیکن ویکن آگر مگر کچھ نہیں ہوتا،

اور جو لوگ اللہ کی ذات پہ یقین رکھتے ہیں نہ تو پھر اللہ بھی انہیں تنہا نہیں چھوڑتا،

اس لیے میری جان صبر کا دامن تھا مے رکھو اور اللہ سے دعا کروں کہ وہ جلد ہمیں ذنجبیل سے ملو ادیں

اس کے چہرے سے بال ہٹھاتے ہوئے بولا جب کہ اس کی باتیں سن کر ذل کے دل سے کچھ بوجھ ہٹھا اور اس نے
یمان کے سینے پہ سر رکھ دیا

اب میں تمہیں آئندہ کبھی بھی روتا ہوا نہ دیکھو

یمان ہولے ہولے اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا اس کی بات سن کر ذل نے اثبات میں سر ہلایا

چھوڑوں مجھے کون ہوں تم لوگ

وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے چیختے ہوئے بولا

چھپ اب اگر آواز نکالی تو قطعاً تم پہ رحم نہیں کروں گا

ان میں ایک آدمی بولا

تم لوگ نہیں جانتے میں کون ہوں، چھوڑوں مجھے تم لوگوں کا وہ حال کروں گا کہ خود کے پیدا ہونے پہ افسوس کروں گے

ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کرتا ہوا بولا

اچھی طرح جانتے ہیں تمہیں اور افسوس تو تم اپنے پیدا ہونے کا کروں گے

اس کو کرسی پہ بیٹھا کر باندھتے ہوئے وہ بولا

کون ہوں تم لوگ اور کیا چاہتے ہوں

وہ چیختے ہوئے بولا

کچھ دیر میں تمہیں پتہ چل جائیگا کہ کیا چاہتے ہیں ہم

وہ آدمی بولا

شیدے باس آگیا ہے

اتنے میں ایک آدمی باہر سے آکر بولا

اتنے میں وہ اندر داخل ہوا اس کے اشارہ کرنے پہ ایک آدمی آگے بڑھا اور اس کی آنکھوں سے پٹھی ہٹھائی

کمرے کی دیوار میں بنے ایک چھوٹے سے سوراخ سے آتی روشنی اس کی آنکھوں پہ پڑی، روشنی کی وجہ سے اس کی آنکھیں چندھیان گئی تھی

سب آدمی کمرے سے باہر نکل گئے تھے جبکہ وہ سامنے پشت کیے کھڑا ہاتھ میں پکڑے سگریٹ کا کش لگاتا دھواں ہوا میں چھوڑ رہا تھا

، روم میں اندھیرے کی وجہ سے وہ اسے دیکھ نہیں پارہا تھا

کون ہوں تم اور کیا چاہتے ہوں

اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے وہ بولا لیکن ہنوز وہ خاموش رہا

تم جانتے نہیں، تم نے کس سے پنگا لیا ہے، میں تمہارا جینا حرام کر دوں گا

وہ چلاتے ہوئے بولا

شش زیادہ شور کرنے والے لوگ مجھے نہیں پسند اس لیے اپنا منہ بند رکھو اور تب ہی کھولنا جب میں بولنے کا کہو،
ایسا نہ ہوں تمہارے شور سے مجھے غصہ آئیں اور میں تمہاری زبان کاٹ ڈالوں

اسی پوزیشن میں پشت کیے کھڑا وہ وارن کرتے لہجے میں بولا

اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ حمد ان لاشاری کے پورے جسم میں سنسنی سی پھیل گئی تھی

کچھ دیر بعد کمرے کی خاموشی کو سوچ بورڈ کی آواز نے توڑا، لائٹ جیسے ہی آن ہوئی اپنے سامنے کھڑے دبیر کو دیکھ کر اس کے پسینے چھوٹ گئے تھے،

سرخ انگارہ آنکھیں، بڑھی ہوئی شیو اور بکھرے حلیے میں وہ سامنے کھڑا تھا

دبیر آفریدی

مدھم آواز میں وہ بڑبڑایا

ہاں میں

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ اس کی جانب بڑھ رہا تھا ویسے ویسے لاشاری کو حلق میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے، دبیر اسے موت کے فرشتے سے کم معلوم نہیں ہو رہا تھا

وہ چلتا چلتا اس کے پاس رک گیا اور چیئر پہ جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا، کچھ دیر اسکی آنکھوں میں جھانکنے کے بعد پلک جھپکتے اس نے چاقو اس کے ہاتھ میں گھسا ڈالا

ایک دلخراش چیخ کمرے میں گونجی، تکلیف سے وہ بلبلا رہا تھا، چیخ رہا تھا جبکہ وہ ہنوز وہ پرسکون کھڑا اس کی چیخوں کو سن رہا تھا

اور بھی چیخوں تمہارے چینیں مجھے سکون دے رہی ہیں

اس کے ہاتھ سے چاقو نکالتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں گھساتے ہوئے وہ بولا

اپنے انہی ناپاک ہاتھوں سے تو نے میری بیوی کو چھوا تھا

چاقو پہ زور ڈالتے دبیر چیختے ہوئے بولا جبکہ درد کی تکلیف سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا

آگے بڑھ کر دبیر نے اُس پہ ٹھنڈا پانی ڈالا، درد سے کراتے ہوئے وہ ہوش میں آیا

ایک بار پھر درد سے بلبلا تے ہوئے دبیر کو پاس آتے دیکھ کر وہ بولا

دبیر میری بات سنو، میں نے کچھ نہیں کیا وہ سب ذویانے کیا تھا تمہیں حاصل کرنے کے لیے ورنہ میں تو ذنجبیل کو جانتا بھی نہیں، میرا یقین کروں

جانتا ہوں سب جانتا ہوں، کس طرح تم دونوں نے ملکر میری خوشیوں بھری زندگی کو آگ لگا دی

اُس کے بالوں کو مٹھی میں جھکڑتے ہوئے وہ بولا

اب بتاؤ اُس دن وہ گندہ کھیل کھیلنے کے بعد تم نے ذنجبیل کو کہاں غائب کروایا تھا

اُس کے بالوں کو جھٹک کر وہ بولا

میں نہیں جانتا

لاشاری بولا

بولو ورنہ تمہاری چمڑی ادھیڑ کر رکھ دوں گا

دبیر چیختے ہوئے بولا، اب کی بار دبیر نے اُس کا ناخن گوشت سے اکھاڑا

اب بولو اب بھی نہیں بتاؤ گے

اُس کے دوسرے ناخن پہ چاقور کھتے ہوئے وہ بولا

بتاتا ہوں، بتاتا ہوں، دور کروں اسے

جلدی سے وہ بولا

- اسلام علیکم!

ہمارے ادر گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ <https://ezreaderschoice.com> اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

اُس رات جب تم نے ذنجبیل کو فلیٹ سے نکالا تو میرے آدمی اُس کے تعاقب میں تھے وہ اُس کو اٹھانے ہی والے تھے کہ ذنجبیل سامنے سے آتی کار سے ٹکرائی اور پھر لاشاری ایک ایک کر کے سب بتاتا چلا گیا

کون تھا جو ذنجبیل کو اٹھا کر لے گیا تھا

میں نہیں جانتا کون تھا وہ

وہ ڈرتے ڈرتے بولا

بولو ورنہ میں تمہاری جان لے لو گا

دیر چاقو اُس کی آنکھوں کے گرد پھیرتے ہوئے بولا

نہیں جانتا، اللہ کی قسم نہیں جانتا، رحم کروں مجھ پہ، اللہ کے لیے چھوڑ دوں مجھے

وہ روتے ہوئے معافی مانگ رہا تھا

دیر نے چاقو زور سے اُس کے بازو میں مارا، درد کی شدت سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا

شیدے

اُس نے اپنے آدمی کو آواز لگائی

جی سر

جلدی سے اندر داخل ہوتے ہوئے وہ بولا

اس پہ نظر رکھو اور جب ہوش میں آئیں تو اچھی طرح اس کی خدمت کرنا
، ایسی خدمت کرنا کہ موت کی بھیک مانگے

کپڑے سے اپنے خون آلود ہاتھوں کو صاف کرتے ہوئے وہ بولا

جو حکم سر

شیدہ بولا

ایک حقارت بھری نظر اُس کے بے جان وجود پہ ڈالے وہ باہر کی اوڑھ بڑھ گیا

ڈیڈ آپ جارہے ہیں،

مشعل نے آنکھوں میں آنسو لیے اُس سے پوچھا

میری جان نہیں روؤ، میں اپنی جان کے پاس جلد آؤ گا اور اپنی جان سے جو پرامس کیا ہے اس بار وہ ضرور پورا کروں گا

گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُس کے گلابی پھولے ہوئے گالوں پہ پیار کرتے ہوئے وہ بولا

ارمان کی بات سن کر وہ ہوش ہوئی اور اُس کے گلے لگ کر اُس کے گال پہ کس کیا
ارمان نے اُس کو گلے لگایا اور خوب سارا پیار کیا

اپنا اور مشعل کا بہت خیال رکھنا اور جو بھی بات ہوں مجھے کال کرنا

اُس نے ذنجبیل کے ماتھے پہ بوسہ دیا اور کہا جبکہ اُس نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ اُن دونوں کو خوب ساری تاکید کرنے کے بعد وہ باہر کی جانب بڑھا

سارے دن کا تھکا ہارا جب وہ حویلی آیا تو سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے

سامنے ہی لاؤنچ میں بیٹھی مینے (اس عرصے میں سب کے بچے بڑے ہو گئے تھے، مینے کا عرشان اور ماہ کی فلز اہم عمر ہی تھے جبکہ ذل کا عفان ان سے چھوٹا تھا) پانچ سالہ عرشان کو کھانا کھلا رہی تھی، دبیر آگے بڑھا اور اس کے پاس بیٹھ گیا،

مینے نے سر اٹھا کے دیکھا تو سامنے وہ بیٹھا تھا، اپنے جان سے پیارے بھائی کو دیکھ کر وہ اس کے گلے لگی اور رونے لگی

مینے بس کروں، کتنا روؤ گی، آنکھوں میں ٹینکی فٹ کروائی ہے کیا

اس کو مسلسل روتا دیکھ کر وہ بولا جبکہ دبیر کی بات سن کر وہ روتے روتے ہنس دی

للا آپ کو ایک دفع بھی میرے اور مورے کا خیال نہیں آیا اتنے عرصے میں، ایک بار بھی پلٹ کر آپ نے ہمارا نہیں پوچھا

اس سے شکوہ کرتی وہ نم لہجے میں بولی

میں اور میرا رب ہی جانتا ہے یہ عرصہ تم لوگوں کے بغیر کیسے گزارا ہے میں نے، اب کبھی تمہیں اور مورے کو چھوڑ کر نہیں جاؤنگا وعدہ ہے تم سے

دبیر بولا

اور اس کو دیکھو یہ تو بالکل تمہاری کاپی ہے

عرشمان کو پیار کرتے ہوئے بولا اور اپنی گود میں بیٹھایا

وہ دونوں آپس میں پرانی باتیں یاد کر کے ہنس رہے تھے کہ اتنے میں معاویہ لاؤنچ میں داخل ہوا، مینے کو دبیر کے ساتھ ہنستا کھلکھلاتا دیکھ کر وہ غصے سے آگ بگولہ ہوا

کیا ہو رہا ہے یہاں اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بیٹے کو گود میں اٹھانے کی

آگے بڑھ کر عرشان کو اس کی گود سے اٹھاتے ہوئے وہ غرایا جبکہ معاویہ کو سامنے دیکھ کر مینے کو سانپ سونگھ گیا تھا

معاویہ میری بات سنو

دبیر بولا

کچھ نہیں سننا میں نے اور خبردار اگر آج کے بعد اگر تم میرے بیٹے یا بیوی کے قریب بھی آئیں

معاویہ اس کو وارن کرتے ہوئے بولا

بہن ہے میری اور تم مجھے میری بہن سے ملنے سے نہیں روک سکتے

دبیر مینے کو قریب کرتے ہوئے بولا

بہن تھی تمہاری، اب میری بیوی ہے اور بہتر ہے کہ تم میری بیوی سے دور رہو ورنہ اچھا نہیں ہوگا

مینے کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولا

کیا کر لوں گے تم، بولو،

دبیر نے آگے بڑھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا

جان لے لوں گا میں تمہاری، بے غیرت انسان

معاویہ اس کے چہرے پہ پتھر مارتے ہوئے بولا

وہ دونوں آپس میں گھتم گھتا ہو گئے تھے، شور کی آواز سن کر سب خواتین کمروں سے باہر آ گئی تھی، وہ دونوں مسلسل ایک دوسرے پہ مکوں اور تھپڑوں کی برسات کر رہے تھے جبکہ مینے کھڑی رو رہی تھی، مرد حضرات گھر پہ نہیں تھے آغا جان بھی کسی کی تعزیت کے لیے گئے ہوئے تھے

معاویہ دبیر بس کروں، بہت ہو گیا

بلقیس بیگم دونوں کو روکتے ہوئے بولی لیکن وہ دونوں مسلسل ایک دوسرے کو مار رہے تھے

عروش بھاگتے ہوئے باہر آئیں تاکہ کسی کو مدد کے لیے بلائیں کہ اتنے میں ارمان کی کارپورچ میں آکھڑی ہوئیں، عروش بھاگ کر اس کے قریب گئی، ارمان کار میں سے اترالین سامنے روتی ہوئی عروش کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہوئے اور وہ جلدی سے آگے بڑھا

کیا ہوا عروش، کیوں رو رہی ہوں

ارمان نے پریشانی سے پوچھا

معاویہ اور دبیر ایک دوسرے کی جان لینے تلے ہوئے ہیں، مسلسل لڑ رہے ہیں وہ آپ پلیز جلدی چلیں

عروش روتے ہوئے بولی

دبیر

ارمان زیر لب بولا اور جلدی سے اندر کی جانب بھاگا

وہ دونوں مسلسل لڑ رہے تھے، معاویہ کے ناک جبکہ دبیر کے ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا لیکن غصہ تھا کہ دونوں کا کم نہیں ہو رہا تھا، خواتین مسلسل انہیں روک رہی تھی

ارمان جلدی سے آگے بڑھا

چھوڑو معاویہ بس کروں کیا ہنگامہ لگایا ہوا ہے

ارمان دونوں کو چھڑاتے ہوئے بولا

-

لیکن وہ دونوں باز نہیں آرہے تھے

-

بس بہت ہو گیا اب اگر تم دونوں باز نہیں آئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

-

وہ دبیر کو پیچھے دھکیلتے ہوئے بولا

-

اس کو بولیں میری بیوی اور بچے سے دور رہیں

-

وہ چیختے ہوئے بولا

-

بہن ہے میری تم ہوتے کون ہوں مجھے میری بہن سے دور کرنے والے

-

دبیر بولا

-

شوہر ہوں میں اس کا اب گر میں نے تمہیں اپنی بیوی کے پاس دیکھا تو اچھا نہیں ہوگا

وہ بھپڑے شیر کی مانند بولا

کیا کر لوں گے تم

ٹھیک ہے تو سنو میں معاویہ ظہیر آفریدی اپنے پورے ہوش و حواس میں مینے کو طلاق

اس سے پہلے کہ معاویہ بولتا آگے بڑھ کر ارمان نے ایک زوردار تمنا چاہی اس کے منہ پہ مارا جبکہ لاؤنچ میں کھڑے سب لوگوں پہ سکتہ طاری ہو چکا تھا جبکہ مینے تو ایسے جیسے کسی نے اس کے جسم سے روح کو کھینچ نکالا ہوں، وہ بے یقینی سے معاویہ کو دیکھ رہا تھا، اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ معاویہ اس کو طلاق دینے والا تھا، خود سے جدا کرنے والا تھا

شرم آنی چاہیے تم دونوں کو، ڈوب مرو شرم سے

ارمان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا

شرم کا مقام ہے تم دونوں کے لیے کہ تم دونوں اپنی لڑائی میں عورتوں کو شامل کر کے نامردوں کی طرح لڑ رہے ہوں

ارمان بولا جبکہ ان دونوں نے ارمان کی بات سن کر سر جھکالیا

دفع ہو جاؤ یہاں سے، اس سے پہلے کہ میرے ہاتھوں کچھ غلط ہو جائیں

لالا

معاویہ بولا

میں نے کہا دفع ہو جاؤ معاویہ

ارمان غصے سے چلاتے ہوئے بولا

معاویہ نے ایک نظر ساکت کھڑی مینے پہ ڈالی اور باہر چلا گیا

عروش مینے کو کمرے میں لے جاؤ، اب سے مینے ہمارے ساتھ ہمارے پورشن میں رہیں گئی

ارمان نے عروش سے کہا

جی

عروش کہہ کر مینے کو ساتھ لے گئی

چلو سب اپنے اپنے کام کروں

وہ تمام ملازموں سے بولا

اور تم میری روم میں آؤ

دبیر سے کہہ کر ارمان روم کی طرف بڑھ گیا

ارمان نے اس کی ٹھیک ٹھاک کلاس لی تھی، اس وقت روم میں بیٹھا سوچ رہا تھا، اس کی ایک غلطی کی وجہ سے وہ اپنے کتنے ہی قیمتی رشتوں کو کھو چکا تھا، آغا جان کو بھی دونوں کی لڑائی کا علم ہو چکا تھا انہوں نے دونوں کو بلا کر ٹھیک ٹھاک سنائی تھی اور آئندہ ایسی کسی بھی حرکت سے باز رہنے کی سختی سے تاکید کی تھی

آہ کیا کر دیا میں نے

ٹھنڈی سانس بھرتے وہ بولا اور اُٹھ کر شاہور لینے بڑھ گیا

کچھ دیر بعد شاہور لیکر وہ نکلا تو کچھ اچھا محسوس کر رہا تھا، بالوں میں گھنگلی کر کے وہ بیڈ کی طرف بڑھا اور تکیے پہ سر رکھتے ہی وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا

لان میں بیٹھا وہ مسلسل مینے کو سوچ رہا تھا، بار بار اس کے سامنے مینے کی پتھرائی آنکھیں آرہی تھیں، جن میں وہ ہمیشہ اپنے لیے محبت کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھتا آیا تھا، آج وہ آنکھیں ہر قسم کے جزبات سے عاری تھیں، آج ان آنکھوں میں نہ محبت تھی نہ نفرت نہ شکوہ

یہ کیا ہو گیا مجھ سے، غصے میں اتنا اندھا ہو گیا تھا کہ اپنی روح کی ساتھی کو خود سے جدا کرنے والا تھا

دیوار پہ مکہ مارتے وہ بولا

اگر آج میں مینے کو خود سے جدا کر دیتا تو کیسے جیتا اس کے بغیر

اس خیال کے آتے ہی اس کا دل بند ہونے لگا تھا

نہیں میں تمہیں کبھی خود سے دور نہیں کروں گا، تم صرف میری ہوں

وہ مینے کو دل میں مخاطب کرتا بولا اور اس کو منانے اندر بڑھ گیا

یہ منظر ہے ایک قبرستان کا جہاں شہزادوں سی آن بان لیے ایک شخص قبر کے پاس بیٹھا شہر خاموشاں کی شہزادی کو پکار رہا تھا لیکن وہ شہزادی اس ظالم دنیا سے روٹھی ابدی نیند سوچکی تھی

"میں چاہتی ہوں کہ جب میں آپ سے بہت دور کہی زندگی کی چند گنی چنی سانسیں لے رہی ہوں تب آپ کو مجھ سے روح کو جھلسا دینے والا عشق ہو جائے اور یہ عشق اس قدر جھلسا دینے والا ہوں کہ اس میں آپ سر تاپاؤ جھلس جائیں، آپ کو میری ذات کے علاوہ کہی سکون اور راحت کے لمحات میسر نہ ہوں اور تب آپ سکون کی تلاش میں در در مجھے دیوانوں سے ڈھونڈتے پھرے لیکن تب میں آپ کو کہی میسر نہ ہو، آپ مجھے پکارتے رہ جائیں اور میں وہاں نیلے افق پہ جا کر ابدی نیند سوچکی ہوں

کہی دور سے اس ہر جائی کو شہزادی کی آواز سنائی دی گئی جسکو سن کے اس ہر جائی کے دل میں ایک درد اٹھا،

لیکن یہ درد اس زخم سے کم تھا جو اس معصوم کو دیا گیا تھا، لیکن اب اس پچھتاوے اور آنسوؤں کا کوئی فائدہ نہ تھا،

کیونکہ وقت بیت چکا تھا، معاف کرنے والی کب کا دل میں بے وفائی کا درد، محبت نہ ملنے کا غم ساتھ لیے قبر میں جا سوئی تھی،

جبکہ پیچھے اس ہر جائی کیلئے پچھتاوے کی ایک آگ چھوڑ گئی تھی جسمیں اس ہر جائی کو تا عمر جلنا تھا

محبوب ایک قیمتی ہیرے کی مانند ہوتا ہے اور ہیرے کی قیمت جوہری ہی جانتا ہے اگر ہیرہ کسی بے قدرے اور ناسمجھ کے ہاتھ لگ جائیں تو وہ اسے پتھر سمجھ کر پھینک دیتا ہے جبکہ جوہری اُسی ہیرے کی حفاظت کے لیے جان کی بازی بھی لگا دیتا ہے،

یہی قاعدہ محبت کا بھی ہے کچھ لوگ محبوب کو ہیرے سے بھی بڑھ کر سنبھال کر رکھتے ہیں دل کے نہا خانوں میں جبکہ کچھ لوگ محبوب کو پتھر سمجھ کر ٹوک مار کر گزر جاتے ہیں،

کہ اچانک سے ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا

اب تم بتاؤ بیٹا تم جوہری ہوں یا ناقدرے

بوڑھا آدمی بولا

ناقد رہ، سچ کہا آپ نے وہ ہیرا ہی تھا جسکی میں نے قدر نہیں کی

وہ نم لہجے میں بولا

قدر ناکر نے والوں کو محبت اپنی قدر ہجر کی صورت میں کرواتی ہے، پھر جب قدر ہوتی ہے تو محبت ایک ناگ بن کر ہر لمحہ دل کو ڈھستی رہتی ہے اور تم ٹھہرے ناقد رے تو پھر اب ہجر کا مزہ چکھو، اب تا عمر تم محبت کے اس دیس میں ہجر کا مارا دل لیے پھرتے رہو گے، خدا تمہارے صبر کی عمر کو دراز کریں

اس کی کندھے پہ تھپکی دیتے بوڑھا آدمی اٹھا اور اللہ کا ذکر کرتا قبرستان میں کہی غائب ہو گیا جبکہ وہ ہارے ہوئے جواری کی مانند وہی اس کی قبر کی نم مٹھی کو دیکھتا رہا

سنو یہ چند لمحے ہیں..

محبت سے بسر کر لوں...

عین ممکن ہے جاناں...

ہوا کے دوش پہ ایک دن...

تمہیں پیغام یہ آئیں...

وہ جن کی جان تھے ناتم...

وہ جان سے ہار بیٹھے ہیں

ابھی اسے سوئے کچھ ہی وقت ہوا تھا کہ اس بیانک خواب سے وہ اُٹھ بیٹھا تھا، اس کا سارا جسم پسینے سے شرابور تھا، اس کا دل ذور زور سے دھڑک رہا تھا، کمبل کو خود سے ہٹھا کر اس نے جوتے پہنے اور بالکونی میں آکر ٹھنڈی ہوا میں لمبی لمبی سانسیں لینے لگا

اے میرے رب مجھے کبھی بھی اس آزمائش میں نہ ڈالنا، میں اس کی اور جدائی برداشت نہیں کر سکتا، بے شک تو سب سے بہترین حفاظت کرنے والا ہے وہ جہاں بھی ہے اسے اپنے حفظ و امان میں رکھ

آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دبیرِ نم آنکھوں سے بولا

اماں مشعل ابھی تک نہیں اٹھی

گارڈن میں سے توڑی ہوئی سبزیوں کی ٹوکری ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اس نے پوچھا

نہیں بیٹا ابھی تک نہیں جاگی، میں ابھی اسے جاگانے ہی جا رہی تھی

اماں بولی

آپ رہنے دیں میں دیکھتی ہوں اسے

بو اسے کہہ کر وہ روم کی طرف بڑھی

دروازہ دھکیل کر وہ اندر داخل ہوئی تو وہ کمبل میں دبکی سوئی تھی

مشی اٹھ جاؤ میری جان، صبح ہو گئی ہے

کھڑکیوں پہ سے پردے ہٹھاتے ہوئے وہ بولی لیکن آگے سے اس نے کوئی جواب نہیں دیا

ذنجیل تشویش سے آگے بڑھی کیونکہ مشعل اس کی ایک آواز پہ اٹھ جاتی تھی

اس نے جیسے ہی اس پہ سے کمبل ہٹھایا تو وہ پسینے سے شرابور سرخ چہرہ لیے سوئی تھی، اس نے جیسے ہی اس کی پیشانی کو چھوا تو وہ بخار کی وجہ سے تپ رہی تھی

مشی میری جان انکھیں کھولو، کیا ہوا ہے

اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے وہ بولی لیکن وہ ٹھس سے مس نہ ہوئی

اماں اماں

اس نے روتے ہوئے اماں کو پکارا

کیا ہوا ہے بیٹی، سب ٹھیک ہے

اماں ڈرائیور کو بولے جلدی سے گاڑی نکالے، مشعل کو ہو اسپتال لے جانا ہے

وہ بولی

بٹی ڈرائیور تو کسی کام سے باہر گیا ہوا ہے ایسا کرتے ہیں ڈاکٹر کو کال کر لیتے ہیں

انہوں نے کہا

ذنجبیل نے کال کر کے ڈاکٹر کو بلا یا کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر آکر کچھ ضروری ہدایات دے کر جا چکا تھا، وہ اس کے سرہانے بیٹھی ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کر رہی تھی، اس نے ارمان کو بھی کال کی تھی لیکن اس کا نمبر آف تھا، دوپہر تک اس کے بخار میں کمی کے بجائے مزید شدت آئی تھی، وہ اماں اور ڈرائیور کی مدد سے مشعل کو ہسپتال لے گئی تھی

وہ میٹنگ روم سے باہر آیا اپنی سیکرٹری سے دبیر کو روم میں آنے کا کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا

روم میں داخل ہو کر اس نے لیپ ٹاپ ٹیبل پہ رکھا اور پاکیٹ میں سے موبائل نکال کر آن کیا تو ذنجبیل کی کئی کالز آئی ہوئی تھی

-
ذنجبیل کی اتنی کالز، ان شاء اللہ خیریت ہوگی

-
ذنجبیل کو کال بیک کرتے ہوئے بولا

-
رنگ جا رہی تھی مگر کوئی کال پک نہیں کر رہا تھا وہ پریشانی میں کمرے میں ٹھہلنے لگا اس نے پھر سے کال کی تو اس بار کال پک کی گئی

-
ذنجبیل کیا ہوا ہے سب خیریت ہے

-
وہ جلدی سے بولا جبکہ اندر داخل ہوتا دبیر ذنجبیل کا نام سن کر وہی منجمد ہو گیا تھا لیکن پھر اپنا وہم سمجھ کر اندر داخل ہونے لگا

-
ذنجبیل رو نہیں میری جان اور بتاؤ کیا ہوا ہے

جکے اس بار پھر ارمان کے منہ سے ذنجیل کا نام سن کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ ارمان ذنجیل سے ہی بات کر رہا ہے

کئی سوچیں دبیر کے ذہن میں آرہی تھی لیکن کچھ بھی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا

لالا کی جان رومت، میں آرہا ہوں، اپنا اور مشعل کا خیال رکھو

ارمان بولا جبکہ مشعل کا نام سن کر دبیر چونکا اور سوچنے لگا کہ یہ مشعل کون ہے

میں آتا ہوں

ارمان نے کہہ کر کال کٹ کی اور کار کی چابی اٹھا کر باہر نکلا

دبیر جلدی سے سائیڈ پہ ہوا، ارمان جلدی سے سیکرٹری کے روم کی طرف بڑھا

ثانیہ جلدی سے میری ہنزہ کی ٹکٹ بک کر او جلدی

اس کی سنے بغیر ارمان کہہ کر باہر چل دیا

جبکہ دبیر سوچنے لگا کہ اگر ارمان نے کال پہ ذنجیل سے بات کی اور آنے کا بولا تو پھر وہ ہنزہ کی فلائٹ کیوں بک کروا رہا ہے، سب کچھ اس کی سمجھ سے باہر تھا

کہی لالانے ذنجیل کو ہنزہ میں تو نہیں رکھا ہوا

دماغ کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس نے سوچا، اس سوچ کے آتے ہی اس نے موبائل نکالا اور اپنی ہنزہ کی ٹکٹ بک کروائی

کیچن میں کھڑی وہ شام کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی کہ اسے ارمان نے کال کر کے اپنے آؤٹ آف سٹی جانے کا بتایا اور اسکی سنے بغیر کال کاٹ دی

ارمان میں سوچ بھی نہیں کر سکتی تھی کہ آپ مجھے یوں نظر انداز کریں گے

وہ روتے ہوئے دل میں ارمان سے شکوہ کرتے ہوئے بولی کہ اتنے میں آغا جان کیچن میں پانی لینے آئیں تو سامنے وہ کھڑی رو رہی تھی، آغا جان کو دیکھ کر اس نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے

آغا جان آپ یہاں، کچھ چائیے تھا تو مجھے بتا دیتے، اور یہ سب ملازم کہاں ہے جو آپ خود آگئے

اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا

سب اپنے کاموں میں مصروف تھے تو میں نے سوچا کیا کسی کو تکلیف دوں خود ہی پانی لے لیتا ہوں

آغا جان بولے

حد کرتے ہیں آغا جان، آپ روم میں جائیں میں پانی لے کر آتی ہوں

عروش ناراض ہوتے ہوئے بولی

ٹھیک ہے بیٹا

یہ کہہ کر وہ چلے گئے

پانی لیکر وہ آغا جان کے روم میں آئی

یہ لیں پانی

گلاس میں پانی ڈال کر ان کو پکڑاتے ہوئے ان کے پاس بیٹھی

شکریہ بیٹی

پانی پی کر اس کو گلاس پکڑاتے ہوئے وہ بولے، اس نے گلاس ٹیبل پہ رکھ دیا

ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو

آغا جان اس سے بولے، وہ آکر ان کے پاس بیٹھ گئی

اب بتاؤ کیوں رو رہی تھی میری بیٹی

انہوں نے شفقت سے پوچھا

نہیں آغا جان میں تو نہیں رو رہی تھی

اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

میری بیٹی جب اولاد پریشان ہوں تو ماں باپ کو پتہ چل جاتا ہے، اب بتاؤ کیا ہوا ہے

عروش کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولے جبکہ انکی اس قدر محبت پہ اس کی آنکھیں بھیگ گئی تھی

بتاؤ بیٹی کسی نے کچھ کہا ہے

اس نے نفی میں سر ہلایا

تو پھر ارمان نے کچھ کہا ہے تم سے

اس ستمگر کا نام سن کر اس کی آنکھیں ٹپ ٹپ آنسو برسانے لگی

بتاؤ میری بیٹی میں اس کھوتے کے کان کھینچوں گا، میری اتنی پیاری بیٹی کو رولایا ہے اس نے

تب عروش نے ساری بات انہیں بتادی

بیٹا یہ آپ کیا کہہ رہی ہوں

آغا جان نے حیرانگی سے پوچھا

آغا جان میں سچ کہہ رہی ہوں کئی مرتبہ ان کے نمبر پہ میں نے کسی عورت کی کالز اور میسیجز دیکھے ہیں

بیٹا آپ کو کوئی غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے

آغا جان بولیں

آغا جان مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی، میں نے خود ان کے نمبر پہ کالز دیکھی ہے

تو بیٹا پھر آپ نے بتایا کیوں نہیں

میں چھپ تھی کیونکہ میں جانتی تھی ہر انسان کو اولاد کی چاہ ہوتی ہے اور ارمان کو کس قدر بچے پسند ہے، ارمان کا بھی خوشیوں پہ حق ہے، آخر کب تک وہ مجھ جیسی بانجھ سے جڑے رہتے اسی لیے میں برداشت کرتی رہی لیکن اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا

وہ سسکتے ہوئے بولی

بیٹی آپ رو نہیں، آج آ لینے دوں اس کو

آغا جان غصے سے بولیں

وہ اپنی بیوی کے پاس گئے ہوئے ہیں

عروش بولی اس کی بات سن کر آغا جان نے ارمان کو کال کی تو اس کا نمبر بند جا رہا تھا

بیٹی پریشان نہ ہوں، تم جاؤ میں خود ارمان سے بات کرتا ہوں

انکی بات سن کر اس نے سر ہلایا اور خاموشی سے باہر آگئی

شام کے سات بج رہے تھے، اس کی گاڑی ایئر پورٹ سے مسلسل ارمان کی کار کا پیچھا کر رہی تھی، ارمان نے کار ہنزہ کے مشہور ہاسپٹل کے سامنے روکی اور جلدی سے اتر کر اندر کی جانب بھاگا، دبیر بھی اس کے پیچھے ہاسپٹل میں داخل ہوا،

کاؤنٹر پہ اس نے مشعل کا روم نمبر پوچھا اور جلدی سے لیفٹ میں چڑھا

دبیر جلدی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھا

کیا آپ مجھے بتا سکتی ہے یہ جو آدمی ابھی گئے ہیں یہ کس فلور پہ کس روم میں گئے ہیں

اس نے کاؤنٹر پہ بیٹھی لڑکی سے پوچھا

جی سر وہ سکینڈ فلور پہ روم نمبر فورٹی میں گئے ہیں

لڑکی بولی

اوکے کیا آپ مجھے روم نمبر فورٹی کے پیشنٹ کی ڈیٹائل بتا سکتی ہے، میرا مطلب نام

کچھ سوچتے ہوئے دبیر نے پوچھا

سر ہمیں اس کی اجازت نہیں ہے

لڑکی بولی

دبیر نے اپنا کارڈ نکال کر اس کے سامنے کیا، کارڈ دیکھ کر لڑکی جلدی سے حرکت میں آئی

ویٹ سر میں بتاتی ہوں

آفریدی ایمپائر پچلے کئی سالوں سے اس ہاسپٹل کو ڈونیشن دے رہے تھے اس لیے دبیر کا کارڈ دیکھ کر وہ لڑکی جلدی سے بولی

سر روم نمبر فورٹی میں مشعل دبیر آفریدی کے نام سے ایک پشینٹ ایڈمٹ ہے

لڑکی کی بات سن کر دبیر کے ہاتھ سے موبائل گرا

میری بیٹی، مطلب میرا شک درست ثابت ہوا، مشعل میری بیٹی ہے اور ذنجبیل ارمان لالا کے پاس تھی، اس رات ذنجبیل کو لے جانے والا کوئی اور نہیں ارمان لالا تھا

دبیر ایک ایک کر کے تمام کڑیوں کو جوڑتے ہوئے بولا

سر کیا آپ ٹھیک ہے؟

لڑکی اس کا موبائل اٹھاتے ہوئے بولی

دبیر نے اس سے موبائل لیا اور اوپر کی جانب بھاگا، سینڈ فلور پہ وہ ایک ایک روم نمبر کو پاگلوں کی طرح دیکھ رہا تھا کہ روم نمبر فورٹی کے سامنے اس کے قدم جم گئے تھے

اس نے لرزتے ہاتھوں سے دروازے کے ناب پہ ہاتھ رکھا اور گھومایا تو دروازہ کلک کر آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا، دروازے کی کھولنے کی آواز سن کر وہ دونوں جیسے ہی پلٹے تو دروازے کے وسط میں دبیر سرخ چہرہ لیے کھڑا تھا

اتنے عرصے بعد اس دشمن جان کو سامنے دیکھ کر دبیر کے دل پہ جیسے کسی نے جلتا انگارہ ہٹھا کر ٹھنڈی پھوار کر دی ہوں

جبکہ

دبیر کو سامنے دیکھ کر ذنجبیل کے ہاتھ سے سوپ کا باؤل گرا جبکہ ارمان پر سکون بیٹھا تھا کیونکہ اس نے ایئر پورٹ پہ اور ہاسپٹل میں دبیر کو اپنا پیچھا کر تا دیکھ لیا تھا

بابا، میرے بابا آگئے

دبیر کو دیکھ کر مشعل خوشی سے چلائی اور بیڈ سے اتر کر اس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی

بابا آپ آگئے

وہ خوشی سے بولی جبکہ وہ ساکت بت کی مانند کھڑا تھا

ڈیڈ میرے بابا آگئے ہیں،

وہ چیختے ہوئے بولی

ایسا نہیں لگتا تھا کہ یہ وہی مشعل ہے جو کچھ وقت پہلے نقاہت کی وجہ سے بیٹھ تک نہیں سکتی تھی، وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا وہ ہو بہو اس کی کاپی تھی، وہ مسلسل اس کو دیکھ کر دل کو سیراب کر رہا تھا، آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے، اس نے ایک ہی جھٹکے میں اس کو کھینچ کر سینے سے لگایا، اس کے آنسو مشعل کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے

دور رہوں میری بیٹی سے

ہوش میں آتے ہی ذنجبیل آگے بڑھی اور اس کو مشعل سے دور کرتے ہوئے بولی جبکہ وہ خاموشی سے ویسے ہی گھٹنوں کے بل بیٹھا رہا

دفع ہو جاؤ یہاں سے

ذنجبیل ہزیرانی انداز میں چیختے ہوئے بولی

لالا اس کو بولیں جائیں یہاں سے

وہ ارمان سے بولی

ذنجبیل پر سکون رہوں، ہو سپٹل ہے یہ

ارمان اسے پر سکون کرتے ہوئے بولا

آپ بولیں اس کو، جائیں یہاں سے، میں اسے مشعل کو خود سے چھننے نہیں دوں گئی

مشعل کو قریب کرتے ہوئے وہ بولی

میں مشعل کو تم سے چھیننے نہیں آیا بلکہ میں تو معافی مانگنے آیا ہوں اور تم دونوں کو ساتھ لے جانے آیا ہوں

معاف اور تمہیں، مر کر بھی نہیں کروں گئی اور تمہارے ساتھ جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اس کو پیچھے دھکیلتے ہوئے بولی

ذنجیل میری بات سنو

تمہاری بات سنو، کیا تم نے میری بات سنی تھی، نکل جاؤ یہاں سے اور آئندہ اپنی شکل نہیں دیکھنا مجھے

وہ روتے ہوئے بولی جبکہ مشعل ڈر کر جلدی سے ارمان کے پیچھے چھپی، وہ لڑتا ہوا کبھی ماں کو دیکھتی تو کبھی باپ کو

وسب ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا تھا، یقین کروں وہ سب حمدان اور ذویا کا پلان تھا

وہ صفائی دیتے ہوئے بولا جبکہ وہ استہزائیہ ہنسی

اوہ غلط فہمی، اب جب تمہاری غلط فہمی دور ہو گئی ہے تو تم یہاں سے تشریف لے جاسکتے ہوں

دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی

ذبحیل پلیز ہماری بیٹی کی خاطر

ہماری نہیں میری بیٹی، مشعل صرف میری بیٹی ہے

اس کی بات کاٹتے ہوئے وہ آگے بڑھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولی

پلیز نہیں کروں ایسا، میں مر جاؤ گا تمہارے بغیر

تو مر جاؤ

وہ سفاک لہجے میں بولی

پلیز ہمارے رشتے کی خاطر

کون سا رشتہ، وہ رشتہ جس کو تم نے بھرے مجھے میں گالی دی تھی

وہ بولی

-

مانتا ہوں گنہگار ہوں تمہارا، بس ایک بار ہمارے رشتے کو موقع دے دوں

-

وہ منت کرتے بولا

-

بھروسے کے بغیر، پیار محبت، دوستی ہر رشتہ مذاق ہے، تم نے میرا بھروسہ نہیں کیا تھا

-

وہ بولی

-

بس ایک موقع

-

تمہیں اور ایک اور موقع دوں تاکہ پھر کل کو تم میرے کردار پہ کیچڑ اچھالا

-

کیوں نہیں سمجھتی، وہ سب ان دونوں کا چایا ہوا کھیل تھا

-

عاجز آتے ہوئے وہ بولا

چلومان لیا وہ ان دونوں کا چایا ہوا کھیل تھا لیکن

تم تو مجھ سے عشق کے دعوے دار تھے نہ، عشق تو وہ شے ہے طوائف سے بھی ہو جائیں تو نہیں سوچا جاتا کہ وہ کتنے بستروں کی ذینت رہ چکی ہے پھر میں تو تمہاری بیوی ہوں نہ کیوں نہیں سوچا تم نے،
تم تو میرے کرائم پارٹنر تھے، بچپن سے تمہاری آنکھوں کے سامنے تھی کیوں نہیں سوچا تم نے کہ میں ایسی نہیں ہوں، بتاوارے تم تو عشق کرتے تھے نہ مجھ سے، تو پھر کیوں کیا میرے کردار پی شک، کیوں بھری محفل میں میری ذات پہ کیچڑا اچھالا،

چھپ کیوں ہوں جواب دوں

ہنریانی انداز میں چلاتے ہوئے اس کے سینے پہ اپنے نازک ہاتھوں سے وار کرتے ہوئے وہ اذیت سے بولی

وعدہ ہے کبھی تم پہ شک نہیں کروں گا بس ایک بار میرے پاس آ جاؤ

اس کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے وہ بولا

کبھی نہیں مر کر بھی نہیں، نکلویہاں سے دوبارہ کبھی اپنی شکل نہ دیکھنا

اس کو باہر دھکیل کر کہا اور دروازہ بند کر کے مشعل کو سینے سے لگایا اور رونے لگی جبکہ اس سب میں ارمان خاموش
تماشائی بنا کھڑا رہا

رورو کر اس کے آنسو خشک ہو گئے تھے، یہ سوچ ہی اس کی جان لینے کے لیے کافی تھے کہ جس کو بچپن سے وہ دل
میں جگہ دیئے بیٹھی تھی آج وہی اس کو کسی ردی چیز کی مانند اپنی زندگی سے نکال رہا تھا، اپنی مخلص جذبے، اپنی
محبت کی اس طرح تذلیل کا سوچ کر ایک بار پھر اس کے آنسو آنکھوں سے گرنے لگے

ابسے روتے ہوئے کتنی دیر گزری تھی کہ دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کھلا، قدموں کی آہٹ سن کر اس نے سر
اٹھایا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کا دل کڑلانے لگا

وہی روک جاؤ معاویہ، میرے پاس آنے کی کوشش بھی نہیں کرنا

وہ جیسے ہی اس کی طرف قدم بڑھانے لگا کہ وہ چیخ کر بولی، لیکن وہ ہنوز آگے بڑھتا گیا

جانم، یہ تو نا انصافی ہے کہ آپ مجھے خود سے دور ہونے کا کہہ رہی ہے جبکہ آپ جانتی ہے یہ ناممکن ہے

اس کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے وہ بولا جبکہ نگاہیں اس کی سوگوار روپ میں الجھ رہی تھی

یہ رشتہ ختم کرنا آپ کا شوق ہے، دوری کا آپ نے سوچا معاویہ آفریدی

آگے بڑھ کر اس کے کالر کا مٹھیوں میں جھکڑ کر ہذیانی انداز میں چلاتے ہوئی بولی

کون کافر آپ سے دوری چاہتا ہے

سہولت سے اس کر گرد دونوں بازو کو حائل کر کے سینے سے لگاتے ہوئے وہ بولا جبکہ وہ اس ستمگر کے اس ستم پہ
سکھنے لگی تھی

چھوڑیں مجھے معاویہ، آپ نے میرا مان توڑ دیا، میری محبت کو پامال کر دیا، ایک منٹ نے آپ نے مجھے آسمان سے زمین پہ پٹخ دیا

اس کی حصار میں پڑ پھڑاتے ہوئے روتی ہوئی وہ بولی

جانتا ہوں میری جان، غلط کیا، غصے میں پاگل ہو گیا تھا، جو سزا دینا چاہوں میں حاضر ہوں لیکن خود سے دور نہیں کروں مجھے

اس کے آنسو پونچھتے ہوئے اس کے گال پہ اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے وہ بولا جبکہ وہ جی جان سے کانپی تھی

معاویہ چھوڑوں مجھے

وہ کانپتے ہوئے بولی

اور اگر میں نہ چھوڑوں تو

اس کے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ بولا

تو میں آپ کا قتل کر دوں گی

وہ بھپڑی شیرنی بنی بولی

وہ تو آپ اب بھی اپنے اس قاتلانہ روپ سے کر رہی ہے

اس کے بالوں کی لٹوں کو انگلی پہ لپیٹتے ہوئے جزبے لٹاتی نظروں سے وہ بولا

یہ سب باتیں اب کرنے کا کوئی مقصد نہیں، آپ پہ بوجھ بن چکی ہوں میں، طلاق دیں مجھے اور اس بوجھ سے خود کو اور مجھے جھٹکارا دلائیں

وہ بولی جبکہ اس کی بات سن کر معاویہ نے اس کو اپنی جانب کھینچا، کسی ٹوٹی ہوئی شاخ کی مانند وہ اس کی بانہوں میں آئی

زندگی بھی بھلا کسی پہ بوجھ ہوتی ہے، زندگی ہوں تم میری، میری جان بستی ہے تم میں مینے

تبھی پچھلے پانچ سالوں سے آپ مجھے میرے ناکردہ گناہوں کی سزا دے رہے ہیں، جو غلطی میں نے کی ہی نہیں اس غلطی کو آپ نے میرے گلے کا طوق بنا دیا

اس کی طرف دیکھتے وہ نم آنکھوں سے بولی

جانتا ہوں مینے بہت زیادتی کی ہے میں نے تمہارے ساتھ، لیکن میرا وعدہ ہے آج کے بعد تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا،

اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے وہ بولا۔

آپ کو پتہ ہے آپ کے لفظوں نے مجھے پور پور زخمی کر دیا ہے، اپنی محبت کا عادی بنا کر چھوڑ دیا مجھے، پچھلے پانچ سالوں میں آپ نے پلٹ کر دیکھا تک نہیں مجھے، ساتھ ہوئے بھی آپ مجھ سے صدیوں کے فاصلے پہ تھے، آپ نے مجھے صفائی دینے تک کا موقع نہیں دیا، جو غلطی میں نے کی ہی نہیں آپ نے وہ میرے حصے میں ڈال دی

پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ بولی جبکہ وہ چھپ چھپ کھڑا گہری نظروں سے اس کے دلکش سراپے کو دیکھ رہا تھا

- آلو یو میری جان، مانتا ہوں ساری غلطی میری ہے، معاف کر دوں مجھے

- ایک شرط یہ معاف کروں گئی کہ آپ پھر کبھی مجھے نظر انداز نہیں کریں گے

- اس کی جانب دیکھتے ہوئے روٹھی روٹھی بولی

- کبھی نہیں میری جان، ہمیشہ تمہیں اپنے پاس اپنے قریب اپنے محبت کے سائے میں رکھوں گا

- معاویہ نے اس کو بانہوں کے گھیرے میں لیتے ہوئے کہا، وہ کب بھلا معاویہ سے دور رہ سکتی تھی، اس کے ایک لمس سے وہ پچھلے پانچ سالوں کی اس کی تمام بے اعتنائیاں بھلا بیٹھی تھی، اس نے نم آنکھوں سے اس کے کندھے پہ سر رکھ کر سکون سے آنکھیں موندھ لی تھی

مشعل ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آچکی تھی، وہ ہر وقت دبیر کے پاس پائی جاتی تھی، مشعل کی طبیعت کی وجہ سے ذنجبیل دبیر کو برداشت کر رہی تھی

ورنہ وہ اس کو ہر گز بھی اپنے گھر میں رکھنے کی روادار نہیں تھی،

وہ کروٹ پہ کروٹ بدل رہی تھی، نیند تھی کہ آنے کا نام نہیں لے رہی تھی، آخر کار وہ اٹھ بیٹھی، اپنے پہلو میں دیکھا تو مشعل نہیں تھی، وہ مشعل کو لانے کے لئے جیسے ہی بیڈ سے نیچے اتری کہ کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور وہ مشعل کو گود میں اٹھائے داخل ہوا،

آگے بڑھ کر اس نے مشعل کو بیڈ پہ سلایا اور اس کو دیکھنے لگا جو سامنے سرمئی رنگ کے لباس میں ملبوس سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی،

اس کے دلکش روپ کو دیکھ کر دبیر خود پہ قابو نہ رکھ پایا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھنے لگا جبکہ اس کو پاس آتا دیکھ کر وہ پیچھے قدم اٹھاتی دیوار سے جا لگی

آگے بڑھ کر اس نے ذنجبیل کے چہرے پہ بوسہ دیتی آوارہ لٹیں ہٹھائی جبکہ وہ ہنوز سانسیں روکے کھڑی تھی، اس کے دلکش چہرے کے ایک ایک نقش کو آنکھوں کو ذریعے دل میں قید کرتے ہوئے اس کی نظر اس کے گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند ہونٹوں پہ پڑی، اس کے دل میں ان کو چھونے کی خواہش جاگی جبکہ اس کی نظر اپنے ہونٹوں پہ

جی دیکھ کر ذنجبیل کے جسم میں سنسنی دوڑی جیسے ہی دبیر اس پہ جھکنے لگا کہ ذنجبیل کا ہاتھ اٹھا اور دبیر کے چہرے پہ نشان چھوڑ گیا

جبکہ دبیر کی آنکھیں لہو چھلانے لگی تھی

نکلو میرے روم سے، کس حق سے تم نے مجھے چھوا

وہ چلاتے ہوئے بولی

بیوی ہوں میری

دبیر بولا

وہی بیوی جس کی بدکردی کے تم خود عینی شاہد ہوں، کیا اس قدر اپنے نفس سے مجبور ہو گئے کہ ایک بدکردار عورت جس کو تم نے خود کسی اور کی بانہوں میں رات گزارتے دیکھا ہے اسی کے قریب آ گئے،

آگے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑ کر وہ چلاتے ہوئے بولی

بس کروں ذنجبیل اگر ایک اور لفظ بولا تو زبان کھینچ لوں گا میں تمہاری

اس کی بات سن کر دبیر بولا

جبکہ ان دونوں کی آوازوں سے مشعل اٹھ کر رونے لگی

کیوں اب کیوں برا لگ رہا ہے تمہیں، بولو

وہ چلاتے ہوئے بولی جبکہ ان دونوں کی آوازیں سن کر ارمان بھی آگیا تھا

کیا ہوا ہے، کیوں شور مچایا ہوا ہے تم دونوں نے، کچھ خیال بھی ہے تم دونوں کو کہ مشعل کس قدر خوفزدہ ہو گئی ہے

ارمان ان دونوں کو لڑتا دیکھ کر بولا

لالا اس شخص کو بولیں نکل جائیں میرے گھر سے

ذنجبیل ارمان سے بولی

ذنجبیل ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں

ارمان نے اسے سمجھانا چاہا

بیٹھ کر کیا بات کرنا چاہتے ہیں آپ لالا،

جب یہ میری بدکرداری کا شاہد ہیں تو پھر یہ کیوں میرے قریب آیا پوچھے آپ اس سے کیوں آیا یہ ایک بدکردار کے قریب

دبیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ بولی،

ذنجبیل میری بات سنو، میں نے کوئی گناہ نہیں کیا تمہارے قریب آکر، اور کتنی بار وہ بولوں وہ سب ایک غلط فہمی تھی

اس کی بات سن کر دبیر نے ایکسپلاٹین کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

کیا سنو، ہاں بولوں کیا سنو،

کیا تم نے اس رات میری بات سنی تھی کتنا گڑ گڑائی تھی میں، کتنے واسطے دیئے تھے میں نے تمہیں، کیا تم نے سنی تھی میری بات، کچھ نہیں سننا میں نے نکلو میرے گھر سے، اور آئندہ اپنی شکل نہیں دیکھنا

اس کو دھکا دیتے ہوئے اس نے کہا

ذنجبیل اس کو صفائی کا موقع تو دوں

ارمان نے اسے روکتے ہوئے کہا

نہیں سننا میں نے کچھ بھی، نکلو یہاں سے

ذنجبیل نے اس کو ہاتھ سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے باہر لے جا کر کھڑا کیا

آج کے بعد مجھے اپنی شکل نہیں دیکھنا تم

بہتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اس نے کہا اور دروازہ بند کر کے وہی زمین پہ بیٹھ کر رونے لگی

جبکہ ارمان خاموش تماشائی بنا اس کو روتے ہوئے دیکھ رہا تھا

اٹھو زنجبیل اور یہاں آؤ

اس کو کندھوں سے پکڑ کو اٹھا کر صوفے پہ بیٹھایا اور اس کو پانی دیا

اب میری بات سنو

اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے ہوئے ارمان بولا

لالا پلیز اگر آپ

چھپ اور میری بات سنو

اس سے پہلے کہ ذنجبیل کچھ بولتی ارمان بولا

جانتا ہوں دبیر نے غلط کیا ہے تمہارے ساتھ، لیکن میری جان اس میں دبیر کی کوئی غلطی نہیں تھی جو کچھ اس کو دیکھایا گیا تھا اس نے اس کے مطابق اپناری ایکشن دیا

ارمان بولا

لالا بیوی تھی میں اس کی، یقین ہونا چاہیے تھا اس کو مجھ پہ

ذنجبیل بولی

ذنجیل جن لوگوں سے ہم پیار کرتے ہیں ہم ان کے بارے میں حد سے زیادہ حساس ہوتے ہیں اور ہماری اسی حساسیت کا اگلہ بندہ فائدہ اٹھاتا ہے اور دبیر کی اسی حساسیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان لوگوں نے تم دونوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے، کسی تیسرے کی لگائی ہوئی آگ میں تم دونوں جل رہے ہوں

ارمان اسے سمجھاتے ہوئے بولا

لیکن لالا اس کو مجھ پہ یقین کرنا چاہیے تھا

ذنجیل میری جان خود سوچو، خود کو دبیر کی جگہ پہ رکھ کے دیکھو، اگر تم دبیر کی جگہ ہوتی تو کیا کرتی

میں کبھی بھی وہ سب نہ کرتی جو دبیر نے میرے ساتھ کیا تھا

وہ کمزور لہجے میں بولی

یہ کہنے کی باتیں ہیں ذنجیل، اگر اس کی جگہ تم ہوتی تو تم بھی وہی سب کرتی جو دبیر نے کیا تھا، محبت میں شراکت کسی کو برداشت نہیں ہوتی، سوچو اگر تم ہوتی تو کیا تم دبیر سے بنا سوال جواب کیے معاف کر دیتی،

ارمان کی باتوں کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی

سمجھو میری بات دبیر شرمندہ ہیں اپنی غلطی پہ، وہ معافی مانگ رہا ہے،

ارمان بولا

میری جان وہ اپنی سزا کاٹ چکا ہے، بھول جاؤ پرانی باتوں کو، اور اپنی بیٹی کا سوچو، نئے سرے سے اپنی لائف کو سٹارٹ کروں

کیا سب کچھ اتنا آسان ہے، کیا سب کچھ پہلے جیسے ہو جائیگا

ارمان کی باتوں سے اس کا دل نرم پڑ گیا تھا اور کچھ وہ خود بھی تھک گئی تھی، اس ستم گر کو سامنے پا کر وہ سب بھول گئی تھی لیکن پھر ساری باتیں یاد آتے ہی اس کے ذہن ہرے ہو جاتے تھے

بلکل ہو سکتا ہے سب تمہارے ہاتھوں میں ہے، اگر تم چاہو تو سب ہو سکتا ہے

ارمان بولا وہ ہنوز چھپ رہی کچھ نہیں بولی

پھر کیا فیصلہ ہے تمہارا

اس کو گہری سوچ میں ڈوبے دیکھ کر ارمان نے پوچھا

جبکہ وہ خاموشی سے جواب دیئے بنا ہی اپنے روم کی طرف بڑھ گئی تھی

وہ ہارے ہوئے جواری کی مانند حویلی واپس آیا تھا،

دیر میری جان کہاں تھے تم اور ارمان کہاں ہے

اس کو دیکھ کر نجمہ بیگم نے پوچھا

ان کا کچھ کام ہے آجائیں گے وہ کچھ دنوں تک

تھکے ہوئے لہجے میں اس نے کہا

دیر سب ٹھیک ہے نا، کیا ہوا ہے میری جان بتاؤ

اس کی یہ حالت دیکھ کر نجمہ بیگم نے تشویش سے پوچھا

کچھ نہیں مورے تھک گیا ہوں، کچھ ٹائم آرام کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤ گا

وہ بولا اور اپنے روم کی جانب بڑھ گیا، جبکہ نجمہ بیگم بیڈ کی یہ حالت دیکھ کر ذنجبیل کے لوٹ آنے کی دعا کرنے لگی

کمرے میں داخل ہو کر وہ بیڈ پہ گرا، اس نے نجمہ بیگم کو ذنجبیل کا نہیں بتایا تھا، اس کے اعصاب بھاری ہو گئے تھے

اے میرے رب، یا تو اس کو میری زندگی میں شامل کر دیں یا پھر مجھے اپنے پاس بلا لیں کیونکہ میں مزید اپنی بیٹی اور بیوی کی جدائی نہیں سہہ سکتا

نم آنکھوں سے وہ بولا، کئی آنسو اس کی آنکھوں سے گر کر تکیے میں جذب ہو گئے تھے

وہ روم میں داخل ہوئی تو مشعل گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی تھی، وہ جلدی سے آگے بڑھی

مشئی کیا ہوا میری جان، کیوں رو رہی ہوں

اس نے پوچھا

آپ گندی ہے، آپ نے مشئی کے بابا کو گھر سے نکال دیا

اس کے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے وہ بولی

مشی میری جان میری بات سنو

اس کو بہلاتے ہوئے وہ بولی

نہیں سننی میں نے آپ کی بات، میں ڈیڈ سے بول کر بابا کے پاس چلی جاؤ گئی، گندی ہوں آپ

کھڑا ہو کر وہ بولی اور ارمان کے روم میں چلی گئی جبکہ وہ وہی زمین پہ بیٹھی اپنی خالی ہاتھوں کو دیکھنے لگی، کئی لمحے ایسے ہی بیت گئے، پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے فیصلہ کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی

ذویا یہ ٹیبلٹس لوں

احد نے اس کو پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے کہا، اس کے ہاتھ سے گلاس لیکر پانی کے ساتھ اس نے ٹیبلٹس کو نگلا، اور گلاس احد کو پکڑایا،

گلاس ٹیبل پہ رکھ کر احد اس کے ساتھ وہی بیٹھ گیا جبکہ وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

کیا دیکھ رہی ہوں باہر

احد نے پوچھا

کچھ نہیں، بس یہی سوچ رہی ہوں کیا مجھ جیسی گنہگار کو اللہ معاف کریں گا

ٹھنڈی سانس پھرتے ہوئے وہ بولی

وہ بڑی مہربان رحم کرنے والی ذات ہے، وہ اپنے بندے کی ایک پکار پہ اس کی سنتا ہے،

یہ تو ہم انسان ہی ہیں جو اس کی زمین پہ رہتے ہوئے، اس کا کھاتا ہوئے اسی کی نافرمانی کرتے ہیں،

لیکن میرا رب اتنا مہربان ہے کہ وہ اپنے بندے کی تمام نافرمانیوں کے باوجود اس کی توبہ قبول کرتا ہے کیونکہ وہ بڑا

توبہ قبول کرنے والا ہے بشرط یہ کہ توبہ سچے دل سے مانگی گئی ہوں

احد نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا

وہ تو معاف کر دیتا ہے احد لیکن لوگ نہیں کرتے، میں اس کی گنہگار ہونے کے ساتھ اس کے بندوں کی بھی تو گنہگار ہوں

وہ روندھی آواز میں بولی

ذویا کس چیز سے تم گھبراتی ہوں، تم اللہ سے مانگو تو سہی، اس سے فریاد تو کروں وہ تمہارے جانی دشمن تک کا دل تمہارے لیے نرم کر دے گا، تم دل سے مانگ کر دیکھو پھر وہ معافی ہوں یا لوگوں کا دل تمہاری طرف نرم کرنا ہوں یا کچھ بھی وہ سب تمہارے حق میں کر دیں گا

وہ بولا جبکہ اس کی بات سن کر ذویا نے اثبات میں سر ہلایا اور دربارہ سے آسمان کو تکتے لگی

صبح کے نو بج رہے تھے، ارمان جانے کے لیے تیار تھا کہ اس کے روم کے دروازے پہ دستک ہوئی

-
یس

-
خود پہ پر فیوم کا بے دریغ استعمال کرتے ہوئے وہ بولا

-
دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی تو مشعل سامنے ہی بیڈ پہ سو رہی تھی جبکہ وہ جانے کے لیے تیار تھا

-
آپ جارہے ہوں لالا

-
آگے بڑھ کر اس نے پوچھا

-
ہاں آغا جان کی کال آئی تھی انہوں نے جلد آنے کا بولا ہے اس لیے جانا ہے لیکن تم پریشان نہ ہوں میں جلد ہی چکر لگاؤ گا

-
وہ مصروف لہجے میں بولا

میں بھی آپ کے ساتھ جاؤ گی

کچھ ثانیے خاموش رہنے کے بعد ہمت کر کے وہ بولی، جبکہ اس کی بات سن کر ارمان جلدی سے مڑا اور بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا

کیا بولا تم نے ابھی،

ارمان نے ایک بار پھر پوچھا اس کو اپنے کانوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا کہ آیا جو اس نے سنا وہ سچ ہے

جو بھی آپ نے سنا وہ سچ ہے، کل ساری رات میں آپ کی باتوں پہ سوچتی رہی اور آخر اس نتیجے پہ پہنچی کہ جو ہو گیا سو گیا،

اب مجھے سب بھول کر اپنی بیٹی کی خاطر آگے بڑھنا چاہئے،

میں نہیں چاہتی کہ میری بیٹی باپ کے شفقت سے محروم ہوں اس لیے میں نے واپس لوٹنے کا فیصلہ کیا ہے

سوئی ہوئی مشعل کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا

بیٹا تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے

آگے بڑھ کر ارمان نے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

چلو تم تیاری کرو، میں تم دونوں کی ٹکٹ بک کرواتا ہوں

ارمان بولا

سب کچھ ریڈی ہے لالہ بس اب آپ اپنی لاڈلی کو اٹھائیں

ذنجبیل بولی جبکہ اس کی بات سن کر ارمان مسکرایا اور مشعل کو اٹھانے بیڈ کی طرف بڑھا

مشعل میری جان اوپن پور آئیز

اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے بولا

گڈ مارنگ ڈیڈ

اس کی آواز سن کر مشعل نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا

گڈ مارنگ ڈیڈ کی جان، اٹھ جاؤ میری ڈول

ارمان نے اس کے گالوں کو چھومتے ہوئے کہا

بٹ مشی کو اور بھی سونا ہے

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی

اوکے لیکن پھر نہیں کہنا کہ میں نے مشی کو سر پرانز کا نہیں بتایا

ارمان بولا

سرپرائز

وہ بولی

ہاں

ڈیڈ مجھے بھی دیکھائے نہ سرپرائز

جلدی سے اٹھ کر وہ بولی

اس کے لیے آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا، اس لیے جلدی سے جاؤ اور ریڈی ہو جاؤ

ارمان نے محبت سے کہا جبکہ سرپرائز کا سن کر وہ ساری ناراضگی بھولائے ذنجیل کے ساتھ تیار ہونے چل دی

فلز انو، ماما کی جان، گندے ہاتھ نہیں لگانا کپڑوں کو

ماہ نے فلز اکوہینگ کیے کپڑوں کی طرف پڑھتے ہوئے دیکھ کر کہا لیکن وہ فلز ہی کیا جو ماہ کی سنتی،
اس سے پہلے کہ ماہ آکر کپڑوں کو اٹھاتی،

فلز اپنے چھوٹے چھوٹے گرد آلود ہاتھوں سے کپڑوں پہ نقش بنا چکی تھی جبکہ ماہ تو صدمے سے ان کپڑوں کو دیکھ
رہی تھی جو اس نے ابھی ہی استری کیے تھے

یہ تم نے کیا کیا گندی بچی

ماہ نے زمان کے سفید ڈریس کو ہاتھ میں لیے اس پہ مٹی کے نشانات دیکھتے ہوئے صدمے سے پوچھا جبکہ وہ اب
مزے سے کھڑی ماں کو دیکھ رہی تھی

ماما یہ تپڑے دھندے ہو دئے (ماما یہ کپڑے گندے ہو گئے)

اس نے اپنی تو تلی زبان میں کپڑوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے معصومیت سے کہا

جانتی ہوں، اندھی نہیں ہوں

ماہ نے دانت کجھکاتے ہوئے اس آفت کو دیکھ کر کہا

دھائے آپ یہ تپڑے صاف کرے ورنہ میں بابا سے آپکی تنکایت تروں گی (جائیں آپ یہ کپڑے صاف کریں ورنہ میں بابا سے آپ کی شکایت کروں گی)

گندے پاؤں کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے اس نے کہا جبکہ ماہ رونے والی ہو گئی تھی

فلزاترو نیچے بیڈ سے، اس سے پہلے کہ میرا دماغ خراب ہوں، اٹھو کہ میں تمہیں صاف کروں

ماہ نے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا

فلزات گئی ہے، الارم تریں گی اب (فلزاتھک گئی ہے وہ اب آرام کریں گی)

آنکھوں موندھتے ہوئے اس نے شاہانہ انداز میں کہا

تمہارے آرام کی ایسی کی تیسری اٹھو چھپ کر کے

لیکن وہ ویسے ہی آنکھیں بند کیے سوئی رہی، کمرے کو مٹی سے بھر ادیکھ کر ماہ کو رونا آیا اور وہی بیڈ پہ بیٹھ کر رونے لگی کہ اتنے میں زمان اندر داخل ہوا

کیا ہوا ہے ماہ، کیوں رو رہی ہوں

زمان نے پوچھا، وہ جانتا تھا ضرور فلز انے پھر شرارت کی

یہ جو آفت کی پڑیا ہے دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے، روم کا حال دیکھیں کون کہے گا کہ یہ ابھی میں نے صاف کیا ہے

وہ روتے ہوئے بولی

حد ہے تو رو کیوں رہی ہوں، صاف ہو جائیگا

زمان نے آنکھیں موندھے فلز اکو دیکھتے ہوئے کہا

روؤ نہیں تو خوش ہوں کہ آپکی صاحبزادی نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے

وہ روہانسی ہو کر بولی

بابا، ماما تھوٹے رہی ہے (بابا، ماما جھوٹ بول رہی ہے)

جھٹ سے آنکھیں کھول کر وہ بولی

میری جان، میرا سکون، میری پیاری بیٹی

زمان نے اس کو گود میں لیتے ہوئے چھومتے ہوئے کہا

ماما کو تنگ کیا پھر سے آپ نے

زمان نے اس کے سنہرے بالوں کو سنوارتے ہوئے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا

ماما کو تنگ نہیں کرتے، آؤ چلو سوری کروں ماما سے

زمان نے کہا

ماما توری پھر میں آپ کو تنگ نہیں تروں گی (ماما سوری پھر میں آپ کو تنگ نہیں کروں گی)

ماہ کی سامنے ہو کر اس نے معصومیت سے کہا

میری جان، گندی بچی

اس کے معصوم صورت دیکھ کر ماہ نے اس کا گال چھومتے ہوئے کہا

دیتا ابھی میں تاراروم تاف کر دیتی ہوں

اس نے کہا اور ٹیبل کے طرف بڑھی،

اس سے پہلے کہ ماہ اس کو روکتی، فلز اپانی کا جگ نیچے گرا چکی تھی، سارے روم میں کانچ اور پانی بکھر گیا تھا

یہ سب دیکھ کر ماہ صدمے سے دوچار تھی جبکہ فلز اباہر بھاگ گئی،

زمان کا قہقہا پورے روم میں گونچا تھا

زمان دیکھا آپ نے پھر آپ کہتے ہیں میں اس کو غصہ کرتی ہوں

وہ بولی

دیکھ لیا میری جان سب دیکھ لیا، ادھر آؤ تم

زمان نے بازو کھول کر اس کو ساتھ بیٹھاتے ہوئے کہا، وہ سوں سوں کرتی اس کے بازو پہ سر رکھ گی

یوں روتے ہوئے کوئی چھوٹی بچی لگ رہی ہوں، فلز اسے زیادہ تو تمہیں سنبھالنا مشکل ہے، روندو کہی کی

زمان نے اس کی آنکھوں پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

زمان آپ ہوں ہی برے، چھوڑیں مجھے

وہ بولی

ایسے کیسے جانم پہلے مجھے خود کو محسوس تو کرنے دوں

اس کی ناک کے ساتھ ناک جوڑ کر سانسیں ان ہیل کرتے ہوئے وہ بولا

آغا جان

آس کو بہکتے دیکھ کر ماہ نے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا، آغا جان کا نام سن کر زمان جھٹکے سے

پچھے ہوا

کہاں ہے آغا جان

زمانے پوچھا

اپنے روم میں

اس کو ٹھینکا دیکھا کرتھ روم کی جانب دوڑ لگاتے ہوئے شرارت کہا

یہ جو ہر بار تم میرے میرے موڈ کا ستیاناس کر کے بھاگ جاتی ہوں نہ کسی دن ہاتھ آئی تو ایک ایک کر کے سارے حساب لوں گا میں تم سے

وہ پیچھے اس کی چلا کی پہ دانت پیستے ہوئے بولا

میں ہاتھ نہیں آؤ گی

اس کی حالت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بولی

جب آؤ گی تب پوچھو گا

وہ ہنستے ہوئے بولا

شام کا وقت تھا سب لوگ لاؤنچ میں بیٹھے معاویہ اور عرثمان کی باتوں سے لطف اندوز کورہے تھے، بظاہر سب مکمل ہوتے ہوئے بھی سب نامکمل تھے،

اتنے عرصے بعد سب کو اکٹھا دیکھ کر آغا جان کو بے حد نجبیل کی یاد ستائی جو ہر وقت گھر میں ہنگامہ مچائے ادھر سے ادھر ہنستی مسکراتی نظر آتی تھی، اس کو یاد کر کے آغا جان کی آنکھیں بھر آئی تھی

باز آ جاؤ، میرے بھانجے کو تنگ نہیں کروں ورنہ اس کا ماموں تمہاری پھٹائی کرے گا

دبیر نے معاویہ سے کہا جو کب سے مسلسل عرثمان کو ذچ کیے جا رہا تھا

بڑا آیا میری پٹائی کرنے والا، اس دن یاد کر کیسے تیرا تو بڑا سو جادیا تھا

معاویہ نے اس کو لڑائی یاد دلاتے ہوئے کہا جبکہ اس کی بات سن کر دبیر نے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھا
، معاویہ اس کو معاف کر چکا تھا، دبیر نے بھی اپنے کیے کی معافی مانگ لی تھی، اس سے پہلے کہ دبیر اس پہ جوابی حملہ
کرتا کہ عروش کے ہاتھ سے گلاس گرا سب اس کی طرف متوجہ ہوئے

عروش کیا ہو گیا ہے بیٹی، دھیان کہاں ہے تمہارا، ابھی لگ جاتی تو

بلقیس بیگم نے کہا لیکن وہ ساکت کھڑی سامنے دیکھ رہی تھی

سب نے اس کی نظروں کی تقلید میں دیکھا تو سامنے ہی ارمان گود میں مشعل کو اٹھائے کھڑا تھا

ارمان

وہ دھیمے سے بڑبڑائی

جسکے مشعل اتنے لوگوں کو دیکھ کر حیران تھی

مشعل

دبیر جلدی سے اٹھا

ڈیڈ یہ اتنے سارے لوگ کون ہے

مشعل نے سب کو دیکھتے ہوئے ارمان سے پوچھا جبکہ مشعل کا ارمان کو ڈیڈ کہہ کر پکارنا عروش کے دل میں چھپا تھا، اس کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا،

ایک دم سے اس کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی وہ بے یقینی سے ارمان کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک سے ارمان کی نظر اس پہ پڑی اور اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی دیکھ کر وہ ساکت ہو گیا، اس کو دیکھتے ہوئے عروش نے پیچھے کی جانب قدم اٹھاتی گئی اور بھاگ کر اپنے روم میں چلی گئی

بابا

مشعل کی جیسے ہی دبیر پہ نظر پڑی وہ مچلنے لگی ارمان نے اس کو گود سے اتارا تو وہ بھاگ دبیر کے پاس آئی دبیر نے اس کو گود میں اٹھایا اور چھونے لگا

میری بیٹی، بابا کی جان

دبیر نے اس کو سینے سے لگایا جبکہ سب ہونگ بنے کھڑے سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ آخر یہ سب کیا ہے کہ اتنے میں ذنجبیل اندر داخل ہوئی، جبکہ ذنجبیل کو دیکھ کر سب کو سانپ سو نگھ گیا تھا

اتنے عرصے بعد وہ حویلی آئی تھی سب کچھ اس کو اجنبی اجنبی معلوم ہو رہا تھا، سب کو سامنے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن خود ہی اس کی آنکھیں برسنے لگی

سب سے نظر ہوتے ہوئے اس کی بلقیس بیگم پہ گئی جو ساکت کھڑی ٹھکٹی باندھے اس کو دیکھ رہی تھی، وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ان کے پاس آئی

مورے

وہ نم تھکے ہوئے لہجے میں بولی

ذنج۔۔ ذنجیل

انہوں نے لرزتے ہاتھوں سے اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے کہا

میری جان، مورے تم پہ قربان

اس کی موجودگی کا یقین ہونے کے بعد انہوں نے اس کو سینے میں بھینچا اور زور زور سے رونے لگی، دونوں ماں بیٹی اتنے عرصے کی جدائی کے بعد ایک دوسرے کو محسوس کر رہی تھی، پانچ سالوں کا غبار تھا جو نکل رہا تھا

مورے بس کریں، بہت رولیا آپ نے

ذنجیل نے ان کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا اور انکی پیشانی پہ عقیدت سے بوسہ دیا

انہوں نے ذنجبیل کو دوبارہ سینے سے لگایا، انکے عمل میں شدت تھی، ممتا کی پیاس تھی جو بجھنے کا نام پہ نہیں لے رہی تھی

مورے آپ ہی ملتی رہیں گی یا ہمیں بھی ملنے دے گئی

ان کو مسلسل روتا دیکھ معاویہ آگے بڑھا اور بولا

جبکہ معاویہ کو دیکھ کر ذنجبیل روتے ہوئے اس کے گلے لگی، جبکہ مشعل دبیر کے گود میں سب کو روتا ہوئے دیکھ رہی تھی اس کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر سب کیوں رورہے ہں

وہ دبیر کے گود سے اتری اور ذنجبیل کے پاس آکر معاویہ کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی

دور ہوں آپ میری ماما سے، آپ سب گندے ہے، کب سے میری ماما کو رولائے جارہے ہوں

وہ غصے سے بولی جبکہ سب کا دیہان مشعل کی جانب ہوا

ذنجیل یہ کون

معاویہ نے پوچھا

یہ مشعل دبیر خان

اس سے پہلے کہ ذنجیل بولتی دبیر نے آگے بڑھ کر جواب دیا

پھر سب بھاری بھاری مشعل اور ذنجیل سے ملے

ذنجیل بیٹا کہاں تھی تم اتنا عرصہ، کیوں خود کو ہم سب سے دور رکھا، تمہیں مجھ بوڑھے پہ ترس نہیں آیا

آغا جان نے اپنے پہلو میں بیٹھی ذنجیل سے پوچھا جبکہ انکی بات سن کر ذنجیل ارمان کو دیکھنے لگی

تب ارمان نے ساری بات سب کے گوش گزار کر دی

سب سن کر ذمل سکیوں سے رونے لگی

آپی اب تو آگئی ہوں نہ، اب کیوں رو رہی ہیں آپ

ذنجیل نے آگے بڑھ کر اس کو گلے لگاتے ہوئے کہا

کیا ہم تمہارے کچھ نہیں تھے، جو تم نے کچھ بھی بتانے کی زحمت نہیں کی اور بناتائے چلی گئی

وعدہ ہے اب آپ سب کو چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤ گی اور اب رونا بند کریں اس سے پہلے کہ یہاں سیلاب آجائیں اور ہم سب اس میں بہہ جائیں

اس کے آنسو پونچھتے ہوئے ذنجیل بولی جبکہ اس کی بات سن کر وہ روتے روتے ہنس دی،

سب ہنستے مسکراتے ہوئے باتیں کر رہے تھے، ارمان نا محسوس انداز میں اٹھ کر اپنے روم کی جانب بڑھ گیا جبکہ آغا جان نے اپنے کنبے کو یوں ہنستے بکھرتے دیکھ کر ان کے دائمی خوشیوں کی دعا کی

وہ جب سے روم میں آئی تھی اوندھے منہ لیٹی روئی جا رہی تھی، وہ کہاں ارمان کو کسی کے ساتھ بانٹ سکتی تھی، ارمان کو کسی کے ساتھ بانٹنے کا سوچ کر اس کی سانس بندھ ہو رہی تھی

کیوں کیا ارمان آپ نے ایسا، کیسے کسی اور کو آپ مجھ پہ فوقیت دے سکتے ہیں، میں آپ کو کیسے کسی کے ساتھ بانٹ سکتی ہوں، آپ تو صرف میرے ہیں آپ پہ صرف میرا حق ہے، آپ میرا حق کیسے کسی کو دے سکتے ہیں، میں آپ کے ساتھ کسی کو برداشت نہیں کر سکتی، میں آپ کی زندگی سے بہت دور چلی جاؤ گی

ارمان کو تصور میں مخاطب کر کے وہ روتے ہوئے بولی، اس وقت وہ افیت کی انتہا پہ تھی

کہ دروازہ کھولنے کی آواز آئی وہ جلدی سے اپنے آنسو پونچھ کر بیٹھی لیکن اس کی سرخ آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھی

وہ آگے بڑھ کر کے اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کے سرخ متورم چہرے کو دیکھنے لگا

ارمان نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا لیکن اس نے دوسری جانب کر دیا

اتنی ناراض ہے میری بیوی کہ اب میری طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں

وہ بولا لیکن عروش ہنوز دوسری جانب دیکھ رہی تھی

چلیں مانتا ہوں میں تو آپ کا مجرم ہوں لیکن میری معصوم بیٹی کا کیا قصور، جو اپنے اس کو دیکھنا اور پیار کرنا تک گوارہ نہیں کیا

ارمان بولا جب کہ اس کی بات سن کر اسکی آنکھیں برسنے لگی

اے ادھر دیکھو بتاؤ نا، کیا تم نے میری بیٹی کو نہیں دیکھا،
اور تم نے خود ہی تو بولا تھا کہ ارمان آپ دوسری شادی کر لے اب جب میں نے کر لی تو یہ ناراضگی کس بات کی

تو جائیں تیسری اور چھوٹی بھی کر لیں مجھے پروا نہیں اور نہ مجھے کسی سے ناراض ہونے کی ضرورت ہے

اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ پھٹ پڑی

دوسری پہ ایساری ایکٹ کر رہی ہوں،

تیسری یا چھوتی پہ تو لگتا ہے پھر تو تم مجھے قتل ہی کر دوں گئی

ارمان نے شرارت کو طول دیتے ہوئے کہا

میں کون ہوتی ہوں، جائیں آپ یہاں سے، آپ کی بیٹی اور بیوی آپ کا انتظار کر رہی ہوں گی ورنہ وہ ناراض ہو جائیگی

ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آواز آخر میں روندھ گئی تھی

تم میری پہلی بیوی ہوں اور میں نے دوسری والی کو سمجھا دیا ہے جب میں تمہارے پاس ہو گا وہ مائنڈ نہیں کریں گی

ارمان نے بمشکل ہنسی کا گلہ گونٹتے ہوئے کہا

جائیں آپ یہاں سے

آخر کار وہ پوٹ پوٹ کر رودی اس کو روتا دیکھ کر ارمان جلدی سے اگے بڑھا

آئے چھپ یار تم کیسے سوچ سکتی ہوں میں تمہارے علاوہ کسی اور کا سوچو گا

اس کو قریب کر کے وہ بولا

مطلب

اسکی بات سن کر عروش چونک کر بولی

مطلب میری پاگل بیوی میں نے کوئی شادی نہیں کی

اس کے ماتھے پہ ہلکی سی تھپکی دیتے ہوئے وہ بولا

تو پھر وہ بچی

وہ بولی تب ارمان نے اس کو ساری بات بتادی

کیا اتنے عرصہ ذنجیل آپ کے پاس تھی

عروش نے پوچھا تو ارمان نے اثبات میں سر ہلایا

کتنے برے ہیں آپ، سب جانتے ہوئے انجان بنتے رہیں

ناراض نگاہوں سے اس کو دیکھتے ہوئے وہ بولی

ایسے نہ دیکھو جانم ورنہ میں خود پہ قابو نہیں رکھ پاؤں گا

ارمان بولا جبکہ اس کی بات سن کر وہ گڑبڑائی

آپ تو ہیں ہی چھپورے ہٹیں، میں ذنجبیل کو ملنے جارہی ہوں

اس کو پیچھے کرتے ہوئے وہ اٹھی لیکن ایک دم اس کا سر چکرایا اور وہ بے ہوش ہو گئی

عروش کیا ہوا میری جان آنکھیں کھولو

ارمان نے اس کو تھام کر اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا اس نے جلدی سے ڈاکٹر کو کال کی

کچھ ہی وقت میں ڈاکٹر نے آکر اس کا چیک اپ کیا اور سب کو عروش کے امید سے ہونے کی خوشخبری سنائی، یہ خبر سن کر سب خوشی سے پھولے نہیں سارے تھے، آفریدی حویلی سے چالیس بھیڑوں کا صدقہ کیا گیا تھا، تمام رشتے داروں کے ہاں مٹھائیاں بھیجی جارہی تھی، ارمان نے اس کے سر سے کئی نوٹ وار کے ملازمہ کو تھما دیئے تھے، جبکہ وہ سب کے درمیان سرخ چہرہ لیے شرمائی سی بیٹھی تھی

رات کا ایک بج گیا تھا، سب لوگوں کو نجمہ بیگم نے ڈانٹ کر اپنے اپنے کمروں میں بھیج دیا تھا، وہ دونوں بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے،

دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی تو سارا کمرہ آج بھی ویسے کا ویسا تھا جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی، اس کمرے میں اس کے ساتھ بیتایا گیا ایک ایک لمحہ اس کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی مانند چل رہا تھا

دروازہ بند کر کے دبیر مڑا تو سامنے ہی وہ ان دونوں کی شادی کی تصویر کے سامنے کھڑی آنسو بہا رہی تھی

پرانی باتوں کو یاد کر کے خود کو ہلکان کیوں کر رہی ہوں، بھول جاؤ سب ذنجبیل

اس کے پیچھے کھڑے ہو کر دبیر بولا

کیا بھولنا اتنا آسان ہوتا ہے، کیسے بھول جاؤ وہ ایک ایک لمحہ جب میں تڑپتی تھی سسکتی تھی، کیسے بھول جاؤ پانچ سالوں کی اس اذیت کو

وہ درد سے چور لہجے میں بولی

تم سے دور رہ کر تڑپا تو میں بھی ہوں، ہجر نے تو مجھے بھی پور پور زخمی کیا ہے، تنہائی تو میں بھی کاٹی ہے، اپنوں کی بے رخی تو میں نے بھی سہی ہے

اس کے ہاتھوں کو ہاتھوں میں لیتے ہوئے وہ بولا جبکہ وہ اس کے ہاتھوں میں مقید اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی

جانتا ہوں غلطی ہوئی ہے لیکن وعدہ ہے میرا تم سے، آئندہ کبھی میں یہ غلطی نہیں دہراؤں گا، کبھی تمہیں اور اپنی بیٹی کو خود سے دور نہیں جانے دوں گا

یہ بول کر دبیر نے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا جبکہ ذنجبیل اس کی اتنی سی قربت پہ حواس باختہ ہو چکی تھی، دل کی دھڑکنیں اس کے ذرا سی قربت پہ منتشر ہو گئی تھی، حیا کی تمازت سے اس کی پلکیں جھک گئی تھی جبکہ اس کا یہ روپ دیکھ کر دبیر اس کے لبوں پہ جھکا اور اس کی سانسوں کو قید کر لیا، اس کے لمس سے وہ بے حال ہو رہی تھی جبکہ وہ بے قابو، اس کی سانسیں تھم رہی تھی لیکن وہ تھا کہ سیراب ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، اس کی سانسوں کی تھمتی ڈور دیکھ کر اس نے اس کی جان بخشی، وہ لمبے لمبے سانس لیتے اپنی سانس بحال کر رہی تھی، اس نے بی یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے ہتھیلی سے اپنی گیلے ہونٹوں کو صاف کیا، جبکہ اس نے اس کو خود میں بھینجا اور گود میں اٹھا کر بیڈ کی جانب بڑھا

دبیر

وہ کانپتے ہوئے بولی

شش کچھ نہیں بولو، ان لمحوں کو محسوس کروں

اس کے کالر بون پہ ہلکے سے کاٹتے ہوئے وہ بولا جبکہ وہ سسکی

میری جان میرا وجود مکمل ہوتا ہے تم سے، تمہاری دوری سے میں ٹوٹ گیا تھا میرا وجود نامکمل ہو گیا تھا، آج کے بعد میں تمہیں کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا

اس کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں کو الجھائے سر کے اوپر پن کر کے وہ اس کے جسم کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا

ایک لمبی مسافت طے کر کے وہ دونوں آج ہمیشہ کے لیے، پھر کبھی نہ بچھڑنے کے لیے ایک ہو گئے تھے، آج پھر ایک محبت امر ہو گئی تھی،

ایک لمبے عرصے کی جدائی کے بعد وہ دونوں اپنی محبت کو امر کر گئے تھے،
صبح دن چڑھے تک وہ ذنجبیل کے وجود کو اپنی محبت کی بارش میں بھیگوتا رہا

کچھ مہنیوں بعد

دبیر، مشعل عریشان کے پاس کسی کو آنے نہیں دیتی آپ کی طرح ہی شدت پسند ہے وہ

بھرا بھرا جسم لیے وہ دبیر کی مثال اوڑھے اس کے کندھے پہ سر رکھے بولی

انسان کو اپنی چیزوں کو لے کر شدت پسند ہونا چاہئے

مشعل کو دیکھتے ہوئے وہ بولا

جبکہ ذنجبیل اس کو ناراض نظروں سے دیکھنے لگی

یار معلوم ہے ہنڈ سم بندہ ہوں لیکن یوں گھور گھور کر نظر نہیں لگاؤ مجھے،
اور سامنے ان دونوں کو دیکھو اور سیکھو کچھ ان دونوں سے

اس کی ناراض نگاہوں خود پہ جمی دیکھ کر اس نے اس کا دھیان یمان اور ذل کی طرف کروایا جہاں یمان ذل کو
گلاب کا پھول دے رہا تھا، ذل نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے گلاب لیا اور پاؤں پہ بل اوپر ہو کر اس کے
گال پہ اپنے لب رکھے اور اس کے سر سے سر ملا لیا تھا

حد ہے، کسی کو تو بخش دیں آپ،
ذنجبیل نے بولا جبکہ اس کی بات سن کر دیر مسکرانے لگا

ان سے نظریں ہٹھا کر دوسری طرف دیکھے تو معاویہ اور مینے عرثمان اور مشعل کے ساتھ مستیوں میں لگے ہوئے
تھے، ارمان عروش کو زبردستی اس کے انکار کے باوجود فروٹ کھلا رہا تھا جبکہ زمان ماہ کو کسی بات پہ منار ہا تھا

اتنے میں احد اور ذویا اپنی بیٹی مہک کے ساتھ حویلی کی داخلی دروازے سے داخل ہوا، احد اور ذویا نے شادی کر لی
تھی دونوں کی ایک بیٹی مہک بھی تھی،

لاشاری پہ سات لوگوں کے قتل، کئی لڑکیوں کی عزتیں پامال کرنے کے جرم میں عدالت نے اس کو عمر بھر کی قید سنادی تھی، اس کا تمام مال ضبط کر لیا گیا تھا، یہ صدمہ برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے اپنی جان لے لی تھی، سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا ہر ایک اپنی اپنی زندگی میں اپنے جیون ساتھی کے ساتھ خوش تھا

- داستان ختم ہونے والی ہے

تم میری آخری محبت ہوں

دیر نے اس کے روئی جیسے نرم ہاتھوں پہ بوسہ دیا تو ذنجبیل کے چہرے پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ آئی، جبکہ اس کو مسکراتا دیکھ کر دبیر کو اپنی روح میں سکون سرایت کرتا ہوا محسوس ہوا اور آگے بڑھ اس کو سینے میں بھینجا

- ختم شد